

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ

کتاب الجہاد

امیر المومنین فی الحدیث وسید الفقہاء

حضرت امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وتشریح : مولانا محمد داؤد راز رحمہ اللہ تعالیٰ

نظرِ ثانی : ابو الحسن مبشر احمد ربانی

مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

کتاب الجہاد

امیر المؤمنین فی الحدیث وسید الفقہاء

حضرت امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تشریح : مولانا محمد داؤد راز رحمہ اللہ تعالیٰ
نظرِ ثانی : ابو الحسن مبشر احمد ربانی

مکتبہ قدوسیہ
غزنی سٹریٹ اردو بازار - لاہور

مسلک کتاب وسنت کے فروغ کے لئے کوشاں
خوبصورت اور معیاری مطبوعات

مکتبہ قدوسیہ

ناشر ———— ابوبکر قدوسی
اشاعت ———— جنوری 2000ء
مطبع ———— موٹروے پریس
قیمت ———— 120/- روپے

MAKTABA QUDDUSIA
REHMAN MARKET GHAZNI STREET URDU BAZAR
LAHORE - PAKISTAN. Ph: 7351124 - 7230585
Fax: 92 - 42 - 7230585 Email: qadusia@brain.net.pk

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

جہاد کے احکام و مسائل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جہاد دین اسلام کی چوٹی ہے۔ اس میں شرکت ہر مسلمان پر لازم ہے۔ یہ اپنے عمومی معنی کے اعتبار سے ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔ حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ بخاری کی شرح فتح الباری میں رقم طراز ہیں والتحقیق ایضًا ان جنس جهاد الکفار متعین علی کل مسلم اما بیده و اما بلسانه و اما بماله و اما بقلبه والله اعلم (فتح الباری ۶/ ۳۸)

محقق و مسلم بات یہ ہے کہ کفار کے بالمقابل جنس جہاد ہر مسلمان پر فرض عین ہے خواہ یہ جہاد ہاتھ سے ہو یا زبان سے' مال سے ہو یا دل سے۔

جہاد اعلائے کلمۃ اللہ کا سب سے معظم سبب و ذریعہ' جبر و ستم' قہر و ظلمت اور فساد فی الارض کے انسداد کا مؤثر ترین وسیلہ' اور مظلوموں و مقہوروں کو عدل و انصاف فراہم کرنے کا سب سے عمدہ ذریعہ ہے۔ جہاد اسلام کا اصل الاصول نماز و زکوٰۃ مساجد و مدارس حج و صیام جیسی اہم ترین عبادات کے قائم کرنے کا باعث ہے۔

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر عملاً جہاد میں حصہ لیا اور سینکڑوں صحابہ کرام اس سبیل الحق میں راہ شہادت پا گئے اور سلف صالحین رحمهم الله اجمعین نے ہر دور میں باطل طاغوتی طاقتوں کا مقابلہ کر کے اسلام کے علم کو بلند کیا اور کفر کا غرور' تکبر' نخوت و سطوت کو میدان کارزار میں توڑا۔ جہاں پر ہمارے ائمہ اسلاف نے جہاد بالسیف کا میدان سرگرم رکھا ساتھ ہی جہاد بالقلم کو بھی مضبوطی سے تھاما اور دین اسلام کی اشاعت کے لیے مختلف عنوانات پر کتب مرتب کیں اور مسئلہ جہاد پر بالخصوص ائمہ محدثین نے کتابیں لکھیں امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الجہاد سے لے کر آج تک سینکڑوں علماء نے منفرد یا اپنی کتب میں کتاب الجہاد قائم کر کے یہ فریضہ سرانجام دیا۔

صحیح بخاری شریف کی کتاب الجہاد کا یہ ترجمہ و شرح جو مولانا محمد داؤد راز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی محنت و عرق ریزی سے مرتب کیا اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جسے طبع کرنے کی سعادت بھائی ابوبکر قدوسی (حفظه الله من شر کل حاسدٍ) حاصل کر رہے ہیں۔ بھائی ابوبکر کے

حکم پر اس احقر کو اس کی نظرثانی کرنے کا موقع ملا۔ میں اس قابل تو نہیں لیکن کتاب و سنت اور حاملین علوم نبویہ کے خادموں میں نام درج کروانے کی خاطر میں نے یہ ذمہ داری لے لی۔ اور اپنی ہمت و وسعت کے مطابق شرح میں درج کردہ حوالوں کی مختصر تخریج اور کہیں کہیں مختلف موضوعات پر ہلکے پھلکے نوٹ بھی درج کر دیئے ہیں۔ اگر اس میں کوئی حسن و خوبی نظر آئے تو من جانب اللہ اور اگر کوئی خامی و کوتاہی نظر آئے تو مجھ احقر کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو طبع کرنے والے' معاونین اور دیگر حضرات جو اس کار خیر میں حصہ لینے والے ہیں' تمام کی لغزشوں کو معاف فرمائے۔ (آمین)

ابوالحسن مبشر احمد ربانی عفی اللہ عنہ

١٤/١٠/١٩٩٨ء

کتاب الجہاد

جہاد کے احکام و مسائل

١ - بَابُ فَضْلِ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى:

﴿إِنَّ اللهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ، وَمَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ مِنَ اللهِ؟ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ - إِلَى قَوْلِهِ - وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ [التوبة: ١١١]

باب جہاد کی فضیلت اور رسول کریم ﷺ کے حالات کے بیان میں

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کے مال اس بدلے میں خرید لئے ہیں کہ انہیں جنت ملے گی' وہ مسلمان اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں اور اس طرح (محارب کفار کو) یہ مارتے ہیں اور خود بھی مارے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ سچا ہے' توراۃ میں' انجیل میں اور قرآن میں اور اللہ سے بڑھ کر اپنے وعدہ کا پورا کرنے والا کون ہو سکتا ہے؟ پس خوش ہو جاؤ تم اپنے اس سودے کی وجہ سے جو تم نے اس کے ساتھ کیا ہے' آخر آیت ﴿وبشر المومنين﴾ تک۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: الْحُدُودُ الطَّاعَةُ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ کی حدود سے مراد اس کے احکام کی اطاعت ہے۔

انجیل میں جہاد کا حکم نہیں ہے مگر انجیل میں توراۃ کا صحیح اور سچی کتاب ہونا مذکور ہے۔ اس لیے توراۃ کے سب احکام گویا انجیل میں بھی موجود ہیں۔ آیت مذکورہ میں آگے ﴿ والحافظون لحدود الله ﴾ (التوبہ: ۱۱۲) کے الفاظ بھی ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر امام بخاریؒ نے نقل کر دی ہے' اس کو ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر(٦ / ١٨٩٢) میں نکالا ہے۔ آیت کا شان نزول لیلۃ العقبہ میں انصار کے بیعت کرنے سے متعلق ہے اور حکم قیامت تک کے لئے عام ہے۔ اس بیعت کے وقت حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ "یارسول اللہ! آپ اپنے رب کے لئے اور اپنی ذات کے لئے ہم سے جو چاہیں عہد لے لیں۔" آپ نے فرمایا کہ "میں اللہ کے لئے عہد لیتا ہوں کہ صرف اسی ایک کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو اور اپنے لئے یہ کہ نفع و نقصان میں اپنے نفسوں کے ساتھ مجھ کو شریک کر لو" انہوں نے کہا کہ اس کا بدلہ ہم کو کیا ملے گا؟ آپؐ نے فرمایا کہ جنت ملے گی' اس پر وہ بولے کہ یہ تو بہت ہی نفع بخش سودا ہے۔ نہ ہم بیعت توڑیں گے اور نہ توڑنے کا مطالبہ کریں گے۔

اسباب النزول للواحدی عن محمد بن کعب القرظی ص ١٥٠ و اسباب النزول للسیوطی مع قرآن کریم تفسیر و بیان ص ٢٠٧'٢٧١ (فتح الباری ٦ / ٤)

٢ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْوَلِيْدَ بْنَ الْعَيْزَارِ ذَكَرَ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ((سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((الصَّلَاةُ عَلَى مِيْقَاتِهَا)). قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ)). قُلْتُ

(٢) ہم سے حسن بن صباح نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے محمد بن سابق نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے مالک بن مغول نے بیان کیا' کہا کہ میں نے ولید بن عیزار سے سنا' ان سے سعید بن ایاس ابو عمرو شیبانی نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ دین کے کاموں میں کون سا عمل افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے پوچھا اس کے بعد؟ آپؐ نے فرمایا والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔ میں نے پوچھا

: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ)). فَسَكَتُّ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِي)).

اور اس کے بعد ؟ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔ پھر میں نے آپؐ سے زیادہ سوالات نہیں کئے' ورنہ آپؐ اسی طرح ان کے جوابات عنایت فرماتے۔

۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لاَ هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ، وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا)).

(۲) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے' کہا ہم سے سفیان ثوری نے' کہا کہ مجھ سے منصور بن معتمر نے بیان کیا مجاہد سے' انہوں نے طاؤس سے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فتح مکہ کے بعد اب ہجرت (فرض) نہیں رہی البتہ جہاد اور نیت بخیر کرنا اب بھی باقی ہیں اور جب تمہیں جہاد کے لئے بلایا جائے تو نکل کھڑے ہوا کرو۔

تشریح یعنی اب مکہ فتح ہونے کے بعد وہ خود دارالاسلام ہو گیا' اس لئے یہاں سے ہجرت کر کے مدینہ آنے کا کوئی سوال ہی باقی نہیں رہتا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہجرت کا سلسلہ سرے سے ہی ختم ہو گیا ہے۔ جہاں تک ہجرت کا عام تعلق ہے یعنی دنیا کے کسی بھی دارالحرب سے دارالاسلام کی طرف ہجرت' تو اس کا حکم اب بھی باقی ہے مگر اس کے لئے کچھ شرائط ہیں جن کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

قیامت تک جہاد فرض رہے گا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جب سے مجھ کو اللہ نے بھیجا قیامت تک جہاد ہوتا رہے گا' یہاں تک کہ اخیر میں میری امت دجال سے مقابلہ کرے گی۔ جہاد اسلام کا ایک رکن اعظم ہے اور فرض کفایہ ہے لیکن جب ایک جگہ ایک ملک کے مسلمان کافروں کے مقابلہ سے عاجز ہو جائیں تو ان کے پاس والوں پر' اس طرح تمام دنیا کے مسلمانوں پر جہاد فرض ہو جاتا ہے اور اس کے ترک سے سب گنہگار ہوتے ہیں۔ اسی طرح جب کافر مسلمانوں کے ملک پر چڑھ آئیں تو ہر مسلمان پر جہاد فرض ہو جاتا ہے یہاں تک کہ عورتوں اور بوڑھوں اور بچوں پر بھی۔ ہمارے زمانہ میں چند دنیادار' خوشامد خورے' جھوٹے' دغاباز مولویوں نے کافروں کی خاطر سے عام مسلمانوں کو بہکا دیا ہے کہ اب جہاد فرض نہیں رہا' ان کو خدا سے ڈرنا چاہئے اور توبہ کرنا بھی ضروری ہے' جہاد کی فرضیت قیامت تک باقی رہے گی۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ ایک امام عادل سے پہلے بیعت کی جائے اور

(محارب) کافروں کو حسب وعدہ نوٹس دیا جائے۔ اگر وہ اسلام یا جزیہ قبول نہ کریں' اس وقت اللہ پر بھروسہ کر کے ان سے جنگ کی جائے اور فتنہ و فساد اور عورتوں اور بچوں کی خونریزی کسی شریعت میں جائز نہیں ہے (تیسیر الباری ۳/ ۸۲) ❶

---

❶ یاد رہے کہ اگر خلافت اسلامیہ قائم نہ ہو تو اس کا یہ مفہوم قطعاً نہیں سمجھا جائے گا کہ احکام اسلام اب معطل ہو گئے ہیں۔ خلافت کے احکام میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: الذین ان مکناھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکاۃ و امروا بالمعروف و نھوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور (الحج: ۴۱) (مظلوم اور جلا وطن مسلمانوں کو اب قتال کی اجازت دی گئی ہے) وہ ایسے لوگ ہیں اگر ہم ان کو زمین میں خلافت عطا کریں گے تو وہ نماز قائم کریں گے' زکوۃ ادا کریں گے اور اچھی بات کا حکم اور بری بات سے روکیں گے اور تمام کاموں کے انجام اللہ کے اختیار میں ہیں۔

اس آیت کریمہ میں اسلامی حکومت کے بنیادی اہداف' اغراض و مقاصد اور خلیفہ کی ذمہ داریاں بیان کی گئی ہیں۔ امت مسلمہ میں یہ بات قولاً اور عملاً متفق علیہ ہے کہ فرضیت و اقامت جہاد اور دیگر عبادات شرعیہ نماز' روزہ' زکوۃ' حج وغیرہ کے لیے امام عادل اور خلیفۃ المسلمین کا وجود لازمی شرط نہیں اور خلافت کے مفقود ہونے پر اجتماعی واجبات و عبادات شرعیہ جیسے جمعہ' عیدین' نماز باجماعت' زکوۃ و صدقات کی ادائیگی اور بیت اللہ کا حج وغیرہ ساقط و معطل نہ ہو گا۔ موجودہ دور میں مختلف بلاد و ممالک میں کفار و مشرکین یہود و نصاریٰ وغیرہ کے ساتھ جہاد عملی طور پر شروع ہو چکا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ جان و مال' زبان و قلم سے اس جاری جہاد کی مکمل نصرت و حمایت کی جائے اور اس فریضہ جاریہ کو تقویت پہنچائی جائے تاکہ غلبہ کفار اور یہود و ہنود کی شان و شوکت کو توڑ کر اسلام کا علم بلند کیا جائے لیکن بدقسمتی سے بعض افراد فریضہ جہاد کے متعلق شبہات پیدا کرنے اور یہ باور کروانے کے لیے کہ فریضہ جہاد کے لیے خلافت کبریٰ مشروط و مقید ہے' اپنی تمام صلاحیتیں استعمال کر رہے ہیں۔

یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ زکوۃ وغیرہ کی وصولی کے لیے کبھی کسی نے یہ آواز بلند نہیں کی کہ رسول پاک ﷺ کے عہد مبارک اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے سنہری دور میں زکوۃ خلیفہ وقت یا اس کا عامل ہی وصول کرتا تھا جس طرح جہاد خلیفہ یا اس کا مقرر کردہ نمائندہ کرتا تھا۔ لیکن یہ چونکہ مالی معاملہ ہے اور کتنے ہی علماء نے کوئی نہ کوئی مدرسہ قائم کیا ہوا ہے جس کے نام پر وہ چندہ جمع کرتے ہیں۔ اس لیے زکوۃ کی وصولی کے لیے خلیفہ کے ہونے کی کبھی کوئی بات نہیں ہوئی۔ جہاد چونکہ مشکل معاملہ ہے اور نفوس پر گراں گزرتا ہے' اس لیے اس کے متعلق شکوک و شبہات پیدا کرنے کی سعی لاحاصل کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے بھائیوں کو معاف فرمائے اور اصلاح احوال پر توجہ دینے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (ابوالحسن)

لفظ جہاد کی تشریح میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں' والجهاد بكسر الجيم اصله لغة المشقة يقال جهدت جهادا بلغت المشقه وشرعا بذل الجهد في قتال الكفار ويطلق ايضا على مجاهدة النفس والشيطان والفساق فاما مجاهدة النفس فعلى تعلم امور الدين ثم على العمل بها ثم على تعليمها واما مجاهدة الشيطان فعلى دفع ماياتي به من الشبهات وما يزينه من الشهوات واما مجاهدة الكفار فتقع باليد والمال واللسان والقلب واما مجاهدة الفساق فبا ليد ثم اللسان ثم القلب (فتح الباری ۶ / ۳) یعنی "لفظ جہاد جیم کے کسرہ کے ساتھ لغت میں مشقت پر بولا جاتا ہے اور شریعت میں (محارب) کافروں سے لڑنے پر اور یہ لفظ نفس اور شیطان اور فساق کے مجاہدات پر بھی بولا جاتا ہے پس نفس کے ساتھ جہاد دینی علوم کا حاصل کرنا' پھران پر عمل کرنا اور دوسروں کو انہیں سکھانا ہے اور شیطان کے ساتھ جہاد یہ کہ اس کے لائے ہوئے شبہات کو دفع کیا جائے اور ان کو جو وہ شہوات مزین کر کے پیش کرتا ہے' ان سب کو دفع کرنا شیطان کے ساتھ جہاد کرنا ہے اور محارب کافروں سے جہاد ہاتھ اور مال اور زبان اور دل کے ساتھ ہوتا ہے اور فاسق فاجر لوگوں کے ساتھ جہاد یہ کہ ہاتھ سے ان کو افعال بد سے روکا جائے پھر زبان سے' پھر دل سے۔" مطلب آپ کا یہ تھا کہ مجاہد جب جہاد کے لئے نکلتا ہے تو اس کا سونا' بیٹھنا' چلنا' گھوڑے کا دانہ پانی کرنا' سب عبادت ہی عبادت ہوتا ہے تو جہاد کے برابر دوسری کون عبادت ہو سکتی ہے۔ البتہ کوئی برابر عبادت میں مصروف رہے' ذرا دم نہ لے تو شاید جہاد کے برابر ہو مگر ایسا کس سے ہو سکتا ہے۔ دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر الٰہی جہاد سے بھی افضل ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایام عشر میں عبادت کرنے سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں۔ ان حدیثوں میں تناقض نہیں ہے بلکہ سب اپنے محل اور موقع پر دوسرے تمام اعمال سے افضل ہیں مثلاً جب کافروں کا زور بڑھ رہا ہو تو جہاد سب عملوں سے افضل ہو گا اور جب جہاد کی ضرورت نہ ہو تو ذکر الٰہی سب سے افضل ہو گا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر یعنی نفس کشی اور ریاضت کو آپ نے بڑا جہاد فرمایا (تیسیر الباری ۳ / ۸۱) [1]

۳ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ	(۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے حبیب بن ابی عمرہ نے بیان کیا عائشہ بنت طلحہ سے اور ان

[1] رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر یہ روایت انتہائی کمزور ہے اور زبان زد عام ہے تفصیل کے لیے دیکھیں۔ کشف الخفاء و مزيل الالباس للعجلونی رقم (۱۳۶۲) ا / ۴۲۴ ' ۴۲۵ و موضوعات کبریٰ لملاعلی قاری رقم (۲۱۱) / ۲۰۶ ' ۲۰۷ وغیرہ (ابوالحسن)۔

رَضِيَ اللهُ عَنهَا أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، نَرَى الْجِهَادَ أَفْضَلَ الْعَمَلِ، أَفَلاَ نُجَاهِدُ، قَالَ: ((لَكِنَّ أَفْضَلُ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُورٌ)).

سے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ انہوں پوچھ یا رسول اللہ! ہم سمجھتے ہیں کہ جہاد افضل اعمال میں سے ہے پھر ہم (عورتیں) بھی کیوں نہ جہا کریں؟ آپ نے فرمایا لیکن سب سے افضل جہا مقبول حج ہے جس میں گناہ نہ ہوں۔

یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے' باب کا مطلب اس حدیث سے یوں نکلا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جہاد کو سب سے افضل کہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر انکار نہیں فرمایا۔

٤-حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو حَصِينٍ أَنَّ ذَكْوَانَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ: ((جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ. قَالَ: ((لاَ أَجِدُهُ)). قَالَ: هَلْ تَسْتَطِيعُ إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُومَ وَلاَ تَفْتُرَ، وَتَصُومَ وَلاَ تُفْطِرَ؟)) قَالَ: وَمَنْ يَسْتَطِيعُ ذَلِكَ؟ قَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ: إِنَّ فَرَسَ الْمُجَاهِدِ لَيَسْتَنُّ فِي طِوَلِهِ، فَيُكْتَبُ لَهُ حَسَنَاتٌ)).

(۴) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا' کہا ہم کو عفان بن مسلم نے خبردی' کہا ہم سے ہمام نے حدیث بیان کی' کہا ہم سے محمد بن جحادہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھے ابو حصین نے خبردی' ان سے ذکوان نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جو ثواب میں جہاد کے برابر ہو۔ حضور اکرم نے فرمایا ایسا کوئی عمل میں نہیں پاتا۔ پھر آپ نے فرمایا کیا تم اتنا کر سکتے ہو کہ جب مجاہد (جہاد کے لئے نکلے) تو تم اپنی مسجد میں آکر برابر نماز پڑھنی شروع کر دو اور کوئی سستی اور کاہلی تمہیں محسوس نہ ہو' اسی طرح روزے رکھنے لگو اور (کوئی دن) بغیر روزے کے نہ گزرے۔ ان صاحب نے عرض کیا بھلا ایسا کون کر سکتا ہے؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجاہد کا گھوڑا جب رسی میں بندھا ہوا زمین (پر پاؤں) مارتا ہے تو اس پر بھی اس کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

٢- بَابُ أَفْضَلُ النَّاسِ مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَوْلِهِ تَعَالَى:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيْمٍ؟ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَتُجَاهِدُوْنَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ، ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ. يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ، ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾

[الصف : ١٠].

٥- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِيُّ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ: قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ)). قَالُوا: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((مُؤْمِنٌ فِي

باب سب لوگوں میں افضل وہ شخص ہے جو اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال سے جہاد کرے

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "اے ایمان والو! کیا میں تم کو بتاؤں ایک ایسی تجارت جو تم کو نجات دلائے دکھ دینے والے عذاب سے' وہ یہ کہ ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے' یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم سمجھو' اگر تم نے یہ کام انجام دیئے تو اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا تمہارے گناہ اور داخل کرے گا تم کو ایسے باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور بہترین مکانات تم کو عطا کئے جائیں گے' جنات عدن میں یہ بڑی بھاری کامیابی ہے"۔

(۵) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا کہ ہم کو شعیب نے خبر دی' انہیں زہری نے' کہا کہ مجھ سے عطاء بن یزید لیثی نے کہا اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ! کون شخص سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ مومن جو اللہ کے راستے میں اپنی جان اور مال سے جہاد کرے۔ صحابہؓ نے پوچھا اور اس کے بعد کون؟ فرمایا وہ مومن جو پہاڑ کی کسی گھاٹی میں رہنا اختیار کرے' اللہ تعالیٰ کا

شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَتَّقِي اللهَ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ)). خوف رکھتا ہو اور لوگوں کو چھوڑ کر اپنی برائی سے ان کو محفوظ رکھے۔ ❶

تشریح جب آدمی لوگوں میں رہتا ہے تو ضرور کسی نہ کسی کی غیبت کرتا ہے یا غیبت سنتا ہے یا کسی پر غصہ کرتا ہے' اس کو ایذا دیتا ہے۔ تنہائی اور عزلت میں اس کے شر سے سب لوگ بچے رہتے ہیں۔ اس حدیث سے اس نے دلیل لی جو عزلت اور گوشہ نشینی کو اختلاط سے بہتر جانتا ہے۔ جمہور کا مذہب ہے کہ اختلاط افضل ہے اور حق یہ ہے کہ یہ مختلف ہے باختلاف اشخاص اور احوال اور زمانہ اور موقع کے۔ جس شخص سے مسلمانوں کو دینی اور دنیاوی فائدے پہنچتے ہوں اور وہ لوگوں کی برائیوں پر صبر کر سکے' اس کے لئے اختلاط افضل ہے اور جس شخص سے اختلاط سے گناہ سر زد ہوتے ہوں اور اس کی صحبت سے لوگوں کو ضرر پہنچتا ہو' اس کے لئے عزلت افضل ہے۔ اوپر حدیث میں ای الناس افضل کونسا آدمی بہتر ہے جواب میں جو کچھ آنحضرت ﷺ نے فرمایا حقیقت میں ایسا مسلمان دوسرے سب مسلمانوں سے افضل ہو گا کیونکہ جان اور مال دنیا کی سب چیزوں میں آدمی کو بہت محبوب ہیں تو ان کا اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والا سب سے بڑھ کر ہو گا بعضوں نے کہا لوگوں

---

❶ اس حدیث میں مومن سے مراد وہ آدمی ہے جو اپنے اوپر لازم امور کو صحیح طور پر بجا لاتا ہو اور فرائض کا پابند ہو اور وہ مراد نہیں جو فرائض عینیہ کا تارک ہو کر صرف جہاد پر اکتفاء کرے۔ جیسے اس پر جہاد لازم ہے اسی طرح دیگر فرائض بھی لازم ہیں۔ جب وہ تمام امور معینہ کا لحاظ کرے تو اس کے لیے یہ فضیلت ظاہر ہو گی جس میں نفس و مال کا اللہ کی راہ میں کھپا دینا ہے۔ اس لیے کہ اس میں متعدی نفع ہے۔ اس کے بعد خلوت اختیار کرنے والا مومن ہے اور یہ خلوت نشینی وقوع فتن کے ساتھ مقید ہے۔ اس پر بخاری کی حدیث حذیفہ بھی دلالت کرتی ہے جس میں تمام فرق سے علیحدگی اور مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنے کا امر ہے۔ اور صحیح مسلم' ابن حبان وغیرہ میں حدیث ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ میں بھی ہے کہ لوگوں میں ایک ایسا دور آئے گا کہ ان میں سب سے بہتر وہ ہو گا جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑ کر اللہ کی راہ میں موت کو اس کی جگہوں میں تلاش کرتا ہو گا اور وہ آدمی جو کسی گھاٹی میں رہ کر نماز قائم کرتا ہو گا اور زکوۃ دیتا ہو گا "ویدع الناس الا من خیر" اور لوگوں کو خیر کے علاوہ ترک کر دے گا۔ معلوم ہوا کہ خلوت نشینی سے مراد وہ وقت ہے جب ہر طرف فتن و شر ہو اور فساد میں وقوع کا خطرہ ہو۔ یہ بات بجا اور درست ہے کہ دینی کتابیں شائع کرنا' دعوت و تبلیغ وغیرہ جنس جہاد میں سے ہیں۔ لیکن جہاد کا شرعی مفہوم "بذل الجهد في قتال الكفار" (فتح الباری ۶/ ۳) کفار کے ساتھ لڑائی کرنے میں اپنی قوت کھپا دینا ہے۔ اس لیے مطلقاً جہاں بھی جہاد کا امر ہے وہاں اولاً قتال مراد ہے' واللہ اعلم (ابوالحسن)

سے عام مسلمان مراد ہیں ورنہ علماء اور صدیقین مجاہدین سے بھی افضل ہیں۔ میں (مولانا وحید الزمان مرحوم) کہتا ہوں کفار اور ملحدین اور مخالفین دین سے بحث مباحثہ کرنا اور ان کے اعتراضات کا جو وہ اسلام پر کریں' جواب دینا اور ایسی کتابوں کا چھاپنا اور چھپوانا یہ بھی جہاد ہے (تیسیر الباری ۳/ ۸۲۔۸۳) اس نازک دور میں جبکہ عام لوگ قرآن و حدیث سے بے رغبتی کر رہے ہیں اور دن بدن جہالت و ضلالت کے غار میں گرتے چلے جا رہے ہیں' بخاری شریف جیسی اہم پاکیزہ کتاب کا ترجمہ و تشریح شائع کرنا بھی جہاد سے کم نہیں ہے اور میں اپنے انشراح صدر کے مطابق یہ کہنے کے لئے تیار ہوں کہ جو حضرات اس کار خیر میں حصہ لے کر اس کی تکمیل کا شرف حاصل کرنے والے ہیں یقیناً وہ اللہ کے دفتر میں اپنے مالوں سے مجاہدین فی سبیل اللہ کے دفتر میں لکھے جا رہے ہیں (راز)

٦- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيْلِ اللهِ - وَاللهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيْلِهِ - كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ. وَتَوَكَّلَ اللهُ لِلْمُجَاهِدِ فِي سَبِيْلِهِ بِأَنْ يَتَوَفَّاهُ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يُرْجِعَهُ سَالِماً مَعَ أَجْرٍ أَوْ غَنِيْمَةٍ)).

(٦) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے زہری سے خبر دی' کہا مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی مثال ---- اور اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوب جانتا ہے جو اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے --- اس شخص کی سی ہے جو رات میں برابر نماز پڑھتا رہے اور دن میں برابر روزے رکھتا رہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے میں جہاد کرنے والے کے لئے اس کی ذمہ داری لے لی ہے کہ اگر اسے شہادت دے گا تو اسے بے حساب و کتاب جنت میں داخل کرے گا یا پھر زندہ و سلامت (گھر) ثواب اور مال غنیمت کے ساتھ واپس کرے گا۔

تشریح یعنی نیت کا حال خدا ہی کو خوب معلوم ہے کہ وہ مخلص ہے یا نہیں' اگر مخلص ہے تو وہ مجاہد ہو گا ورنہ کوئی دنیا کے مال و جاہ اور ناموری کے لئے لڑے وہ مجاہد فی سبیل اللہ نہیں ہے۔ مثال میں نماز پڑھنے سے نماز نفل' اسی طرح روزہ رکھنے سے نفل روزہ مراد ہے کہ کوئی شخص

دن بھر نفل روزے رکھتا ہو اور رات بھر نفل نماز پڑھتا ہو' مجاہد کا درجہ اس سے بھی بڑھ کر ہے۔

٣- بَابُ الدُّعَاءِ بِالْجِهَادِ وَالشَّهَادَةِ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ

باب جہاد اور شہادت کے لئے مرد اور عورت دونوں کا دعا کرنا

وَقَالَ عُمَرُ: ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي بَلَدِ رَسُولِكَ.

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی تھی کہ اے اللہ! مجھے اپنے رسول ﷺ کے شہر (مدینہ طیبہ) میں شہادت کی موت عطا فرمائیو۔

٢٧٨٨، ٢٧٨٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: ((كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ وَكَانَتْ أُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَطْعَمَتْهُ وَجَعَلَتْ تَفْلِي رَأْسَهُ، فَنَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ، وَهُوَ يَضْحَكُ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: وَمَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللهِ، يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هَذَا الْبَحْرِ مُلُوكًا عَلَى الأَسِرَّةِ- أَوْ مِثْلَ

(٢٧٨٨، ٢٧٨٩) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا امام مالک سے' انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ ام حرام رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے جایا کرتے تھے ایک دن رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا اور آپ کے سر سے جوئیں نکالنے لگیں' اس عرصے میں آپ سو گئے' جب بیدار ہوئے تو آپ مسکرا رہے تھے۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! کس بات پر آپ ہنس رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اس طرح پیش کئے گئے کہ وہ اللہ کے راستے میں غزوہ کرنے کے لئے دریا کے بیچ میں سوار اس طرح جا رہے ہیں جس طرح بادشاہ تخت پر ہوتے ہیں یا جیسے بادشاہ تخت رواں پر سوار ہوتے ہیں۔ یہ شک اسحاق راوی کو تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ دعا

الْمُلُوكِ عَلَى الأَسِرَّةِ))، شَكَّ إِسْحَاقُ - قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَدَعَا لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ. ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ. فَقُلْتُ: وَمَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللهِ - كَمَا قَالَ فِي الأَوَّلِ)) - قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: ((أَنْتِ مِنَ الأَوَّلِينَ)). فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِي زَمَنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ)).

فرمایئے کہ اللہ مجھے بھی انہیں میں سے کر دے' رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی' پھر آپ اپنا سر رکھ کر سو گئے' اس مرتبہ بھی آپ جب بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! کس بات پر آپ ہنس رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اس طرح پیش کئے گئے کہ وہ اللہ کی راہ میں غزوہ کے لئے جا رہے ہیں پہلے کی طرح' اس مرتبہ بھی فرمایا انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ سے میرے لئے دعا کیجئے کہ مجھے بھی انہیں میں سے کر دے۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ تو سب سے پہلی فوج میں شامل ہو گی چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ام حرام رضی اللہ عنہا نے بحری سفر کیا پھر جب سمندر سے باہر آئیں تو ان کی سواری نے انہیں نیچے گرا دیا اور اسی حادثہ میں ان کی وفات ہو گئی۔

تشریح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس وقت مصر کے گورنر تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور تھا' جب معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے روم پر لشکر کشی کی اجازت مانگی اور اجازت مل جانے پر مسلمانوں کا سب سے پہلا بحری بیڑا تیار ہوا جس نے روم کے خلاف جنگ کی۔ ام حرام رضی اللہ عنہا بھی اپنے شوہر کے ساتھ اس لڑائی میں شریک تھیں اور اس طرح آنحضرتؐ کی پیشین گوئی کے مطابق مسلمانوں کی سب سے پہلی بحری جنگ میں شریک ہو کر شہید ہوئیں۔ فرضی اللہ عنہا۔ شہادت کا وقوع اس وقت ہوا جب مسلمان جہاد سے لوٹ کر آ رہے تھے' گو ام حرام خود نہیں لڑیں مگر اللہ کی راہ میں نکلی اور نص قرآن و حدیث کی رو سے جو کوئی جہاد کے لئے نکلے اور راہ میں اپنی موت سے مر جائے وہ بھی شہید ہے۔ پس ام حرام کو شہادت نصیب ہوئی اور اس طرح دعائے نبوی کا ظہور ہوا۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا آپؐ کی دودھ کی خالہ ہوتی ہیں' اسی لئے آپؐ ان کے ہاں آیا جایا کرتے تھے' وہ بھی آپؐ

کے لئے ماں سے بھی زیادہ شفیق تھیں' (رضی اللہ عنہا) اس روایت سے عورتوں کا جہاد میں شریک ہونا ثابت ہوا۔ حضرت امام بخاریؒ کا مطلب یہ ہے کہ جیسے مرد یہ دعا کر سکتا ہے یا اللہ مجھ کو تو مجاہدین میں کر' مجھ کو شہادت نصیب کر' ایسے ہی عورت بھی یہ دعا کر سکتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں اور اس کے بعد خلفائے راشدین کے زمانوں میں بھی عورتیں مجاہدین کے ہمراہ رہی ہیں۔ ان کے کھانے پینے' مرہم پٹی کرنے کی خدمات عورتوں نے انجام دی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ دعا قبول ہوئی اور آپ مدینہ میں ابو لولو مجوسی کے ہاتھ سے شہید ہوئے تھے (رضی اللہ عنہ وارضاہ)

٤ - بَابُ دَرَجَاتِ الْمُجَاهِدِيْنَ فِي سَبِيْلِ اللهِ.

يُقَالَ هَذِهِ سَبِيْلِي، وَهَذَا سَبِيْلِي

باب مجاہدین فی سبیل اللہ کے درجات

سبیل کا لفظ عربی میں ھذا سبیلی وھذہ سبیلی مذکر اور مؤنث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔

تشریح چونکہ حدیث میں فی سبیل اللہ کا لفظ آیا تھا تو امام بخاریؒ نے اس مناسبت سے سبیل کی تحقیق بیان کر دی کہ یہ لفظ عربی زبان میں مذکر اور مؤنث دونوں طرح بولا جاتا ہے ھذہ سبیلی اور ھذا سبیلی دونوں طرح کہتے ہیں بعض نسخوں میں اس کے بعد اتنی عبارت اور ہے وقال ابو عبداللہ غزی واحدھا غاز ھم درجات: لھم درجات یعنی سورہ آل عمران رکوع ۱۶ میں جو غزی کا لفظ آیا ہے تو غزی غازی کی جمع ہے اور ھم درجات کا معنی لھم درجات ہے یعنی ان کے لئے درجے ہیں (تیسیر الباری ۳/ ۸۵'۸۶)

٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ هِلاَلِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَبِرَسُوْلِهِ وَأَقَامَ الصَّلاَةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، جَاهَدَ فِي سَبِيْلِ اللهِ أَوْ جَلَسَ فِي أَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ فِيْهَا)). فَقَالُوا: يَا رَسُوْلَ

(۹) ہم سے یحییٰ بن صالح نے بیان کیا' کہا ہم سے فلیح نے بیان کیا' ان سے ہلال بن علی نے' ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور نماز قائم کرے اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ جنت میں داخل کرے گا خواہ اللہ کے راستے میں وہ جہاد کرے یا اسی جگہ پڑا رہے جہاں پیدا ہوا تھا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم لوگوں کو اس کی بشارت نہ دے

اللهِ، أَفَلَا نُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قَالَ: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِي سَبِيْلِ اللهِ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللهَ فَسْأَلُوهُ الْفِرْدَوسَ فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ - أُرَاهُ: وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ - وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ)). قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ عَنْ أَبِيْهِ : ((وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ)).

دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے میں جہاد کرنے والوں کیلئے تیار کیے ہیں' ان کے دو درجوں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان و زمین میں ہے۔ اسلئے جب اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہو تو فردوس مانگو کیونکہ وہ جنت کا سب سے درمیانی درجہ ہے اور جنت کے سب سے بلند درجے پر ہے۔ یحییٰ بن صالح نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں یوں کہا کہ اسکے اوپر پروردگار کا عرش ہے اور وہیں سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔ محمد بن فلیح نے اپنے والد سے وفوقہ عرش الرحمٰن ہی کی روایت کی ہے۔

تشریح مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کو جہاد میں شرکت کی سعادت نصیب نہ ہو[1] لیکن دوسرے فرائض ادا کرتا ہے اور اسی حال میں مرجائے تو آخرت میں اس کو بہشت ملے گی گو اس کا درجہ مجاہدین سے کم ہو گا۔ محمد بن فلیح کے روایت کردہ اضافہ میں شک نہیں ہے جیسے یحییٰ بن سلیمان کی روایت میں اراہ الخ وارد ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہا بہشت کی نہروں سے وہ چار نہریں پانی' دودھ' شہد اور شراب کی مراد ہیں جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔

۱۰ - حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي

(۱۰) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر نے' کہا ہم سے ابو رجاء نے' ان سے سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' میں نے رات میں دو آدمی دیکھے جو میرے

---

[1] اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاد ہر حالت میں فرض عین نہیں ہوتا بلکہ بسا اوقات فرض کفایہ کی صورت بھی اختیار کر لیتا ہے۔ اس کے فرض عین کی صورتیں آگے بیان ہوں گی۔ نیز جس کو جہاد کے معرکوں میں شامل ہونے کا موقع نہ ملے' وہ نیت ضرور رکھے اور تیاری کرے کہ جب بھی موقع ملے تو حاضر ہو جاؤں گا۔ (ابوالحسن)

فَصَعِدَا بِي الشَّجَرَةَ فَأَدْخَلاَنِي دَارًا هِيَ أَحْسَنُ وَأَفْضَلُ، لَمْ أَرَ قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهَا، قَالاَ أَمَّا هَذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ)).

پاس آئے پھر وہ مجھے لے کر ایک درخت پر چڑھے اور اس کے بعد مجھے ایک ایسے مکان میں لے گئے جو نہایت خوبصورت اور بڑا پاکیزہ تھا' ایسا خوبصورت مکان میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ان دونوں نے کہا کہ یہ گھر شہیدوں کا ہے۔

مفصل طور پر یہ حدیث کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے۔ دو شخصوں سے مراد حضرت جبرائیل و میکائیل ہیں جو پہلے آپ کو بیت المقدس لے گئے تھے' بعد میں آسمانوں کی سیر کرائی اور جنت و دوزخ کے بہت سے مناظر آپ کو دکھلائے۔ جسمانی معراج کا واقعہ الگ ہے جو بالکل حق اور حقیقت ہے۔

٥- بَابُ الْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ فِي سَبِيْلِ اللهِ، وَقَابَ قَوْسِ أَحَدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ

باب اللہ کے راستے میں صبح و شام چلنے کی اور جنت میں ایک کمان برابر جگہ کی فضیلت

١١- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَغَدْوَةٌ فِي سَبِيْلِ اللهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا)).

(۱۱) ہم سے معلیٰ بن اسد نے بیان کیا' کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا' کہا ہم سے حمید طویل نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کے راستے میں گزرنے والی ایک صبح یا ایک شام دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے' سب سے بہتر ہے۔

١٢- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هِلاَلِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَقَابُ

(۱۲) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے محمد بن فلیح نے بیان کیا' انہوں نے کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا ہلال بن علی سے' ان سے عبدالرحمٰن بن ابی نمرہ نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک کمان (ہاتھ) جگہ دنیا

قَوسٍ فِي الْجَنَّةِ خَيرٌ مِمَّا تَطلُعُ عَلَيْهِ الشَّمسُ وَتَغرُبُ. وَقَالَ: لَغَدْوَةٌ أَوْ رَوْحَةٌ فِي سَبِيْلِ اللهِ خَيْرٌ مِمَّا تَطلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَتَغرُبُ)).

کی ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے اور آپؐ نے فرمایا اللہ کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام چلنا ان سب چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔

۱۳- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الرَّوْحَةُ وَالْغَدْوَةُ فِي سَبِيْلِ اللهِ أَفْضَلُ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا)).

(۱۳) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا ابو حازم سے اور ان سے سہل بن سعدؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے راستے میں گزرنے والی ایک صبح و شام دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے بڑھ کر ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ کے فضائل میں بہت سی آیات قرآنی اور احادیث نبوی وارد ہوئی ہیں ان ہی میں سے یہ احادیث بھی ہیں جو فضائل جہاد کو واضح لفظوں میں ظاہر کر رہی ہیں۔ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی زندگی شاہد ہے کہ انہوں نے اسلام کو اور اس کے مقاصد عالیہ کو کما حقہ سمجھا تھا اور وہ اسی بنا پر سر پر کفن باندھے ہوئے پوری دنیا میں سرگرداں اور کوشاں ہوئے اور ایک ایسی تاریخ بنا گئے جو قیامت تک آنے والے اہل اسلام کے لئے مشعل راہ ثابت ہو گی۔

٦- بَابُ الْحُورِ الْعِيْنِ

باب بڑی آنکھ والی حوروں کا بیان'

وَصِفَتِهِنَّ يَحَارُ فِيهَا الطَّرْفُ. شَدِيدَةُ سَوَادِ الْعَيْنِ، شَدِيدَةُ بَيَاضِ الْعَيْنِ. وَزَوَّجْنَاهُمْ: أَنْكَحْنَاهُمْ.

ان کی صفات جن کو دیکھ کر آنکھ حیران ہو گی جن کی آنکھوں کی پتلی خوب سیاہ ہو گی اور سفیدی بھی بہت صاف ہو گی اور (سورۂ دخان میں) زوجناهم کے معنی انكحناهم کے ہیں۔

۱۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ : سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ

(۱۴) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے ابو اسحاق نے' بیان کیا' ان سے حمید نے بیان کیا اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَمُوتُ لَهُ عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ يَسُرُّهُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَأَنَّ لَهُ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، إِلاَّ الشَّهِيدَ لِمَا يَرَى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ، فَإِنَّهُ يَسُرُّهُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ مَرَّةً أُخْرَى)).

ﷺ نے فرمایا کوئی بھی اللہ کا بندہ جو مرجائے اور اللہ کے پاس اس کی کچھ بھی نیکی جمع ہو وہ پھر دنیا میں آنا پسند نہیں کرتا گو اس کو ساری دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب کچھ مل جائے مگر شہید پھر دنیا میں آنا چاہتا ہے کہ جب وہ (اللہ تعالیٰ کے) یہاں شہادت کی فضیلت کو دیکھے گا تو چاہے گا کہ دنیا میں دوبارہ آئے اور پھر قتل ہو (اللہ تعالیٰ کے راستے میں)

۱۵- قَالَ: وَسَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَرَوْحَةٌ فِي سَبِيلِ اللهِ أَوْ غَدْوَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَلَقَابُ قَوْسِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ أَوْ مَوْضِعُ قِيدٍ - يَعْنِي سَوْطَهُ - خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا. وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ لَأَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلَأَتْهُ رِيحًا، وَلَنَصِيفُهَا عَلَى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا)).

(۱۵) اور میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے بیان کرتے تھے کہ اللہ کے راستے میں ایک صبح یا شام بھی گزار دینا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے' سب سے بہتر ہے اور کسی کے لئے جنت میں ایک کمان جگہ بھی یا (راوی کو شبہ ہے) ایک قید جگہ' قید سے مراد کوڑا ہے' دنیا وما فیھا سے بہتر ہے اور اگر جنت کی کوئی عورت زمین کی طرف جھانک بھی لے تو زمین و آسمان اپنی تمام وسعتوں کے ساتھ منور ہو جائیں اور خوشبو سے معطر ہو جائیں۔ اس کے سر کا دوپٹہ بھی دنیا اور اس کی ساری چیزوں سے بڑھ کر ہے۔

تشریح بعض ملحدین بے دین حوروں کے نور اور خوشبو پر استبعاد پیش کرتے ہیں' ان کا جواب یہ ہے کہ بہشت کا قیاس دنیا پر نہیں ہو سکتا نہ بہشت کی زندگی دنیا کی زندگی کی طرح ہے۔ بہت سی چیزیں ہم دنیا میں دیکھ نہیں سکتے مگر آخرت میں ان کو دیکھیں گے۔ دوزخ کا ہلکے سے ہلکا عذاب آدمی کبھی نہیں اٹھا سکتا پر آخرت میں آدمی کو ایسی طاقت دی جائے گی کہ وہ دوزخ کے

عذابوں کا تحمل کرے گا اور پھر زندہ رہے گا۔ الغرض اخروی امور کو دنیاوی حالات پر قیاس کرنے والے خود فہم و فراست سے محروم ہیں۔

٧- بَابُ تَمَنِّي الشَّهَادَةِ

باب شہادت کی آرزو کرنا

١٦- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ لاَ أَنَّ رِجَالاً مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لاَ تَطِيبُ أَنْفُسُهُمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي، وَلاَ أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ، مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْدُو فِي سَبِيلِ اللهِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ)).

(١٦) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہیں سعید بن مسیب نے' ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر مسلمانوں کے دلوں میں اس سے رنج نہ ہوتا کہ میں ان کو چھوڑ کر جہاد کے لئے نکل جاؤں اور مجھے خود اتنی سواریاں میسر نہیں ہیں کہ ان سب کو سوار کر کے اپنے ساتھ لے چلوں تو میں کسی چھوٹے سے چھوٹے ایسے لشکر کے ساتھ جانے سے بھی نہ رکتا جو اللہ کے راستے میں غزوہ کے لئے جا رہا ہوتا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میری تو آرزو ہے کہ میں اللہ کے راستے میں قتل کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کر دیا جاؤں۔

معلوم ہوا کہ شہادت کی آرزو کرنا اس نیت سے کہ اس سے شجر اسلام کی آبیاری ہو گی اور آخرت میں بلند درجات حاصل ہوں گے۔ یہ جائز بلکہ سنت ہے اور ضروری ہے۔

١٧- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ الصَّفَّارُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ

(١٧) ہم سے یوسف بن یعقوب صفار نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل بن علیہ نے' ان سے ایوب نے' ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے انس بن

هِلَالٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ ((أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَهَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ فَفُتِحَ لَهُ)). وَقَالَ: ((مَا يَسُرُّنَا أَنَّهُمْ عِنْدَنَا)) قَالَ أَيُّوبُ: أَوْ قَالَ: ((مَا يَسُرُّهُمْ أَنَّهُمْ عِنْدَنَا، وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ)).

مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا آپ نے فرمایا فوج کا جھنڈا اب زید نے اپنے ہاتھ میں لیا اور وہ شہید کر دیئے گئے پھر جعفر نے لے لیا اور وہ بھی شہید کر دیئے گئے پھر عبداللہ بن رواحہ نے لے لیا اور وہ بھی شہید کر دیئے گئے اور اب کسی ہدایت کا انتظار کئے بغیر خالد بن ولید نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور ان کے ہاتھ پر اسلامی لشکر کو فتح ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اور ہمیں کوئی اس کی خوشی بھی نہیں تھی کہ یہ لوگ جو شہید ہو گئے ہیں ہمارے پاس زندہ رہتے' کیونکہ وہ بہت عیش و آرام میں چلے گئے ہیں۔ ایوب نے بیان کیا یا آپ نے یہ فرمایا کہ انہیں کوئی اس کی خوشی بھی نہیں تھی کہ ہمارے ساتھ زندہ رہتے۔ اس وقت آنحضرت ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

تشریح ہوا یہ تھا کہ ۸ھ میں آپ نے غزوۂ موتہ کے لئے ایک لشکر روانہ کیا۔ زید بن حارثہ کو اس کا سردار مقرر کیا اور فرمایا اگر وہ شہید ہو جائیں تو جعفر کو سردار بنانا' اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ کو۔ اتفاق سے یکے بعد دیگرے یہ تینوں سردار شہید ہو گئے اور خالد بن ولید [1] نے آخر میں افسری جھنڈا اٹھا لیا۔ گو ان کے لئے آنحضرت ﷺ نے کچھ نہیں فرمایا تھا۔ آپ

[1] اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ رسول کریم ﷺ نے لشکر اسلام کے صرف تین امراء مقرر فرمائے تھے جن کی قیادت میں بالترتیب جہاد کا حکم دیا گیا لیکن تینوں کی شہادت کے بعد مسلمانوں کی ضرورت اور اسلامی دفاع کے فوری تقاضے کے مطابق خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے از خود منصب امارت سنبھال لیا اور موجود صحابہ نے انکی امارت میں جہاد کیا اور کسی ایک فرد نے بھی اختلاف نہ کیا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اضطراری حالت میں جبکہ خلیفہ و امام موجود نہ ہوں یا امام کی طرف رجوع کرنا ناممکن ہو تو جو شخص بھی امارت کے لیے متعین ہو گا وہ امیر و ولی الامر ہو گا۔ اسکے متبعین کو ہر معروف عمل میں اسکی اطاعت کرنی چاہیے۔ (فتح الباری ۶/۱۸۰)=

کافروں سے یہاں تک لڑے کہ اللہ نے آپ کے ذریعہ اسلام کے لشکر کو فتح نصیب فرمائی۔ دوسری روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے خوش ہو کر خالد کے حق میں فرمایا کہ وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔ مزید تفصیلات جنگ موتہ کے ذکر میں آئیں گی۔

٨- بَابُ فَضْلِ مَنْ يُصْرَعُ فِي سَبِيلِ اللهِ فَمَاتَ فَهُوَ مِنْهُمْ

باب اگر کوئی شخص جہاد میں سواری سے گر کر مرجائے تو اس کا شمار بھی مجاہدین میں ہوگا' اس کی فضیلت

وَقَولِ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللهِ﴾

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کی نیت کر کے نکلے اور پھر راستے ہی میں اس کی وفات ہو جائے تو اللہ پر اس کا اجر (ہجرت کا) واجب ہو گیا (آیت میں)

= باب من تامر فی الحرب من غیر امرۃ اذا خاف العدو کے تحت امام ابن المنیرؒ کا ارشاد ہے اس باب کی حدیث سے یہ اخذ کیا جاتا ہے کہ: جب کوئی شخص کسی کی ولایت کے لیے اسی طرح معین کیا گیا کہ سلطان کی طرف مراجعت ناممکن ہو تو اس معین آدمی کے لیے ولایت ثابت ہو جائے گی سرعاً۔ اور حکماً اس کی اطاعت واجب ہو گی ---- اس حدیث سے امام مالک کے مذہب کی صحت اس مسئلہ میں معلوم ہوتی ہے کہ جب کسی عورت کا ولی سلطان کے بغیر نہ ہو اور سلطان کی اجازت ناممکن ہو تو کوئی بھی مسلمان اس عورت کا نکاح کر سکتا ہے۔ اسی طرح جب جمعہ پڑھانے والا امام غائب ہو تو حاضرین کسی کو بھی امام بنا کر اپنی نماز جمعہ ادا کر لیں۔ نیز دیکھیں المنتقی للباجی شرح الموطاء ۳/ ۲۷۰ یعنی شرعی احکامات خواہ ان کا تعلق حقوق اللہ سے ہو یا حقوق العباد سے خلیفہ و امام کی عدم موجودگی میں متروک و معطل نہیں ہوں گے کیونکہ ان کی تعطیل سے شریعت کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے کیونکہ شریعت کا مدار اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر ہے۔ ﴿ فاتقوا اللہ ما استطعتم ﴾ (تغابن : ۱۶) حسب استطاعت اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ ﴿ اتقوا اللہ حق تقاتہ ﴾ (آل عمران : ۱۰۲) اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حق ادا کرو۔ اور نبی مکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ((اذا امرتکم بامر فاتوا منہ ما استطعتم)) (بخاری (۷۲۸۸) مسلم (۷/ ۱۳۳۷) جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو اپنی استطاعت کے مطابق اسے ادا کرو۔ نیز فرمان پیغمبر ((تامر خالد من غیر امرۃ)) خالد بغیر امارت کے حکم کے امیر بن جائے گا۔ یعنی امام کے مفقود ہونے کی صورت میں حسب استطاعت امیر الجہاد بنا کر فریضہ جہاد کو جاری رکھنا اور اسی طرح جمعہ' جماعت' عیدین وغیرہ کو قائم کرنا اور حقوق الناس کی ادائیگی شرعی طور پر فرض و واجب ہے' اس کا تعطل حرام ہے۔ (ابوالحسن)

[النساء : ۱۰۰]وقع:وجب. وقع کے معنی وجب کے ہیں۔

تشریح کہتے ہیں ایک شخص ضمرہ نامی جو مسلمان تھا' مکہ میں رہ گیا تھا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿ الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتھاجروا فیھا ﴾ یعنی "کیا اللہ کی زمین فراخ نہیں ہے کہ تم اس میں ہجرت کر جاؤ" یہ آیت سن کر انہوں نے بیماری میں مدینہ کا سفر شروع کر دیا مگر راستے ہی میں ان کو موت آ گئی۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ (1) جہاد بھی اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ کوئی شخص جہاد کو نکلے مگر راستہ میں اپنی موت سے مر جائے تو اس کو بھی مجاہدین کا ثواب ملے گا اور وہ عنداللہ شہیدوں سے لکھا جائے گا۔ مشہور حدیث انما لکل امری ما نوی سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ ہجرت اپنا دین ایمان بچانے کے لئے دارالحرب سے دارالاسلام میں چلے جانے کو کہتے ہیں اور یہ قیامت تک کے لئے باقی ہے۔

۱۸، ۱۹ – حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ خَالَتِهِ أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ قَالَتْ: ((نَامَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا قَرِيبًا مِنِّي، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَتَبَسَّمُ، فَقُلْتُ: مَا أَضْحَكَكَ؟ قَالَ: ((أُنَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ يَرْكَبُونَ هَذَا الْبَحْرَ الأَخْضَرَ كَالْمُلُوكِ عَلَى الأَسِرَّةِ))، قَالَ: فَادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَدَعَا لَهَا.

(۱۸'۱۹) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے لیث نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید انصاری نے بیان کیا' ان سے محمد بن یحییٰ بن حبان نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اور ان سے ان کی خالہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک دن نبی کریم ﷺ میرے قریب ہی سو گئے۔ پھر جب آپ بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے' میں نے عرض کیا کہ آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں ؟ فرمایا میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو غزوہ کرنے کے لئے اس بہتے دریا پر سوار ہو کر جا رہے تھے جیسے بادشاہ تخت پر چڑھتے ہیں۔ میں نے عرض کیا پھر آپ میرے لئے بھی دعا کر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی انہیں میں سے بنا دے۔

---

(1) فتح الباری ۶ / ۱۸' تفسیر ابن ابی حاتم الرازی ۳ / ۱۰۵۰' تفسیر طبری ۵ / ۲۴۰' المطالب العالیہ (۳۵۲۸) الاصابہ ۱ / ۲۵۳ فی ترجمہ جندع بن ضمرہ' مجمع الزوائد ۷ / ۱۰' مسند ابی یعلیٰ ۵ / ۸۱

((ثُمَّ نَامَ الثَّانِيَةَ، فَفَعَلَ مِثْلَهَا، فَقَالَتْ: مِثْلَ قَوْلِهَا، فَأَجَابَهَا مِثْلَهَا، فَقَالَتْ: ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَقَالَ: ((أَنْتِ مِنَ الأَوَّلِينَ)). فَخَرَجَتْ مَعَ زَوْجِهَا عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ غَازِيًا أَوَّلَ مَا رَكِبَ الْمُسْلِمُونَ الْبَحْرَ مَعَ مُعَاوِيَةَ، فَلَمَّا انْصَرَفُوا مِنْ غَزْوِهِمْ قَافِلِيْنَ فَنَزَلُوا الشَّامَ فَقُرِّبَتْ إِلَيْهَا دَابَّةٌ لِتَرْكَبَهَا فَصَرَعَتْهَا فَمَاتَتْ)).

آپؐ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ پھر دوبارہ آپؐ سو گئے اور پہلے کی طرح اس مرتبہ بھی کیا ام حرامؓ نے پہلے ہی کی طرح اس مرتبہ بھی عرض کی اور آپؐ نے وہی جواب دیا۔ ام حرامؓ نے عرض کیا آپ دعا کر دیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی انہیں میں سے بنادے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم سب سے پہلے لشکر کے ساتھ ہو گی۔ چنانچہ وہ اپنے شوہر عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسلمانوں کے سب سے پہلے بحری بیڑے میں شریک ہوئیں۔ معاویہؓ کے زمانہ میں غزوہ سے لوٹتے وقت جب شام کے ساحل پر لشکر اترا تو ام حرام کے قریب ایک سواری لائی گئی تا کہ اس پر سوار ہو جائیں لیکن جانور نے انہیں گرادیا اور اسی میں ان کا انتقال ہو گیا۔

انبیاء کے خواب بھی وحی اور الہام ہی ہوتے ہیں۔ [1] آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ کی

---

[1] لیکن غیر نبی کا خواب وحی و حجت نہیں۔ موجودہ دور میں بہت سے گمراہ فرقوں نے اپنے اپنے مذھب کی حقانیت کا پرچار کرنے کے لیے طرح طرح کے خواب گھڑ رکھے ہیں جنہیں وہ بیان کر کے اپنی حقانیت و سچائی ظاہر کرتے ہیں۔ کوئی خواب بیان کرتا ہے تو کہتا ہے کہ میرا نام رسول پاکؐ نے خود طاہر رکھا۔ کبھی کہا جاتا ہے آپؐ میرے ادارے میں تشریف لاتے ہیں وغیرھا من الخرافات۔ اگر ہمارے ان بھائیوں کے نزدیک خواب حجت ہیں تو میں صرف ایک خواب ایک محدث کا ذکر کرتا ہوں۔ امام محمد بن حماد رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا تو میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کے کلام میں دیکھنے کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ ان کے کلام کو دیکھوں اور ان پر عمل کروں؟ تو آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا نہیں، نہیں، نہیں۔ پھر میں نے کہا میں آپؐ اور آپؐ کے اصحاب کی حدیث میں دیکھوں؟ آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا: ہاں، ہاں، ہاں۔ پھر میں نے کہا یا رسول اللہ! آپؐ مجھے کوئی دعا سکھائیں۔ آپؐ نے مجھے دعا سکھلائی اور اسے تین مرتبہ دھرایا۔ جب میں بیدار ہوا تو وہ دعا بھول گیا (تاریخ بغداد ۱۳/ ۴۲۵) =

امت کے کچھ لوگ بڑی شان اور شوکت کے ساتھ بادشاہوں کی طرح سمندر پر سوار ہو رہے ہیں۔ آخر آپؐ کا یہ خواب پورا ہوا اور مسلمانوں نے عہد معاویہ رضی اللہ عنہ میں بحری بیڑہ تیار کر کے شام پر حملہ کیا۔ ترجمہ باب اس طرح نکلا کہ ام حرام جانور سے اگرچہ گر کر مریں مگر آنحضرت ﷺ نے ان کو مجاہدین میں شامل فرمایا اور انت من الاولین سے آپ نے پیش گوئی فرمائی۔

٩- بَابُ مَنْ يُنْكَبُ أَوْ يُطْعَنُ فِي سَبِيْلِ اللهِ

باب جس کو اللہ کی راہ میں تکلیف پہنچے (یعنی اس کے کسی عضو کو صدمہ ہو)

٢٠- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الْحَوضِيُّ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ أَقْوَامًا مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ إِلَى بَنِي عَامِرٍ فِي سَبْعِيْنَ، فَلَمَّا قَدِمُوا قَالَ لَهُمْ خَالِي: أَتَقَدَّمُكُمْ، فَإِنْ أَمَّنُونِي حَتَّى أُبَلِّغَهُمْ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَإِلاَّ كُنْتُمْ مِنِّي قَرِيْبًا. فَتَقَدَّمَ فَأَمَّنُوهُ، فَبَيْنَمَا يُحَدِّثُهُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا أَوْمَؤُوا إِلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ فَطَعَنَهُ فَأَنْفَذَهُ، فَقَالَ: اللهُ أَكْبَرُ، فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ. ثُمَّ مَالُوا عَلَى بَقِيَّةِ أَصْحَابِهِ فَقَتَلُوهُمْ إِلاَّ رَجُلاً أَعْرَجَ صَعِدَ

(٢٠) ہم سے حفص بن عمر حوضی نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام نے' ان سے اسحاق نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بنو سلیم کے ستر آدمی (جو قاری تھے) بنو عامر کے یہاں بھیجے۔ جب یہ سب حضرات (بئر معونہ پر) پہنچے تو میرے ماموں حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ نے کہا میں آگے جاتا ہوں اگر مجھے انہوں نے اس بات کا امن دے دیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی باتیں ان تک پہنچاؤں تو بہتر ورنہ تم لوگ میرے قریب تو ہو ہی۔ چنانچہ وہ ان کے یہاں گئے اور انہوں نے امن بھی دے دیا۔ ابھی وہ قبیلہ کے لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی باتیں سنا ہی رہے تھے کہ قبیلہ والوں نے اپنے ایک آدمی (عامر بن طفیل) کو اشارہ کیا اور اس نے آپؓ کے جسم پیوست کر دیا جو آر پار ہو گیا۔ اس وقت ان کی زبان سے نکلا اللہ اکبر میں کامیاب ہو گیا کعبہ کے

= اب کیا اس خواب کو حجت مان کر امت حنفیہ فقہ حنفی سے تائب ہو کر قرآن و سنت کے دامن کے ساتھ وابستہ ہونے کے لیے تیار ہے (ابو الحسن)

الْجَبَلَ، قَالَ هَمَّامٌ: فَأَرَاهُ آخَرَ مَعَهُ، فَأَخْبَرَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ النَّبِيَّ ﷺ إِنَّهُمْ قَدْ لَقُوا رَبَّهُمْ فَرَضِيَ عَنْهُمْ وَأَرْضَاهُمْ، فَكُنَّا نَقْرَأُ أَنْ بَلِّغُوا قَوْمَنَا أَنْ قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا، ثُمَّ نُسِخَ بَعْدُ، فَدَعَا عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا؛ عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَبَنِي لِحْيَانَ وَبَنِي عُصَيَّةَ الَّذِينَ عَصَوُا اللهَ وَرَسُولَهُ ﷺ)).

رب کی قسم! اس کے بعد قبیلہ والے حرام رضی اللہ عنہ کے دوسرے ساتھیوں کی طرف بڑھے اور سب کو قتل کر دیا۔ البتہ ایک صاحب جو لنگڑے تھے' پہاڑ پر چڑھ گئے۔ ہمام (راوی حدیث) نے بیان کیا میں سمجھتا ہوں کہ ایک صاحب اور ان کے ساتھی (پہاڑ پر چڑھے تھے) اس کے بعد جرائیل نے نبی کریم ﷺ کو خبر دی کہ آپ کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے جا ملے ہیں پس اللہ خود بھی ان سے خوش ہے اور انہیں بھی خوش کر دیا ہے۔ اس کے بعد ہم پڑھتے تھے (ترجمہ) ہماری قوم کے لوگوں کو یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے آ ملے ہیں' پس ہمارا رب خود بھی خوش ہے اور ہمیں بھی خوش کر دیا ہے۔ اس کے بعد یہ آیت منسوخ ہو گئی' نبی کریم ﷺ نے چالیس دن تک صبح کی نماز میں قبیلہ رعل' ذکوان بنی لحیان اور بنی عصیہ کے لئے بد دعا کی تھی جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی تھی۔

تشریح حافظ نے کہا اس میں امام بخاری کے شیخ حفص بن عمر سے سہو ہو گیا ہے اور صحیح یوں ہے کہ حضرت ﷺ نے ام سلیم کے ایک بھائی یعنی حرام بن ملحان کو ستر آدمیوں کے ساتھ بنی عامر کی طرف بھیجا تھا۔ یہ ستر آدمی انصار کے قاری تھے اور آپ نے دین کی تعلیم پھیلانے کے لئے قبیلہ بنی عامر کے ہاں بھیجے تھے جن کے لئے خود اس قبیلہ نے درخواست کی لیکن راستے میں بنو سلیم نے دغا کی اور ان غریب قاریوں کو ناحق قتل کر دیا۔ بنو سلیم کا سردار عامر بن طفیل تھا۔ لعنت کے سلسلہ میں جن قبائل کا ذکر روایت میں آیا ہے یہ سب بنو سلیم کی شاخیں ہیں۔ آیت جس کا ذکر روایت میں آیا ہے ان آیتوں میں سے ہے جن کی تلاوت منسوخ ہو گئی۔

۲۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ

(۲۱) ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا' ان سے اسود بن قیس

الأَسْوَدِ بْنُ قَيْسٍ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ سُفْيَانَ : أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ فِي بَعْضِ الْمُشَاهِدِ وَقَدْ دَمِيَتْ إِصْبَعُهُ فَقَالَ: ((هَلْ أَنْتِ إِلاَّ إِصْبَعٌ دَمِيتِ، وَفِي سَبِيْلِ اللهِ مَا لَقِيْتِ)).

نے اور ان سے جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ کہ نبی کریم ﷺ کسی لڑائی کے موقع پر موجود تھے اور آپؐ کی انگلی زخمی ہو گئی تھی۔ آپؐ نے انگلی سے مخاطب ہو کر فرمایا تیری حقیقت ایک زخمی انگلی کے سوا کیا ہے اور جو کچھ ملا ہے اللہ کے راستے میں ملا ہے۔

مولانا وحید الزماں مرحوم نے ترجمہ یوں کیا ہے۔

ایک انگلی ہے تیری ہستی یہی	جو خدا کی راہ میں زخمی ہوئی

١٠ – بَابُ مَنْ يُجْرَحُ فِي سَبِيْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ

باب جو اللہ کے راستے میں زخمی ہوا؟ اس کی فضیلت کا بیان

٢٢ – حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لاَ يُكْلَمُ أَحَدٌ فِي سَبِيْلِ اللهِ – وَاللهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ فِي سَبِيْلِهِ – إِلاَّ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجَرْحُهُ يَثْعَبُ وَاللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ، وَالرِّيْحُ رِيْحُ الْمِسْكِ)).

(۲۲) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی ابو الزناد سے' وہ اعرج سے اور وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو شخص بھی اللہ کے راستے میں زخمی ہوا اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اسکے راستے میں کوئی زخمی ہوا ہے' وہ قیامت کے دن اس طرح سے آئے گا کہ اس کے زخموں سے خون بہہ رہا ہو گا' رنگ تو خون جیسا ہو گا لیکن اس میں خوشبو مشک جیسی ہو گی۔

یعنی اللہ کو خوب معلوم ہے کہ خالص اس کی رضا جوئی کے لئے کون لڑتا ہے اور اس میں ریا اور ناموری کا شائبہ ہے یا نہیں۔ امام نوویؒ نے کہا ہے کہ جو شخص باغیوں یا رہزنوں کے ہاتھ سے زخمی ہو یا دین کی تعلیم کے دوران میں مرجائے اس کے لئے بھی یہی فضیلت ہے' آج کل جو مسلمان دشمنوں کے ہاتھ سے مظلومانہ قتل ہو رہے ہیں وہ بھی اسی ذیل میں ہیں (واللہ اعلم بالصواب)

١١ - بَابُ قول الله تعالى: ﴿قُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلاَّ إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ﴾ [التوبة: ٥٢] وَالْحَرْبُ سِجَالٌ

باب فرمان الٰہی کہ

"اے پیغمبر! ان کافروں سے کہہ دو تم ہمارے لئے کیا انتظار کرتے ہو' ہمارے لئے تو دونوں میں سے (شہادت یا فتح) کوئی بھی ہو اچھا ہی ہے" اور لڑائی ہے کبھی ادھر کبھی ادھر۔

٢٣ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ أَخْبَرَهُ ((أَنَّ هِرَقْلَ قَالَ لَهُ: سَأَلْتُكَ كَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ، فَزَعَمْتَ أَنَّ الْحَرْبَ سِجَالٌ وَدُوَلٌ، فَكَذَلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلَى ثُمَّ تَكُونُ لَهُمُ الْعَاقِبَةُ)).

(۲۳) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا ابن شہاب سے' انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ سے انہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی اور انہیں ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ہرقل نے ان سے کہا تھا میں نے تم سے پوچھا تھا کہ ان کے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے) ساتھ تمہاری لڑائیوں کا کیا انجام رہتا ہے تو تم نے بتایا کہ لڑائی ڈولوں کی طرح ہے' کبھی ادھر کبھی ادھر انبیاء کا بھی یہی حال ہوتا ہے کہ ان کی آزمائش ہوتی رہتی ہے لیکن انجام انہیں کے حق میں اچھا ہوتا ہے۔

یعنی یا تو مسلمان لڑتے لڑتے اپنی جان دے دے گا یا پھر فتح حاصل ہو گی۔ ایمان لانے کے بعد مسلمانوں کے لئے دونوں انجام نیک اور اچھے ہیں۔ فتح کی صورت کو تو سب اچھی سمجھتے ہیں لیکن لڑائی میں موت اور شہادت ایک مومن کا آخری مقصود ہے' اللہ کے راستے میں لڑتا ہے اور اپنی جان دے دیتا ہے' جب اللہ کی بارگاہ میں پہنچتا ہے تو اس کی نوازشیں اور ضیافتیں اسے خوب حاصل ہوتی ہیں۔

١٢ - بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ، فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ

"مومنوں میں کچھ وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے اس وعدہ کو سچ کر دکھایا جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا' پس ان میں کچھ تو ایسے ہیں جو (اللہ

وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا﴾. [الأحزاب : ٢٣].

کے راستے میں شہید ہو کر) اپنا عہد پورا کر چکے اور کچھ ایسے ہیں جو انتظار کر رہے ہیں اور اپنے عہد سے وہ پھرے نہیں ہیں۔"

آیت میں عہد سے مراد وہ عہد ہے جو صحابہؓ نے احد کے دن کیا تھا یا لیلۃ العقبہ میں کہ آنحضرت ﷺ کا ساتھ دیں گے اور کسی حال میں منہ نہ موڑیں گے۔ بعض تو اپنا فرض ادا کر چکے جیسے انس بن نضر' عبداللہ انصاری' حمزہ' طلحہ وغیرہ۔ بعض شہادت کے منتظر ہیں جیسے حضرات خلفائے اربعہ اور دوسرے صحابہ جو بعد میں شہید ہوئے اور عموم کے لحاظ سے قیامت تک آنے والے وہ جملہ مسلمان جو دلوں میں ایسی تمنا رکھتے ہیں جعلنا اللہ منھم امین

٢٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الْخُزَاعِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسًا. ح حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ حَدَّثَنَا زِيَادٌ قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((غَابَ عَمِّي أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ. فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، غِبْتُ عَنْ أَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتَ الْمُشْرِكِينَ، لَئِنِ اللهُ أَشْهَدَنِي قِتَالَ الْمُشْرِكِينَ لَيُرِيَنَّ اللهُ مَا أَصْنَعُ. فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ وَانْكَشَفَ الْمُسْلِمُونَ قَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعْتَذِرُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلَاءِ، يَعْنِي أَصْحَابَهُ، وَأَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ

(۲۴) ہم سے محمد بن سعید خزاعی نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا' ان سے حمید نے بیان کیا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا (دوسری سند) ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا' کہا ہم سے زیاد نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے حمید طویل نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں حاضر نہ ہو سکے' اس لئے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں پہلی لڑائی ہی سے غائب رہا جو آپ نے مشرکین کے خلاف لڑی لیکن اگر اب اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرکین کے خلاف کسی لڑائی میں حاضری کا موقع دیا تو اللہ تعالیٰ دیکھ لے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ پھر جب احد کی لڑائی کا موقع آیا اور مسلمان بھاگ نکلے تو انس بن نضر نے کہا کہ اے اللہ! جو کچھ مسلمانوں نے کیا میں اس سے معذرت کرتا ہوں اور جو کچھ ان مشرکین نے کیا ہے میں اس سے بیزار ہوں۔ پھر وہ (مشرکین کی

هَؤُلَاءِ، يَعْنِي الْمُشْرِكِينَ. ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ، فَقَالَ : يَا سَعْدُ بْنَ مُعَاذٍ، الْجَنَّةَ وَرَبِّ النَّضْرِ، إِنِّي أَجِدُ رِيحَهَا مِنْ دُونِ أُحُدٍ. قَالَ سَعْدٌ: فَمَا اسْتَطَعْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا صَنَعَ. قَالَ أَنَسٌ: فَوَجَدْنَا بِهِ بِضْعًا وَثَمَانِينَ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ أَوْ طَعْنَةً بِرُمْحٍ أَوْ رَمْيَةً بِسَهْمٍ، وَوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَقَدْ مَثَّلَ بِهِ الْمُشْرِكُونَ، فَمَا عَرَفَهُ أَحَدٌ إِلاَّ أُخْتُهُ بِبَنَانِهِ. قَالَ أَنَسٌ : كُنَّا نَرَى - أَوْ نَظُنُّ - أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِيهِ وَفِي أَشْبَاهِهِ: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ)).

طرف) آگے بڑھے تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے سامنا ہوا۔ ان سے انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا اے سعد بن معاذ! میں تو جنت میں جانا چاہتا ہوں اور نضر (ان کے باپ) کے رب کی قسم میں جنت کی خوشبو احد پہاڑ کے قریب پاتا ہوں۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! جو انہوں نے کر دکھایا اس کی مجھ میں ہمت نہ تھی۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس کے بعد جب انس بن نضر رضی اللہ عنہ کو ہم نے پایا تو تلوار نیزے اور تیر کے تقریباً اسی زخم ان کے جسم پر تھے' وہ شہید ہو چکے تھے' مشرکوں نے ان کے اعضاء کاٹ دیئے تھے اور کوئی شخص انہیں پہچان نہ سکا تھا' صرف ان کی بہن انگلیوں سے انہیں پہچان سکی تھیں۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہم سمجھتے ہیں (یا آپ نے بجائے نری کے نظن کہا) مطلب ایک ہی ہے کہ یہ آیت ان کے اور ان جیسے مومنین کے بارے میں نازل ہوئی تھی کہ "مومنوں میں کچھ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے اس وعدے کو سچا کر دکھایا جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا" آخر آیت تک۔

۲۵- وَقَالَ: إِنَّ أُخْتَهُ - وَهِيَ تُسَمَّى الرُّبَيِّعَ - كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ امْرَأَةٍ فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْقِصَاصِ، فَقَالَ أَنَسٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لاَ يُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا، فَرَضُوا

(۲۵) انہوں نے بیان کیا کہ انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی ایک بہن ربیع نامی نے کسی خاتون کے آگے کے دانت توڑ دیئے تھے' اسلئے رسول اللہ ﷺ نے ان سے قصاص لینے کا حکم دیا۔ انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنایا ہے (قصاص میں) انکے

بِالْأَرْشِ وَتَرَكُوا الْقِصَاصَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ)).

دانت نہ ٹوٹیں گے۔ چنانچہ مدعی تاوان لینے پر راضی ہو گئے اور قصاص کا خیال چھوڑ دیا' اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں کہ اگر وہ اللہ کا نام لے کر قسم کھالیں تو اللہ خود ان کی قسم پوری کر دیتا ہے۔

تشریح حضرت انس بن نضر نے جو کہا اس کا مطلب یہ تھا کہ میں دونوں کاموں سے ناراض ہوں' مشرک تو کم بخت ناپاک ہیں جو ناحق پر لڑ رہے ہیں۔ ان سے قطعاً بیزار ہوں اور مسلمان جن کو حق پر جم کر لڑنا چاہیے تھا وہ بھاگ نکلے ہیں' ان کی حرکت کو بھی ناپسند کرتا ہوں اور تیری درگاہ میں معذرت کرتا ہوں کہ میں ان بھاگنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ یہ کہہ کر انہوں نے کفار پر حملہ کیا اور کتنوں کو جہنم رسید کرتے ہوئے آخر جام شہادت پی لیا۔ بھاگنے والوں سے وہ لوگ مراد ہیں جن کو جنگ احد میں ایک درے کی حفاظت پر مامور کیا گیا تھا اور تاکیداً کہہ دیا گیا تھا کہ بغیر اجازت ہرگز درہ نہ چھوڑیں مگر انہوں نے شروع میں مسلمانوں کی فتح دیکھی تو درہ خالی چھوڑ دیا اور جس میں سے کفار قریش نے خالد بن ولید کی قیادت میں جو اس وقت ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے' دوبارہ وار کیا اور میدان احد کا نقشہ ہی بدل گیا۔ جنگ احد اسلامی تاریخ کا ایک بہت ہی دردناک معرکہ ہے جس میں ستر مسلمان شہید ہوئے اور اسلام کو بڑا زبردست نقصان پہنچا۔ میدان احد میں گنج شہیدان ان ہی شہدائے احد کا یادگاری قبرستان ہے جزاهم الله جزا حسنا

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے — یہ سب پود اسی کی لگائی ہوئی ہے

۲۶ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح. وَحَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ أُرَاهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((نَسَخْتُ الصُّحُفَ فِي

(۲۶) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی زہری سے' دوسری سند اور مجھ سے اسماعیل نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے بھائی نے بیان کیا' ان سے سلیمان نے' میرا خیال ہے کہ محمد بن عتیق کے واسطہ سے' ان سے ابن شہاب (زہری) نے اور ان سے خارجہ بن زید نے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جب قرآن مجید کو ایک مصحف کی (کتابی) صورت میں جمع کیا

الْمَصَاحِفِ فَفَقَدْتُ آيَةً مِنْ سُورَةِ الْأَحْزَابِ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا فَلَمْ أَجِدْهَا إِلاَّ مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ الَّذِيْ جَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ شَهَادَتَهُ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ، وَهُوَ قَوْلُهُ: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ﴾)).

جانے لگا تو میں نے سورۂ احزاب کی ایک آیت نہیں پائی جس کو رسول اللہ ﷺ سے برابر تلاوت کرتے ہوئے سنتا رہا تھا (جب میں نے اسے تلاش کیا تو) صرف خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے یہاں وہ آیت مجھے ملی۔ یہ خزیمہ رضی اللہ عنہ وہی ہیں جن کی اکیلے کی گواہی کو رسول اللہ ﷺ نے دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دیا تھا۔ وہ آیت یہ تھی ﴿من المومنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه﴾ (الاحزاب: ۲۳)

تشریح: اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ قرآن شریف ایک شخص کی روایت پر جمع ہوا ہے کیونکہ یہ آیت سنی تو بہت سے آدمیوں نے تھی جیسے حضرت عمر اور ابی بن کعب اور ہلال بن امیہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم وغیرہم سے مگر اتفاق سے لکھی ہوئی کسی کے پاس نہ ملی۔

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کو آپ نے دو شہادتوں کے برابر قرار دیا' یہ خاص خزیمہ کے لئے آپ نے فرمایا تھا۔ ہوا یہ کہ آپ نے ایک شخص سے کوئی بات فرمائی' اس نے انکار کیا۔ خزیمہ نے کہا میں اس کا گواہ ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تجھ سے تو گواہی طلب نہیں کی گئی پھر تو گواہی دیتا ہے۔ خزیمہ نے کہا یارسول اللہ! ہم آسمان سے جو حکم اترتے ہیں ان پر آپ کی تصدیق کرتے ہیں یہ کونسی بڑی بات ہے۔ آپ نے خزیمہ کی شہادت پر فیصلہ کر دیا اور ان کی شہادت دوسرے دو آدمیوں کی شہادت کے برابر رکھی (تیسیر الباری ۳/ ۹۷) [1]

---

[1] صحیح حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا۔ آپ اسے ساتھ لے چلے تاکہ اس کے گھوڑے کی قیمت ادا کریں۔ نبی ﷺ جلدی جلدی چلے اور اعرابی نے رفتار سست کر دی لوگ اسے راستے میں ملتے اور اس کے ساتھ گھوڑے کا ریٹ طے کرتے اور لوگ نہیں جانتے تھے کہ اس گھوڑے کو رسول اللہ ﷺ نے اس سے خرید لیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو اعرابی نے آواز دی کہ اگر آپ یہ گھوڑا خریدنا چاہیں تو لے لیں ورنہ میں اس کو بیچ دوں گا۔ نبی ﷺ اس کی آواز سن کر کھڑے ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: کیا میں نے یہ گھوڑا تجھ سے خرید نہیں لیا؟ تو اعرابی نے کہا۔ نہیں اللہ کی قسم میں نے آپ کو یہ گھوڑا نہیں بیچا۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں میں نے تجھ سے اسے خریدا ہے۔ اعرابی کہنے لگا گواہ لاؤ۔ خزیمہ =

۱۳- بَابُ عَمَلٌ صَالِحٌ قَبْلَ الْقِتَالِ

باب جنگ سے پہلے کوئی نیک عمل کرنا

وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ إِنَّمَا تُقَاتِلُونَ بِأَعْمَالِكُمْ.

اور ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگ اپنے (نیک) اعمال کی بدولت جنگ کرتے ہو۔

وَقَوْلُهُ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لاَ تَفْعَلُونَ. كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لاَ تَفْعَلُونَ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَرْصُوصٌ﴾.

اور اللہ تعالیٰ کا (سورۂ صف میں) ارشاد کہ "اے لوگو! جو ایمان لا چکے ہو ایسی باتیں کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے۔ اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑے غصے کی بات ہے کہ تم وہ کہو جو خود نہ کرو' بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اس کے راستے میں صف بنا کر ایسے جم کر لڑتے ہیں جیسے سیسہ پلائی ہوئی ٹھوس دیوار ہوں"

تشریح مسلمانوں کی دو صفیں اللہ کو بہت ہی محبوب ہیں۔ ایک صف تو وہ جو نماز میں قائم کرتے ہیں کہ پیر سے پیر' کندھے سے کندھا ملا کر اللہ کی عبادت کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ دوسری صف وہ جو وہ دشمن کے مقابلہ پر سیسہ پلائی ہوئی دیواروں کی شکل میں قائم کر کے جہاد کرتے ہیں' یہ ہر دو صفیں اللہ کو بہت محبوب ہیں اور صد افسوس کہ اس دور نازک میں یہ ہر قسم کی حقیقی صف بندی مسلمانوں میں سے مفقود ہو چکی ہے۔ جہاد کی صف بندی تو خواب و خیال میں بھی نہیں مگر نمازوں کی صف بندی کا بھی برا حال ہے۔ کسی بھی مسجد میں جا کر دیکھو صفوں میں ہر نمازی دوسرے نمازی سے اس طرح دور دور ہٹا نظر آئے گا گویا وہ دوسرا نمازی اور اس کے قدم چھونے سے کوئی گناہ کبیرہ لازم آ جائے گا۔

= بن ثابت نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اس سے گھوڑا خریدا ہے۔ نبی ﷺ نے خزیمہ سے کہا آپ کیسے گواہی دیتے ہیں؟ تو فرمانے لگے یا رسول اللہ آپ کی تصدیق کی بنا پر۔ تو رسول اللہ ﷺ نے خزیمہ بن ثابت کی گواہی دو آدمیوں کے برابر قرار دی۔ ملاحظہ ہو ابو داؤد (۳۶۰۷) مسند احمد ۵ / ۲۱۵'۲۱۶' مستدرک حاکم ۲ / ۱۷'۱۸' طبرانی کبیر ۴ / ۱۰۱ (۳۷۳۰)' نسائی ۷ / ۳۰۲' طبری ۳ / ۱۷۳' طبقات ابن سعد ۴ / ۳۷۸-۳۸۰۔ (ابوالحسن)

صفیں کج، دل پریشان، سجدہ بے ذوق کہ انداز جنوں باقی نہیں ہے

٢٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَّاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالْحَدِيْدِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، أُقَاتِلُ وَأُسْلِمُ؟ قَالَ: ((أَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ)). فَأَسْلَمَ ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((عَمِلَ قَلِيْلاً وَأُجِرَ كَثِيْرًا)).

(۲۷) ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شبابہ بن سوار فزاری نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک صاحب زرہ پہنے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! میں پہلے جنگ میں شریک ہو جاؤں یا پہلے اسلام لاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پہلے اسلام لاؤ پھر جنگ میں شریک ہونا۔ چنانچہ وہ پہلے اسلام لائے اور اس کے بعد جنگ میں شہید ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عمل کم کیا لیکن اجر بہت پایا۔

بعضوں نے کہا یہ شخص عمرو بن ثابت انصاری تھا۔ ابن اسحاق نے مغازی میں نکالا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ لوگوں سے پوچھا کرتے تھے کہ بھلا بتاؤ وہ کون شخص ہے جس نے ایک نماز بھی نہیں پڑھی اور جنت میں چلا گیا، پھر کہتے یہ عمرو بن ثابت ہے۔ ❶ حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ہر نیک کام کی قبولیت کے لئے پہلے مسلمان ہونا شرط ہے۔ غیر مسلم جو نیکی کرے دنیا میں اس کا بدلہ اسے ملے گا اور آخرت میں اس کے لئے کچھ نہیں۔

١٤- بَابُ مَنْ أَتَاهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَقَتَلَهُ

باب کسی کو اچانک نامعلوم تیر لگا اور اس تیر نے اسے مار دیا، اس کی فضیلت کا بیان

٢٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ

(۲۸) ہم سے محمد بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم

❶ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کی سند صحیح ہے فتح الباری ۶/ ۲۵۔ اس مفہوم کی حدیث سنن ابوداؤد کتاب الجہاد باب فیمن یسلم و یقتل فی مکانه فی سبیل الله عز و جل (۲۵۳۷) مستدرک حاکم ۲/ ۱۱۳ دلائل النبوۃ للبیہقی ۳/ ۲۳۷۔ میں بھی موجود ہے (ابوالحسن)

اللهِ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ أُمَّ الرُّبَيِّعِ بِنْتَ الْبَرَاءِ وَهِيَ أُمُّ حَارِثَةَ بْنِ سُرَاقَةَ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللهِ أَلاَ تُحَدِّثُنِي عَنْ حَارِثَةَ - وَكَانَ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ أَصَابَهُ سَهْمٌ غَرْبٌ - فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبَرْتُ، وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذَلِكَ اجْتَهَدْتُ عَلَيْهِ فِي الْبُكَاءِ. قَالَ: ((يَا أُمَّ حَارِثَةَ، إِنَّهَا جِنَانٌ فِي الْجَنَّةِ، وَإِنَّ ابْنَكِ أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الأَعْلَى)).

سے حسین بن محمد ابو احمد نے بیان کیا' کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا قتادہ سے' ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ام الربیع بنت براء رضی اللہ عنہا جو حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں' نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا اے اللہ کے نبی! حارثہ کے بارے میں بھی آپ مجھے کچھ بتائیں --- حارثہ رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے' انہیں نامعلوم سمت سے ایک تیر آ کر لگا تھا--- کہ اگر وہ جنت میں ہے تو صبر کر لوں اور اگر کہیں اور ہے تو اس کے لئے روؤں دھوؤں۔ آپؐ نے فرمایا اے ام حارثہ! جنت کے بہت سے درجے ہیں اور تمہارے بیٹے کو فردوس اعلیٰ میں جگہ ملی ہے۔

روایت میں ام ربیع کو براء کی بیٹی بتلانا راوی کا وہم ہے' صحیح یہ ہے کہ ام ربیع نضر کی بیٹی ہیں اور انس بن مالکؓ کی پھوپھی ہیں۔ ان کا بیٹا حارثہ نامی بدر کی لڑائی میں ایک نامعلوم تیر سے شہید ہو گیا تھا۔ ان ہی کے بارے میں انہوں نے یہ تحقیق فرمائی۔ یہ سن کر ام حارثہ ہنستی ہوئی گئیں اور کہنے لگیں حارثہ مبارک ہو! مبارک ہو۔ پہلے وہ یہ سمجھیں کہ حارثہ دشمن کے ہاتھ سے نہیں مارا گیا شاید اسے جنت نہ ملے مگر بشارت نبوی سن کر ان کو اطمینان ہو گیا۔ سبحان اللہ! عہد نبوی کی مسلمان عورتوں کا بھی کیا ایمان اور یقین تھا کہ وہ اسلام کے لئے مر جانا موجب شہادت و دخول جنت جانتی تھیں۔ آج کل کے مسلمان ہیں جو اسلام کے نام پر ہر ہر قدم پیچھے ہی ہٹتے جا رہے ہیں پھر بھلا ترقی اور کامیابی کیونکر نصیب ہو۔ اقبال نے سچ کہا ہے ؎

آ تجھ کو بتاتا ہوں تقدیر امم کیا ہے   شمشیر و سناں اول' طاؤس و رباب آخر

۱۵- بَابُ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ

باب جس شخص نے اس ارادہ سے جنگ کی کہ اللہ تعالیٰ ہی کا کلمہ بلند رہے' اس

الْعُلْيَا | کی فضیلت

۲۹- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلذِّكْرِ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرَى مَكَانُهُ، فَمَنْ فِي سَبِيلِ اللهِ؟ قَالَ: ((مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ)).

(۲۹) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن مرہ نے' ان سے ابو وائل نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی (لاحق بن ضمیرہ) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ایک شخص لڑتا ہے غنیمت حاصل کرنے کے لئے' ایک شخص لڑتا ہے ناموری کے لئے' ایک شخص جنگ میں شرکت کرتا ہے تاکہ اس کی بہادری کی دھاک بیٹھ جائے تو ان میں سے اللہ کے راستے میں کون لڑتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص اس ارادہ سے جنگ میں شریک ہو تاکہ اللہ ہی کا کلمہ بلند رہے' صرف وہی اللہ کے راستہ میں لڑتا ہے۔

مقصد یہ کہ اصل چیز خلوص ہے اگر یہ ہے تو سب کچھ ہے' یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ قیامت کے دن کتنے سخی' کتنے قاری' کتنے مجاہدین دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ یہ وہ ہوں گے جن کا مقصد صرف ریا اور نمود تھا' ناموری اور شہرت طلبی کے لئے انہوں نے یہ کام کئے' اس لئے ان کو سیدھا دوزخ میں ڈال دیا جائے گا (اعاذنا اللہ منہم)

۱۶- بَابُ مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ اللهِ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى:

باب جس کے قدم اللہ کے راستے میں غبار آلود ہوئے اس کا ثواب

﴿مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ - إِلَى قَوْلِهِ - إِنَّ اللهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ﴾ [التوبة : ١٢٠].

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ﴿ ماکان لاھل المدینة ﴾ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین ﴾ تک

۳۰- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا يَحْيَى

(۳۰) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا' کہا ہم کو محمد بن مبارک نے خبر دی' کہا ہم سے یحییٰ

بْنُ حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا عَبَايَةُ بْنُ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبُو عَبْسٍ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جَبْرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِي سَبِيْلِ اللهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ)).

بن حمزہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے یزید بن ابی مریم نے بیان کیا' انہیں عبایہ بن رافع بن خدیج نے خبردی' کہا کہ مجھے ابو عبس رضی اللہ عنہ نے خبردی' آپ کا نام عبدالرحمٰن بن جبر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس بندے کے بھی قدم اللہ کے راستے میں غبار آلود ہو گئے' انہیں (جہنم کی) آگ چھوئے؟ (یہ ناممکن ہے)

تشریح پوری آیات باب کا ترجمہ یہ ہے "مدینہ والوں کو اور جو ان کے آس پاس گنوار رہتے ہیں' یہ مناسب نہ تھا کہ اللہ کے پیغمبر کے پیچھے بیٹھ رہیں اور اس کی جان کی فکر نہ کر کے اپنی جان بچانے کی فکر میں رہیں۔ اس لئے کہ لوگوں کو یعنی جہاد کرنے والوں کو خدا کی راہ میں پیاس ہو' بھوک ہو' اس مقام پر چلیں جس سے کافر خفا ہوں' دشمن کو کچھ بھی نقصان پہنچائیں' ہر ہر کے بدل ان پانچوں کاموں میں ان کا نیک عمل خدا کے پاس لکھ لیا جاتا ہے' بے شک اللہ نیکوں کی محنت برباد نہیں کرتا۔" اس آیت سے امام بخاری نے باب کا مطلب نکالا کہ اللہ کی راہ میں اگر آدمی ذرا بھی چلے اور پاؤں پر گرد پڑے تو بھی ثواب ملے گا' جب اللہ کی راہ میں پاؤں گرد آلود ہونے سے یہ اثر ہو کہ دوزخ کی آگ چھوئے گی بھی نہیں تو وہ لوگ کیسے دوزخ میں جائیں گے جنہوں نے اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں کوشش کی ہو گی۔ اگر ان سے کچھ قصور بھی ہو گئے ہیں تو اللہ جل جلالہ سے امید معافی ہے۔ اس حدیث سے مجاہدین کو خوش ہونا چاہئے کہ وہ دوزخ سے محفوظ رہیں گے (تیسیر الباری ۳/ ۱۰۰)

١٧- بَابُ مَسْحِ الْغُبَارِ عَنِ النَّاسِ فِي سَبِيْلِ اللهِ

باب اللہ کے راستے میں جن لوگوں پر گرد پڑی ہو ان کی گرد پونچھنا

٣١- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لَهُ وَلِعَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ: ائْتِيَا أَبَا سَعِيْدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيْثِهِ.

(۳۱) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو عبدالوہاب ثقفی نے خبردی' کہا ہم سے خالد نے بیان کیا عکرمہ سے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے اور (اپنے صاحبزادے) علی بن عبداللہ سے فرمایا تم دونوں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاؤ اور

فَأَتَيْنَا وَهُوَ وَأَخُوهُ فِي حَائِطٍ لَهُمَا يَسْقِيَانِهِ، فَلَمَّا رَآنَا جَاءَ فَاحْتَبَى وَجَلَسَ فَقَالَ: كُنَّا نَنْقُلُ لَبِنَ الْمَسْجِدِ لَبِنَةً لَبِنَةً، وَكَانَ عَمَّارٌ يَنْقُلُ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، فَمَرَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ وَمَسَحَ عَنْ رَأْسِهِ الْغُبَارَ وَقَالَ: ((وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، عَمَّارٌ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللهِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ)).

ان سے احادیث نبوی سنو۔ چنانچہ ہم حاضر ہوئے' اس وقت ابو سعید اپنے (رضاعی) بھائی کے ساتھ باغ میں تھے اور باغ کو پانی دے رہے تھے' جب آپ نے ہمیں دیکھا تو تشریف لائے اور (چادر اوڑھ کر) گوٹ مار کر بیٹھ گئے' اس کے بعد بیان فرمایا ہم مسجد نبوی کی اینٹیں (تعمیر مسجد کے لئے) ایک ایک کرکے ڈھو رہے تھے لیکن عمار رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں لا رہے تھے' اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے گزرے اور ان کے سر سے غبار کو صاف کیا پھر فرمایا افسوس! عمار کو ایک باغی جماعت مارے گی' یہ تو انہیں اللہ کی (اطاعت کی) طرف دعوت دے رہا ہو گا لیکن وہ اسے جہنم کی طرف بلا رہے ہوں گے۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے فضائل و حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ یہاں مراد جنگ صفین سے ہے جس میں یہ حضرت علیؓ کے ساتھیوں میں تھے اور ۳۵ھ میں یہ وہاں ہی ۹۳ سال کی عمر میں شہید ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہ شفقت و محبت ان کا سر گرد و غبار سے صاف کیا' اس سے ان کی بہت بڑی فضیلت ثابت ہوئی اور باب کا مقصد بھی ثابت ہوا۔

۱۸ - بَابُ الْغُسْلِ بَعْدَ الْحَرْبِ وَالْغُبَارِ

جنگ اور گرد و غبار کے بعد غسل کرنا

۳۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا رَجَعَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ، فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ وَقَدْ

(۳۲) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا ہم کو عبدہ نے خبر دی ہشام بن عروہ سے' انہیں ان کے والد نے اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ خندق سے (فارغ ہو کر) واپس ہوئے اور ہتھیار رکھ کر غسل کرنا چاہا تو جبرائیل علیہ السلام آئے' ان کا سر غبار سے اٹا ہوا تھا۔ جبریل علیہ السلام

عَصَبَ رَأْسَهُ الْغُبَارُ فَقَالَ ((وَضَعْتَ السِّلاَحَ؟ فَوَ اللهِ مَا وَضَعْتُهُ)). فَقَالَ رَسُولَ اللهِ ﷺ :((فَأَيْنَ؟)) قَالَ: هَا هُنَا. وَأَوْمَأَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةِ - قَالَتْ: فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ)).

نے کہا آپ نے ہتھیار اتار دیئے' اللہ کی قسم میں نے تو ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے ہیں۔ آپؐ نے دریافت فرمایا تو پھر اب کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے فرمایا ادھر اور بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ کے خلاف لشکر کشی کی۔

بنو قریظہ کے یہود نے جنگ خندق میں مسلمانوں سے معاہدہ کے خلاف مشرکین مکہ کا ساتھ دیا تھا اور یہ اندرونی سازشوں میں تیزی کے ساتھ مصروف رہتے تھے' اس لئے ضروری ہوا کہ ان کی سازشوں سے بھی مدینہ کو پاک کیا جائے۔ چنانچہ اللہ نے ایسا ہی کیا اور یہ سب مدینہ سے نکال دیئے گئے' باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

١٩- بَابُ
فَضْلِ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى :

﴿وَلاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوا فِي سَبِيْلِ اللهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ. فَرِحِيْنَ بِمَا آتَاهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَنْ لاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُوْنَ. يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِنَ اللهِ وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللهَ لاَ يُضِيْعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

[آل عمران: ١٧٩، ١٨١]

باب

ان شہیدوں کی فضیلت جن کے بارے میں کی ان آیات کا نزول ہوا "وہ لوگ جو اللہ کے راستے میں قتل کر دیئے گئے انہیں ہرگز مردہ مت خیال کرو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں (وہ جنت میں) رزق پاتے رہتے ہیں' ان (نعمتوں) سے بے حد خوش ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا کی ہیں اور جو لوگ ان کے بعد والوں میں سے ابھی ان سے نہیں جا ملے ان کی خوشیاں منا رہے ہیں کہ وہ بھی (شہید ہوتے ہی) بے ڈر اور بے غم ہو جائیں گے۔ وہ لوگ خوش ہو رہے ہیں اللہ کے انعام اور فضل پر اور اس پر کہ اللہ ایمان والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔"

٣٣- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ

(٣٣) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا

اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((دَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الَّذِينَ قَتَلُوا أَصْحَابَ بِئْرِ مَعُونَةَ. ثَلاَثِينَ غَدَاةً، عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَتِ اللهَ وَرَسُولَهُ. قَالَ أَنَسٌ: أُنْزِلَ فِي الَّذِينَ قُتِلُوا بِبِئْرِ مَعُونَةَ قُرْآنٌ قَرَأْنَاهُ ثُمَّ نُسِخَ بَعْدُ: بَلِّغُوا قَومَنَا أَنْ قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَرَضِينَا عَنْهُ)).

کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اصحاب بئر معونہ (رضی اللہ عنہم) کو جن لوگوں نے قتل کیا تھا ان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس دن تک صبح کی نماز میں بددعا کی تھی۔ یہ رعل' ذکوان اور عصیہ قبائل کے لوگ تھے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کی تھی۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جو (۷۰ قاری) صحابہ بئر معونہ کے موقع پر شہید کر دیئے گئے تھے' ان کے بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی تھی جسے ہم مدت تک پڑھتے رہے تھے بعد میں آیت منسوخ ہو گئی تھی کہ: "ہماری قوم کو پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے آ ملے ہیں' ہمارا رب ہم سے راضی ہے اور ہم اس سے راضی ہیں۔"

۳۳(ا)- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: ((اصْطَبَحَ نَاسٌ الْخَمْرَ يَومَ أُحُدٍ، ثُمَّ قُتِلُوا شُهَدَاءَ. فَقِيلَ لِسُفْيَانَ: مِنْ آخِرِ ذَلِكَ الْيَومِ؟ قَالَ: لَيْسَ هَذَا فِيهِ)).

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا عمرو سے' انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا' آپ بیان کرتے تھے کہ کچھ صحابہ نے جنگ احد کے دن صبح کے وقت شراب پی پھر وہ شہید ہو گئے۔ سفیان (راوی حدیث) سے پوچھا گیا کیا اسی دن کے آخری حصے میں (ان کی شہادت ہوئی) تھی جس دن انہوں نے شراب پی تھی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ حدیث میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

یعنی اس روایت میں یہ ذکر نہیں ہے کہ اسی دن شام کو شراب پی تھی بلکہ صبح کو پینے کا ذکر ہے'

جنگ احد جب ہوئی اس وقت تک شراب حرام نہیں ہوئی تھی۔ شہید کی فضیلت اس حدیث سے یوں نکلی کہ اللہ نے جابر رضی اللہ عنہ کے باپ سے کلام کیا جنھوں نے یہ آرزو کی کہ میں پھر دنیا میں بھیج دیا جاؤں پھر انہوں نے اللہ سے یہ دعا کی کہ میرا حال میرے ساتھیوں کو پہنچا دے۔ اس پر یہ آیت اتری ﴿ ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا ﴾ (آل عمران : ۱۶۹) اس روایت کو ترمذی نے نکالا ہے اور حضرت امام بخاریؒ نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس روایت میں ان شہداء سے متعلق شراب نوشی کا ذکر ضمناً آگیا ہے' بعد میں شراب کی حرمت نازل ہونے پر جملہ اصحاب نبوی نے شراب کے برتن تک توڑ کر اپنے گھروں سے باہر پھینک دیئے تھے رضی اللہ عنہم ۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں مطابقته للترجمة فيه عسر الا ان يكون مراده ان الخمر التي شربوها يومئذ لم تضرهم لان الله عزوجل اثنى عليهم بعد موتهم ورفع عنهم الخوف والحزن وانما كان ذالک لانها كانت يومئذ مباحة [1] یعنی حدیث اور باب میں مطابقت مشکل ہے مگر یہ کہ مراد یہ ہو کہ اس دن ان شہیدوں نے شراب پی تھی جس سے ان کی شہادت میں کوئی نقصان نہیں ہوا بلکہ اللہ نے موت کے بعد ان کی تعریف کی اور ان سے خوف و غم کو دور کر دیا۔ یہ اس لئے کہ اس دن تک شراب کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی اس لئے وہ مباح تھی۔ بعد میں حرمت نازل ہو کر وہ قیامت تک کے لئے حرام کر دی گئی۔

۲۰ - بَابُ ظِلِّ الْـمَلَائِكَةِ عَلَى الشَّهِيْدِ — باب شہیدوں پر فرشتوں کا سایہ کرنا

[1] فتح الباری ۶ / ۳۱ میں یہ قول حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا نہیں ہے بلکہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے امام ابن المنیر رحمہ اللہ کا قول نقل کیا۔ اس کے بعد قلت کہہ کر فرمایا ہے: ویمكن ان يكون اورده للاشارة الى احد الاقوال في سبب نزول الاية المترجم بها فقد روى الترمذى من حديث جابر ايضًا ان الله لما كلم والد جابر و تمنى ان يرجع الى الدنيا ثم قال يا رب بلغ من ورائي فانزل الله ((ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله)) الاية ممکن ہے امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث جابر رضی اللہ عنہ کو ترجمہ الباب میں ذکر کردہ آیت کریمہ کے اسباب نزول میں جو اقوال مروی ہیں ان میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کرنے کے لیے لائے ہوں۔ تحقیق امام ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب جابر رضی اللہ عنہ کے والد عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کلام کیا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے دنیا کی طرف لوٹنے کی تمنا کی پھر فرمایا: اے میرے پروردگار میرے پچھلوں کو بات پہنچا دے۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ نے ولا تحسبن الذين قتلوا آیت کریمہ نازل فرمائی۔ ملاحظہ ہو ترمذی کتاب التفسیر باب ومن سورۃ آل عمران (۲۱ - ۳) ۵ / ۱۲ مستدرک حاکم ۳ / ۲۰۳ ابن ماجہ مقدمہ (۱۹۰) و کتاب الجہاد (۲۸۰۰) ابن حبان (۷۰۲۲) دلائل النبوۃ للبیھقی ۳ / ۲۹۸' ۲۹۹ مسند حمیدی (۱۲۶۵) مسند ابو یعلیٰ (۱۰۰۲) تفسیر طبری (۸۲۱۴) (ابوالحسن)

۳۴- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: ((جِيْءَ بِأَبِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ مُثِّلَ بِهِ وَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَذَهَبْتُ أَكْشِفُ عَنْ وَجْهِهِ، فَنَهَانِي قَوْمِي، فَسَمِعَ صَوْتَ صَائِحَةٍ، فَقِيْلَ: ابْنَةُ عَمْرٍو- أَوْ أُخْتُ عَمْرٍو- فَقَالَ: ((لِمَ تَبْكِي، أَوْ لاَ تَبْكِي، مَا زَالَتِ الْمَلاَئِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا)).

قُلْتُ لِصَدَقَةَ: أَفِيْهِ حَتَّى رُفِعَ؟ قَالَ: رُبَّمَا قَالَهُ)).

(۳۴) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا' کہا کہ ہمیں سفیان بن عیینہ نے خبر دی' کہا کہ میں نے محمد بن منکدر سے سنا' انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ میرے والد رسول اللہ ﷺ کے سامنے لائے گئے (احد کے موقع پر) اور کافروں نے ان کے ناک کان کاٹ ڈالے تھے' ان کی نعش نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھی گئی تو میں نے آگے بڑھ کر ان کا چہرہ کھولنا چاہا لیکن میری قوم کے لوگوں نے مجھے منع کر دیا پھر نبی کریم ﷺ نے رونے پیٹنے کی آواز سنی تو لوگوں نے بتایا کہ عمرو کی لڑکی ہیں (شہید کی بہن) یا عمرو کی بہن ہیں (شہید کی پھوپھی شک راوی کو تھا) آپؐ نے فرمایا رو کیوں رہی ہیں یا روئیں نہیں ملائکہ برابر ان پر اپنے پروں کا سایہ کئے ہوئے ہیں۔ [1] امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ میں نے صدقہ سے پوچھا کیا حدیث میں یہ بھی ہے کہ (جنازہ) اٹھائے جانے تک؟ تو انہوں نے بتایا کہ سفیان نے بعض اوقات یہ الفاظ بھی حدیث میں بیان کئے تھے۔

۲۱- بَابُ تَمَنِّي الْمُجَاهِدِ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا

باب شہید کا دوبارہ دنیا میں واپس آنے کی آرزو کرنا

---

[1] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کا سایہ ہوتا ہے اور یاد رہے کہ فرشتے نوری مخلوق ہیں۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ نور کا سایہ نہیں ہوتا' ان کی یہ بات صحیح حدیث کے خلاف ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو میری کتاب "آپ کے مسائل قرآن و سنت کی روشنی میں" (ابو الحسن)

۳۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا أَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَلَهُ مَا عَلَى الأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ، إِلاَّ الشَّهِيدُ يَتَمَنَّى أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ، لَمَّا يَرَى مِنَ الْكَرَامَةِ)).

(۳۵) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے قتادہ سے سنا' کہا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی شخص بھی ایسا نہ ہو گا جو جنت میں داخل ہونے کے بعد دنیا میں دوبارہ آنا پسند کرے گا' خواہ اسے ساری دنیا مل جائے سوائے شہید کے۔ اس کی یہ تمنا ہو گی کہ دنیا میں دوبارہ واپس جا کر دس مرتبہ اور قتل ہو جاؤں (اللہ کے راستے میں) کیونکہ وہ شہادت کی عزت وہاں دیکھتا ہے۔

۲۲- بَابُ الْجَنَّةُ تَحْتَ بَارِقَةِ السُّيُوفِ

باب جنت کا تلواروں کی چمک کے نیچے ہونا

وَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ: أَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا ﷺ عَنْ رِسَالَةِ رَبِّنَا: مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ. وَقَالَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَلَيْسَ قَتْلاَنَا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلاَهُمْ فِي النَّارِ؟ قَالَ ((بَلَى))

اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے اپنے رب کا یہ پیغام دیا ہے کہ ہم میں سے جو بھی (اللہ کے راستے میں) قتل کیا جائے' وہ سیدھا جنت میں جائے گا اور عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا تھا کیا ہمارے مقتول جنتی اور ان کے (کفار کے) مقتول دوزخی نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا تھا کیوں نہیں۔

تشریح اس باب کے ذیل حضرت حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں ﴿ قال ابن المنیر کان البخاری اراد ان السیوف لما کانت لها بارقة کان لها ایضا ظل قال القرطبی وهو من الکلام النفیس الجامع الموجز المشتمل علی ضروب من البلاغة مع الوجازه وعذوبة اللفظ فانه افاد الحض علی الجهاد و الاخبار بالثواب علیه والحض علی مقاربة العدو و استعمال السیوف والاجتماع حین الزحف حتی تضیر

السیوف تظل المتقاتلین وقال ابن الجوزی المراد ان الجنة تحصل بالجهاد والظلال جمع ظل واذا تدانی الخصمان صار کل منهما تحت ظل سیف صاحبه لحرصه علی رفعه علیه ولا یکون ذالک الا عند التحام القتال ﴾ (فتح الباری ۶ / ۳۳) خلاصہ عبارت کا یہ کہ گویا امام بخاریؒ نے یہ مراد لی ہے کہ جب تلواروں کی چمک ہوتی ہے تو ان کا سایہ بھی ہوتا ہے۔ قرطبی نے کہا کہ یہ بہت ہی نفیس کلام ہے جامع مختصر جو فصاحت و بلاغت کی بہت سی قسموں پر مشتمل ہے جو بہت ہی حلاوت اور عذوبت اپنے اندر رکھتا ہے اور دشمن سے قریب ہونے اور تلواروں کے استعمال کرنے کی بھی ترغیب ہے اور لڑائی کے وقت اجتماع کی بھی' یہاں تک کہ فریقین کی تلواریں جمع ہو کر سایہ فگن ہونے لگتی ہیں۔ ابن جوزی نے کہا مراد یہ ہے کہ جنت جہاد سے حاصل ہوتی ہے اور ظلال ظل کی جمع ہے اور جب دو دشمن تلواریں لے کر ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے ہیں تو ہر ایک پر تلواروں کا سایہ پڑتا ہے اور وہ مدافعت کی کوشش کرتا ہے اور یہ لڑائی کے گرم ہونے پر ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ جہاد اور اعلاء کلمۃ اللہ ہی وہ عمل ہیں جو اسلام کی سربلندی کا واحد ذریعہ ہیں مگر جہاد کے لئے شریعت نے کچھ اصول و ضوابط مقرر کئے ہیں اور یہ جہاد محض مدافعت اعداء کے لئے ہوتا ہے۔ اسلام نے جارحانہ جنگ کی ہرگز اجازت نہیں دی ہے۔ ❶ آیت قرآنی ﴿ اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا وان الله علی نصرهم لقدیر ﴾ اس پر کھلی دلیل ہے کہ اہل اسلام کو جب وہ مظلوم ہوں مدافعانہ جہاد کی اجازت ہے۔

---

❶ قرآن و سنت کے مطالعہ سے دو قسم کا جہاد ملتا ہے (۱) دفاعی (۲) ہجومی۔ ثانی الذکر جہاد و قتال کی صورت میں پہلے کفار کو دعوت اسلام دی جاتی ہے۔ اگر وہ قبول کرلیں تو بہتر ہے وگرنہ ان سے جزیہ و ٹیکس کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ اس کے بدلے میں ان کی حفاظت کی جاتی ہے۔ اگر یہ بھی قبول نہ کریں تو ان سے جنگ و قتال کا آغاز کر دیا جاتا ہے۔

اس کی تفصیل کے لیے بریدہ رضی اللہ عنہ کی مفصل حدیث ملاحظہ ہو۔ صحیح مسلم کتاب الجہاد ۲ / ۸۲ ابوداؤد کتاب الجہاد و باب فی دعاء المشرکین (۲۶۱۲) ترمذی کتاب الجہاد' مؤطا امام مالک وغیرہ۔ کیونکہ جہاد کا اصل مقصد اعلائے کلمۃ اللہ اور فتنہ کا خاتمہ ہے اس لیے کفار کو پہلے دعوت اسلام دیتے ہیں اگر وہ قبول نہ کریں تو انہیں دارالاسلام میں مطیع ہو کر رہنے کی تلقین کرتے ہیں اور ان کی حفاظت وغیرہ کے لیے ان سے مالی معاوضہ جزیہ کی صورت میں لیا جاتا ہے تاکہ کفر اپنے مذھب کی کھلے عام تبلیغ نہ کر سکے اور اسلام کے خلاف زبان طعن نہ دراز کر سکے۔ اس سلسلے میں حتیٰ یعطوا الجزیة عن ید وهم صاغرون جیسی آیت کریمہ کی تفسیر ابن کثیر سے پڑھنا فائدے سے خالی نہیں۔ (ابوالحسن)

٣٦– حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ – وَكَانَ كَاتِبَهُ – قَالَ: كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ)). تَابَعَهُ الْأُوَيْسِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ.

(٣٦) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا موسیٰ بن عقبہ سے' ان سے عمر بن عبیداللہ کے آزاد کردہ غلام سالم ابو النضر نے' اور سالم عمر بن عبیداللہ کے کاتب بھی تھے' بیان کیا کہ عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما نے عمر بن عبیداللہ کو لکھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یقین جانو جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے۔ اس روایت کی متابعت اویسی نے ابن ابی الزناد کے واسطہ سے کی اور ان سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا۔

٢٣– بَابُ مَنْ طَلَبَ الْوَلَدَ لِلْجِهَادِ

باب جو جہاد کرنے کے لئے اللہ سے اولاد مانگے اس کی فضیلت

٣٧– وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: ((قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ: لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى مِائَةِ امْرَأَةٍ – أَوْ تِسْعٍ وَتِسْعِينَ – كُلُّهُنَّ تَأْتِي بِفَارِسٍ يُجَاهِدُ

(٣٧) لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن ہرمز نے بیان کیا کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا' ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے فرمایا آج رات اپنی سو یا (راوی کو شک تھا) ننانوے بیویوں کے پاس جاؤں گا اور ہر بیوی ایک ایک شہسوار جنے گی جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کریں گے۔ ان کے ساتھی نے کہا کہ آپ ان شاء اللہ بھی کہہ لیجئے لیکن انہوں

فِي سَبِيْلِ اللهِ. فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ: قُلْ إِنْ شَاءَ اللهُ، فَلَمْ يَقُلْ إِنْ شَاءَ اللهُ، فَلَمْ تَحْمِلْ مِنْهُنَّ إِلاَّ امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ جَاءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللهُ لَجَاهَدُوا فِي سَبِيْلِ اللهِ فُرْسَانًا أَجْمَعُونَ)).

نے ان شاء اللہ نہیں کہا چنانچہ صرف ایک بیوی حاملہ ہوئیں اور ان کے بھی آدھا بچہ پیدا ہوا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر سلیمان علیہ السلام اس وقت ان شاء اللہ کہہ لیتے تو (تمام بیویاں حاملہ ہوتیں اور) سب کے یہاں ایسے شہسوار بچے پیدا ہوتے جو اللہ کے راستے میں جہاد کرتے۔

٢٤- بَابُ الشُّجَاعَةِ فِي الْحَرْبِ وَالْجُبْنِ

باب جنگ کے موقع پر بہادری اور بزدلی کا بیان

٣٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ وَأَجْوَدَ النَّاسِ. وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ، فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ سَبَقَهُمْ عَلَى فَرَسٍ، وَقَالَ: ((وَجَدْنَاهُ بَحْرًا)).

(۳۸) ہم سے احمد بن عبدالملک بن واقد نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا ثابت بنانی سے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ سب سے زیادہ حسین' سب سے زیادہ بہادر اور سب سے زیادہ فیاض تھے۔ مدینہ طیبہ کے تمام لوگ (ایک رات نامعلوم آواز سے) خوف زدہ تھے لیکن نبی کریم ﷺ اس وقت ایک گھوڑے پر سوار سب سے آگے تھے (جب واپس ہوئے تو) فرمایا اس گھوڑے کو (دوڑنے میں) ہم نے سمندر پایا۔

تشریح یعنی بے تکان چلا ہی جاتا ہے' کہیں رکتا یا اڑتا نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ رات کے وقت بنفس نفیس یکہ و تنہا آواز کی طرف تشریف لے گئے اور دشمن کا کچھ بھی ڈر نہ کیا۔ سبحان اللہ شجاعت ایسی' سخاوت ایسی' حسن و جمال ظاہری ایسا' کمالات باطنی ایسے' قوت ایسی' رحم و کرم ایسا کہ کبھی سائل کو محروم نہیں کیا۔ کبھی کسی سے بدلہ لینا نہیں چاہا' جس نے معافی چاہی معاف کر دیا۔ عبادت اور خدا ترسی ایسی کہ رات رات بھر نماز پڑھتے پڑھتے پاؤں ورم کر گئے' تدبیر اور رائے ایسی

کہ چند روز ہی میں عرب کی کایا پلٹ کر رکھ دی' بڑے بڑے بہادروں اور متکبروں کو نیچا دکھا دیا' ایسے عظیم پیغمبر پر لاکھوں بار درود و سلام۔

٣٩- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ يَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَمَعَهُ النَّاسُ مَقْفَلَهُ مِنْ حُنَيْنٍ، فَعَلِقَهُ النَّاسُ يَسْأَلُونَهُ حَتَّى اضْطَرُّوهُ إِلَى سَمُرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَاءَهُ فَوَقَفَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((أَعْطُونِي رِدَائِي، لَوْ كَانَ لِي عَدَدَ هَذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمًا لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ، ثُمَّ لاَ تَجِدُونِي بَخِيلاً وَلاَ كَذُوبًا وَلاَ جَبَانًا)).

(٣٩) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہیں عمر بن محمد بن جبیر بن مطعم نے خبر دی' انہیں محمد بن جبیر نے خبر دی کہا کہ مجھے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے' آپ کے ساتھ اور بہت سے صحابہ بھی تھے۔ وادی حنین سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ کچھ (بدو) لوگ آپ کو لپٹ گئے۔ بالآخر آپ کو مجبوراً ایک ببول کے درخت کے پاس جانا پڑا۔ وہاں آپ کی چادر مبارک ببول کے کانٹے میں الجھ گئی تو ان لوگوں نے اسے لے لیا آپ ﷺ وہاں کھڑے ہو گئے اور فرمایا میری چادر مجھے دے دو' اگر میرے پاس درخت کے کانٹوں جتنے بھی اونٹ بکریاں ہوتیں تو میں تم میں تقسیم کر دیتا' مجھے تم بخیل نہیں پاؤ گے اور نہ جھوٹا اور بزدل پاؤ گے۔

یہ اس لئے فرمایا کہ بخیلی کے نتائج میں جھوٹ اور بزدلی اور سخاوت کے نتائج میں صداقت اور بہادری لازم ہیں' یہ جنگ حنین سے واپسی کا واقعہ ہے۔ مزید تفصیلات کتاب المغازی میں آئیں گی۔

٢٥- بَابُ مَا يُتَعَوَّذُ مِنَ الْجُبْنِ

باب بزدلی سے خدا کی پناہ مانگنا

٤٠- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ

(٤٠) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا' وہ عبدالملک بن عمیر سے' انہوں نے عمرو بن میمون اودی سے سنا

سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيَّ قَالَ: ((كَانَ سَعْدٌ يُعَلِّمُ بَنِيهِ هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا يُعَلِّمُ الْمُعَلِّمُ الْغِلْمَانَ الْكِتَابَةَ وَيَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْهُنَّ دُبُرَ الصَّلَاةِ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)). فَحَدَّثْتُ بِهِ مُصْعَبًا فَصَدَّقَهُ)).

انہوں نے بیان کیا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے بچوں کو یہ دعائیہ کلمات اس طرح سکھاتے تھے جیسے معلم بچوں کو لکھنا سکھاتا ہے اور فرماتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد ان کلمات کے ذریعہ اللہ کی پناہ مانگتے تھے "اے اللہ! بزدلی سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں' اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ عمر کے سب سے ذلیل حصے میں پہنچا دیا جاؤں اور تیری پناہ مانگتا ہوں میں دنیا کے فتنوں سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے" پھر میں نے یہ حدیث جب معصب بن سعد سے بیان کی تو انہوں نے بھی اس کی تصدیق کی۔

٤١ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)).

(۴۱) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں عاجزی اور سستی سے' بزدلی اور بڑھاپے کی ذلیل حدود میں پہنچ جانے سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنوں سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے"۔

بڑھاپے کی ذلیل حدود جس میں انسان کا دماغ ماؤف ہو جاتا اور وہ بچوں جیسی حرکتیں کرنے لگتا ہے۔ ہوش و حواس عقل و شعور غائب ہو جاتے ہیں ایسی عمر میں پہنچنے سے بھی پناہ مانگنی چاہئے' ایسے ہی عاجزی کاہلی بزدلی زندگی اور موت کے فتنے اور قبر کا عذاب یہ سب ایسی ہیں کہ ہر مسلمان کو ان سے پناہ مانگنی ضروری ہے۔

۲۶- بَابُ مَنْ حَدَّثَ بِمَشَاهِدِهِ فِي الْحَرْبِ

باب جو شخص اپنی لڑائی کے کارنامے بیان کرے' اس کا بیان

یہ دوسرے مسلمانوں کی ہمت بڑھانے کے لئے جائز ہے نہ کہ ریا اور ناموری کے لئے۔

قَالَ أَبُو عُثْمَانَ عَنْ سَعْدٍ.

اس باب میں ابو عثمان نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۴۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: ((صَحِبْتُ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ وَسَعْدًا وَالْمِقْدَادَ بْنَ الأَسْوَدِ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا مِنْهُمْ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، إِلاَّ أَنِّي سَمِعْتُ طَلْحَةَ يُحَدِّثُ عَنْ يَوْمِ أُحُدٍ)).

(۴۲) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے حاتم نے بیان کیا انہوں نے محمد بن یوسف سے' ان سے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں طلحہ بن عبیداللہ' سعد بن ابی وقاص' مقداد بن اسود اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم کی صحبت میں بیٹھا ہوں لیکن میں نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی حدیث بیان کرتے نہیں سنا البتہ طلحہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ احد کی جنگ کے متعلق بیان کیا کرتے تھے۔

دوسرے صحابہ بطور احتیاط کثرت روایت سے پرہیز کرتے تاکہ کہیں غلط بیانی ہو کر باعث گناہ عظیم نہ ہو پھر بھی ان جملہ حضرات کی مرویات موجود ہیں جو بہت ہی ذمہ داری کے ساتھ انہوں نے روایت کی ہیں۔ جنگ احد میں آنحضرت ﷺ کے پاس صرف طلحہ اور سعد رہ گئے تھے اور طلحہ کا ہاتھ شل ہو گیا تھا' انہوں نے مشرکوں کے وار اپنے ہاتھ پر لئے اور آنحضرت ﷺ کو بچایا' سعد وہ بزرگ ہیں جن کو کافروں کا تیر سب سے پہلے آ کر لگا جیسا کہ کتاب المغازی میں آئے گا۔

۲۷- بَابُ وُجُوبِ النَّفِيرِ، وَمَا يَجِبُ مِنَ الْجِهَادِ وَالنِّيَّةِ وَقَوْلِهِ

باب جہاد کیلئے نکل کھڑا ہونا واجب ہے اور جہاد و جہاد کی نیت رکھنے کا واجب ہونا

﴿انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالاً وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "کہ نکل پڑو ہلکے ہو یا بھاری اور اپنے مال سے اور اپنی جان سے اللہ کی راہ میں

اللهِ، ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ. لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَسَفَرًا قَاصِدًا لَاتَّبَعُوكَ، وَلَكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ، وَسَيَحْلِفُونَ بِاللهِ﴾ [التوبة: ٤١] الآية.

جہاد کرو' یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم جانو' اگر کچھ مال آسانی سے مل جانے والا ہوتا اور سفر بھی معمولی ہوتا تو یہ لوگ (منافقین) اے پیغمبر! ضرور آپؐ کے ساتھ ہو لیتے لیکن ان کو تو (تبوک) کا سفر ہی دور دراز معلوم ہوا اور یہ لوگ اب اللہ کی قسم کھائیں گے" الآیۃ

وقوله: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الأَرْضِ؟ أَرَضِيتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الآخِرَةِ - إِلَى قَوْلِهِ - عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ [التوبة: ٣٨].

اور اللہ کا ارشاد "اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ نکلو اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے تو تم زمین پر ڈھیر ہو جاتے ہو۔ کیا تم دنیا کی زندگی پر آخرت کے مقابلہ میں راضی ہو گئے ہو؟ سو دنیا کی زندگی کا سامان تو آخرت کی زندگی کے سامنے بہت ہی تھوڑا ہے" اللہ کے ارشاد "اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے" تک

يُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (انْفِرُوا ثُبَاتٍ: سَرَايَا مُتَفَرِّقِينَ). يُقَالُ: وَاحِدُ الثُّبَاتِ ثُبَةٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (پہلی آیت کی تفسیر میں) منقول ہے کہ جدا جدا ٹکڑیاں بنا کر جہاد کیلئے نکلو' کہا جاتا ہے کہ ثُبَاتٍ (جمع) کا مفرد ثُبَةٌ ہے۔

٤٣- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ: ((لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ، وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا)).

(۴۳) ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا' ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے منصور نے بیان کیا مجاہد سے' انہوں نے طاؤس سے اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا تھا مکہ فتح ہونے کے بعد (اب مکہ سے مدینہ کے لئے) ہجرت باقی نہیں ہے' لیکن خلوص نیت کے ساتھ جہاد اب بھی باقی ہے اس لئے جب تمہیں

جہاد کے لئے بلایا جائے تو نکل کھڑے ہو۔

تشریح یہ آیتیں غزوۂ تبوک کے بارے میں نازل ہوئیں۔ تبوک مکہ سے شہر مدینہ کے شمال کی سرحد پر واقع ہے۔ مدینہ منورہ سے تبوک کی مسافت بارہ منزلوں کی ہے۔ شام پر اس وقت عیسائیوں کی حکومت تھی۔ آنحضرت ﷺ غزوۂ حنین سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ واپس ہوئے تو آپؐ کو خبر ملی کہ عیسائی فوجیں مقام تبوک میں جمع ہو رہی ہیں اور مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاریوں میں لگی ہوئی ہیں' جن کی آپؐ نے خود ہی بڑھ کر مدافعت کرنی چاہی۔ چنانچہ تیس ہزار فوج آپؐ کے ساتھ ہو گئی' لیکن موسم سخت گرمی کا تھا' کھجوروں کی فصل پکنے اور کٹنے کا زمانہ تھا جس پر اہل مدینہ کی گزران بڑی حد تک موقوف تھی' مقابلہ بھی ایک باقاعدہ فوج سے تھا اور وہ بھی اپنے وقت کی بڑی سلطنت کی فوج سے اور سفر بھی دور دراز کا' اس لئے بعضوں کی ہمتیں جواب دے گئیں اور منافقین نے تو خوب ہی بہانے لگائے پھر بھی جب عیسائیوں کو حالات کی ناموافقت کے باوجود مسلمانوں کی اس تیاری کا علم ہوا تو خود ہی ان کے حوصلے پست ہو گئے اور انہیں فوج کشی کی ہمت نہ ہوئی۔ لشکر اسلام ایک مدت تک انتظار کے بعد واپس چلا آیا (سورۂ توبہ میں) آیات شریفہ ﴿ یعتذرون الیکم اذا رجعتم الیھم ﴾ میں اس جنگ سے متعلقین منافقین کا ذکر ہے۔ دنیا کارگاہ عمل ہے' وقت آنے پر جی چرانے والوں کو اسلامی اصطلاح میں لفظ منافق سے یاد کیا گیا ہے کیونکہ اسلام سراسر عملی زندگی کا نام ہے' سچ ہے

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

۲۸- بَابُ الْكَافِرِ يَقْتُلُ الْمُسْلِمَ، ثُمَّ يُسْلِمُ فَيُسَدِّدُ بَعْدُ وَيُقْتَلَ

باب کافر اگر کفر کی حالت میں مسلمان کو مارے پھر مسلمان ہو جائے' اسلام پر مضبوط رہے اور اللہ کی راہ میں مارا جائے تو اس کی فضیلت کا بیان

٤٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفُ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((يَضْحَكُ اللهُ إِلَى رَجُلَيْنِ

(۴۴) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی ابو الزناد سے' وہ اعرج سے اور وہ ابو ہریرہ بنٹھ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ ایسے دو آدمیوں پر ہنس دے گا کہ ان میں سے ایک نے

يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الآخَرَ يَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ، يُقَاتِلُ هَذَا فِي سَبِيلِ اللهِ فَيُقْتَلُ، ثُمَّ يَتُوبُ اللهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيُسْتَشْهَدُ)).

دوسرے کو قتل کیا تھا اور پھر بھی دونوں جنت میں داخل ہو گئے' پہلا وہ جس نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا وہ شہید ہو گیا' اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قاتل کو توبہ کی توفیق دی (یعنی قاتل مسلمان ہو گیا) اور وہ بھی اللہ کی راہ میں شہید ہوا۔

(اس طرح دونوں قاتل و مقتول بالآخر جنت میں داخل ہو گئے)

تشریح یعنی قاعدہ تو یہ ہے کہ قاتل اور مقتول ایک ساتھ جنت یا جہنم میں جمع نہ ہوں' اگر مقتول اور شہید (اللہ کے راستے کا) جنتی ہے تو یقیناً ایسے انسان کا قاتل جہنم میں جائے گا لیکن اللہ پاک خود اپنی قدرت کے عجائبات ملاحظہ فرماتا ہے تو اسے ہنسی آ جاتی ہے کہ ایک شخص نے کافروں کی طرف سے لڑتے ہوئے ایک مسلمان مجاہد کو شہید کر دیا پھر خدا کی قدرت کہ اسے بھی یہ ایمان کی حالت نصیب ہوئی اور اسکے بعد وہ مسلمانوں کی طرف سے لڑتے ہوئے شہید ہو گیا اور اس طرح قاتل اور مقتول دونوں جنت میں داخل ہو گئے۔ اللہ پاک جب اپنی قدرت کا یہ عجوبہ دیکھتا ہے تو ہنسی آ جاتی ہے۔ جیسے اللہ کی اور صفات حق ہیں اس طرح اس کا ہنسنا بھی حق ہے۔ جس کی کیفیت میں کرید کرنا بدعت ہے' سلف کا یہی مسلک ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام لانے سے اور جہاد کرنے سے کفر کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں' امام احمد اور ہمام کی روایت سے یہ صراحت نکلتی ہے کہ ان دو شخصوں میں ایک مومن تھا ایک کافر۔ پس اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو عمداً یعنی جان بوجھ کر کسی شرعی عذر کے بغیر قتل کر کے قاتل توبہ کرے اور اللہ کی راہ میں شہید ہو تو اسکا گناہ معاف نہ ہو گا۔ حضرت عبداللہ بن عباس کا یہی قول ہے کہ قاتل مومن کی توبہ قبول نہیں اور جمہور علماء کہتے ہیں کہ اسکی توبہ صحیح ہے اور آیت ﴿ ومن قتل مومنا متعمدا ﴾ بر طریق تغلیظ ہے کہ لوگ اس سے باز رہیں' خلود سے مراد بہت مدت تک رہنا ہے (تیسیر الباری ۴/ ۱۱۱)

آج عیدالاضحیٰ ۱۳۹۱ھ کو جبکہ جماعت کی دعوت پر بمبئی عیدالاضحیٰ پڑھانے آیا ہوا تھا' یہ تشریحی بیان حوالہ قلم کیا گیا۔ اللہ پاک آج کے مبارک دن میں یہ دعا قبول کرے کہ اس مبارک کتاب کی تکمیل کا شرف حاصل ہوا۔ آمین یارب العالمین۔

﴿ قال ابن الجوزی اکثر السلف یمتنعون من تاویل مثل هذا و یمرونه کما جاء وینبغی ان یراعی فی مثل هذا الامرار اعتقاد انه لا تشبه صفات الله صفات الخلق ومعنی الامرار عدم العلم بالمراد منه مع اعتقاد التنزیه ﴾ (فتح الباری ۶/ ۴۰) یعنی ابن جوزی نے فرمایا کہ اکثر سلف صالحین اس قسم کی صفات الٰہی کی تاویل منع جانتے ہیں بلکہ جس طرح یہ وارد ہوتی ہیں اسی طرح تسلیم کرتے ہیں' اس اعتقاد کے

ساتھ کہ اللہ کی صفات مخلوق کی صفات کے مشابہ نہیں ہیں۔ تسلیم کرنے کا مطلب یہ کہ ہم کو ان کے معانی معلوم ہیں' کیفیت معلوم نہیں۔ اس اعتقاد کے ساتھ کہ وہ تاویل' تعطیل' تشبیہ سے پاک و منزہ ہے۔

٤٥- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((أَتَيتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ بِخَيْبَرَ بَعْدَ مَا افْتَتَحُوهَا فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَسهِمْ لِيْ، فَقَالَ بَعْضُ بَنِي سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ: لاَ تُسْهِمْ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ: هَذَا قَاتِلُ ابْنُ قَوْقَلٍ، فَقَالَ ابْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ: وَاعَجَباً لِوَبْرٍ تَدَلَّي عَلَيْنَا مِنْ قَدُومِ ضَأْنٍ يَنْعَى عَلَيَّ قَتْلَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ أَكْرَمَهُ اللهُ عَلَى يَدَيَّ وَلَمْ يُهِنِّي عَلَى يَدَيْهِ. قَالَ: فَلاَ أَدْرِي أَسْهَمَ لَهُ أَمْ لَمْ يُسْهِمْ)). قَالَ سُفْيَانُ : وَحَدَّثَنِيهِ السَّعِيْدِيُّ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: السَّعِيْدِيُّ هُوَ عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ.

(۴۵) ہم سے حمیدی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' کہا ہم سے زہری نے بیان کیا' کہا کہ مجھے عنبسہ بن سعید نے خبر دی اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ خیبر میں ٹھہرے ہوئے تھے اور خیبر فتح ہو چکا تھا' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا بھی (مال غنیمت میں) حصہ لگایئے۔ سعید بن العاص کے ایک لڑکے (ابان بن سعید رضی اللہ عنہ) نے کہا یا رسول اللہ! ان کا حصہ نہ لگایئے۔ اس پر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بولے کہ یہ شخص تو ابن قوقل کا قاتل ہے۔ ابان بن سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کتنی عجیب بات ہے کہ یہ جانور (ابو ہریرہؓ) ابھی تو پہاڑ کی چوٹی سے بکریاں چراتے چراتے یہاں آ گیا ہے۔ اور ایک مسلمان کے قتل کا مجھ پر الزام لگاتا ہے۔ اس کو یہ خبر نہیں کہ جسے اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں سے (شہادت) عزت دی اور مجھے اس کے ہاتھوں سے ذلیل ہونے سے بچا لیا (اگر اس وقت میں مارا جاتا) تو دوزخی ہوتا' عنبسہ نے بیان کیا کہ اب مجھے یہ نہیں معلوم کہ آپؐ نے ان کا بھی حصہ لگایا یا نہیں۔ سفیان نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے سعیدی نے اپنے دادا کے واسطے سے بیان کیا اور

انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ ابو عبداللہ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا کہ سعیدی سے مراد عمرو بن یحییٰ بن سعید بن عمرو بن سعید بن عاص ہیں۔

روایت میں ابن قوقل سے مراد نعمان بن مالک ابن ثعلبہ بن احرم بن فہر بن غنم صحابی ہیں' قوقل ان کے دادا ثعلبہ کا لقب تھا' وہ احد کے دن ابان کے ہاتھ شہید ہوئے تھے۔ کہتے ہیں انہوں نے اس دن یہ دعا کی تھی کہ یااللہ! سورج ڈوبنے سے پہلے میں جنت کی سیر کروں' اللہ نے ان کی یہ دعا قبول فرمائی اور وہ سورج غروب ہونے سے پہلے ہی شہید ہو گئے۔ وبر عرب میں بلی سے چھوٹا ایک جانور' جس کی دم اور کان چھوٹے ہوتے ہیں۔ قدوم اور ضان جو لفظ آیا ہے بعضوں نے کہا یہ ایک پہاڑ کا نام ہے جو قبیلہ دوس کے قریب تھا حضرت ابو ہریرہ ادھر ہی کے باشندے تھے گویا ابان بن سعید نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر یہ طعن کیا' ان کے پستہ قد ہونے کو وبر سے تشبیہ دی اور بکریوں کا گڈریا قرار دیتے ہوئے اپنے جرم کا اقرار بھی کیا مگر یہ کہ اس وقت وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے بعد میں اللہ نے دولت اسلام سے سرفراز کر دیا۔

حافظ صاحب فرماتے ہیں ﴿ والمراد منه ههنا قول ابان اكرمه الله على يدى ولم يهنى على يديه واراد بذالك ان النعمان استشهد بيد ابان فاكرمه الله بالشهادة ولم يقتل ابان على كفره فيدخل النار وهو المراد بالاهانة بل عاش ابان حتى تاب واسلم وكان اسلامه قبل خيبر بعد الحديبية وقال ذالك الكلام بحضرة النبى صلى الله عليه وسلم واقره عليه وموافق لما تضمنة للترجمة ﴾ (فتح البارى ٦ / ٤١) قول ابان سے یہاں مراد یہ ہے کہ اللہ نے میرے ہاتھ پر ان کو عزت یعنی شہادت دی اور ان کے ہاتھوں سے قتل کرا کر مجھ کو ذلیل نہیں کیا' جس سے مراد لیا کہ نعمان رضی اللہ عنہ ابان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ پس اللہ نے ان کا اکرام فرمایا اور ابان کفر پر نہیں مرا ورنہ دوزخ میں جاتا۔ اللہ نے ان کو حدیبیہ کے بعد اسلام نصیب فرمایا۔ ابان نے یہ باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیں آپ خاموش رہے' اس سے ترجمہ باب ثابت ہوا۔ آپ نے حضرت ابو ہریرہ کا حصہ نہیں لگایا اس پر حافظ صاحب فرماتے ہیں ﴿ واحتج به من قال ان من حضر بعد فراغ الوقعة ولوكان خرج مددا لهم ان لا يشارك من حضرها وهو قول الجمهور ﴾ (فتح البارى ٦ / ٤١) یعنی اس سے دلیل لی اس نے جس نے کہا کہ جو شخص جنگ ہونے کے بعد حاضر ہو اگرچہ وہ مدد کرنے کے ہی لئے آیا ہو' اس کو حاضر ہونے والوں کے ساتھ حصوں میں شریک نہیں کیا جائے گا۔ جمہور کا یہی قول ہے۔

٢٩ - بَابُ مَنِ اخْتَارَ

باب جہاد کو (نفلی روزوں پر)

الْغَزْوَ عَلَى الصَّوْمِ
مقدم رکھنا

٤٦- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ أَبُو طَلْحَةَ لاَ يَصُومُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ أَجْلِ الْغَزْوِ، فَلَمَّا قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ لَمْ أَرَهُ مُفْطِرًا إِلاَّ يَوْمَ فِطْرٍ أَوْ أَضْحَى)).

(۴۶) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ثابت بنانی نے' کہا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جہادوں میں شرکت کے خیال سے (نفلی) روزے نہیں رکھتے تھے۔ لیکن آپؐ کی وفات کے بعد پھر میں نے انہیں عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے سوا روزے بغیر نہیں دیکھا۔

جہاد ایک ایسا عمل ہے جس میں فرض نماز بھی کم ہو جاتی ہے پھر نفلی نماز اور روزوں کا ذکر ہی کیا ہے کیونکہ جہاد ان سب پر مقدم ہے مگر عام طور پر مسلمان اس فریضہ سے غافل ہو گئے اور نفلی بلکہ خود ساختہ نمازوں' وظیفوں نے ان کو میدان جہاد سے قطعاً غافل کر دیا الاماشاء اللہ)۔ پیچھے بتلایا جا چکا ہے کہ اسلام میں جہاد یعنی قتال محض مدافعانہ طور پر ہے جارحانہ ہرگز اسلام نے جنگ کو جائز نہیں رکھا۔ ❶

٣٠- بَابُ الشَّهَادَةُ سَبْعٌ سِوَى الْقَتْلِ
باب اللہ کی راہ میں مارے جانے کے سوا شہادت کی اور بھی سات قسمیں ہیں

٤٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((الشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ: الْمَطْعُونُ وَالْمَبْطُونُ وَالْغَرِقُ

(۴۷) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں سمی نے' انہیں ابو صالح نے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا شہید پانچ قسم کے ہوتے ہیں۔ طاعون میں ہلاک ہونے والا' پیٹ کی بیماری میں ہلاک ہونے والا' ڈوب کر

❶ ملاحظہ ہو حاشیہ باب جنت کا تلواروں کی چمک کے نیچے ہونا۔

وَصَاحِبُ الْهَدْمِ وَالشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللهِ)). مرنے والا' دب کر مرجانے والا اور اللہ کے راستے میں شہادت پانے والا۔

تشریح بعض احادیث میں شہادت کی سات قسموں کا صاف ذکر آیا ہے' حضرت امامؒ نے عنوان انہیں احادیث کے پیش نظر لگایا ہے لیکن چونکہ یہ احادیث ان کی شرائط پر نہیں تھیں' اس لئے انہیں باب کے تحت نہیں لائے۔ مقصد یہ ہے کہ شہادت صرف جہاد کرتے ہوئے قتل ہو جانے کا ہی نام نہیں ہے بلکہ اس کی مختلف صورتیں ہیں۔ یہ بات دوسری ہے کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے شہادت پانے کا درجہ بہت ہی بلند ہے۔ (دوسری روایتوں میں ہے کہ جو جل کر یا نمونیہ میں مرجائے یا عورت زچگی میں یا آدمی اپنے مال و جان کی حفاظت میں یا سفر میں یا سانپ اور بچھو کے کاٹنے سے یا درندے کے پھاڑنے سے مرجائے وہ شہید ہے۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں ﴿ المراد بشهادة هؤلاء كلهم غير المقتول فى سبيل الله انهم يكون لهم فى الآخرة ثواب الشهداء واما فى الدنيا فيغسلون ويصلے عليهم وقد سبق فى كتاب الايمان بيان هذا وان الشهداء ثلاثة اقسام شهيد فى الدنيا و الآخرة وهو المقتول فى حرب الكفار وشهيد فى الآخرة دون احكام الدنيا وهم هؤلاء المذكورون هنا وشهيد فى الدنيا دون الآخرة وهو من غل فى الغنيمة او قتل مدبرا ﴾ (نووی' ج : ۲ / ص : ۱۴۳) یعنی مقتول کے علاوہ ان جملہ شہادتوں سے مراد یہ ہے کہ آخرت میں ان کو شہداء کا ثواب ملے گا مگر دنیا میں وہ شہداء کی طرح نہیں بلکہ عام مسلمانوں کی طرح غسل دیئے جائیں گے اور ان پر نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔ شہداء تین قسم کے ہوتے ہیں' ایک تو وہ ہیں جو دنیا و آخرت میں شہید ہی ہیں یعنی جو جہاد میں کفار کے ہاتھوں سے مارے جائیں۔ دوسری قسم کے شہید وہ جو آخرت میں شہید ہیں مگر دنیا میں ان پر احکام شہداء جاری نہ ہوں گے' ایسے ہی شہداء یہاں مذکور ہیں۔ تیسری قسم کے شہید وہ جو دنیا میں شہید ہوئے مگر آخرت میں شہید نہیں' وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے مال غنیمت وغیرہ میں خیانت کی۔ لفظ شہید کی حقیقت بتلانے کے لئے حضرت امام نووی شارح مسلم لکھتے ہیں ﴿ واما سبب تسميته شهيداً فقال النضر بن شميل لانه حى فان ارواحهم شهدت و حضرت دارالسلام وارواح غيرهم انما تشهدها يوم القيامة وقال ابن الانبارى لان الله تعالٰى وملائكته عليهم الصلٰوة والسلام يشهدون له بالجنة وقيل لانه شهد عند خروج روحه ما اعده الله تعالٰى له من الثواب والكرامة وقيل لان ملائكة الرحمة يشهدونه فياخذون روحه وقيل لانه شهدله بالايمان وخاتمة الخير بظاهر حاله وقيل لان عليه شاهدا بكونه شهيدا وهو الدم وقيل لانه يشهد على الامم يوم القيامة بابلاغ الرسل الرسالة اليهم وعلى هذا القول يشاركهم غيرهم فى هذا الوصف ﴾ (نووی' ج : ۲ / ص : ۱۴۴) یعنی شہید کی وجہ تسمیہ کے بارے میں پس نضر بن شمیل نے کہا کہ وہ زندہ ہے یعنی ان کی روح دارالسلام میں زندہ اور حاضر رہتی

ہے جبکہ ان کے غیر کی روحیں قیامت کے دن وہاں حاضر ہوں گی۔ ابن انباری نے کہا اس لئے کہ اللہ پاک اور اس کے فرشتے اس کے لئے جنت کی شہادت دیتے ہیں اور کہا گیا اس لئے کہ جب بھی اس کی روح نکلی اس نے ثواب اور کرامت سے متعلق اللہ کے وعدوں کا مشاہدہ کیا اور کہا گیا اس لئے کہ رحمت کے فرشتے اس کی شہادت کے وقت حاضر ہوتے اور اس کی روح کو لے لیتے ہیں اور کہا گیا اس لئے کہ ظاہری شہادت کی بنا پر اس کے ایمان اور خاتمہ بالخیر کی شہادت دی گئی اور کہا گیا کہ اس پر اس کا خون شاہد ہو گا جو اس کے شہید ہونے کی شہادت دے گا اور کہا گیا کہ اس لئے کہ وہ قیامت کے دن دوسری امتوں پر شہادت دے گا کہ ان کے رسولوں نے ان کو اللہ کے پیغامات پہنچا دیئے اور اس قول پر ان کے غیر بھی اس میں ان کے شریک ہوں گے۔

٤٨- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِيْنَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الطَّاعُونُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ)).

(۴۸) ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ نے خبردی' کہا ہم کو عاصم نے خبردی حفصہ بنت سیرین سے اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا طاعون کی موت ہر مسلمان کے لئے شہادت کا درجہ رکھتی ہے۔

اس لئے طاعون زدہ علاقوں سے بھاگنا یا ان میں داخل ہونا منع ہے' اس بیماری میں آدمی کے گلے یا بغل میں گلٹی ہوتی ہے اور بخار شدید کے ساتھ دو دن میں آدمی ختم ہوتا ہے' اسی کو پلیگ بھی کہتے ہیں۔

٣١- بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى:

باب

﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِي سَبِيْلِ اللهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللهُ الْمُجَاهِدِيْنَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ دَرَجَةً، وَكُلًّا وَّعَدَ اللهُ الْحُسْنَى، وَفَضَّلَ اللهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ –

اللہ تعالیٰ کا سورۂ نساء میں یہ فرمانا کہ مسلمانوں میں جو لوگ معذور نہیں ہیں اور جہاد سے بیٹھ رہیں' وہ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے' اللہ نے ان لوگوں کو جو اپنے مال اور جان سے جہاد کریں' بیٹھے رہنے والوں پر ایک درجہ فضیلت دی ہے۔ یوں اللہ تعالیٰ کا اچھا وعدہ سب کے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدوں کو بیٹھنے والوں پر بہت بڑی

فضیلت دی ہے۔" اللہ تعالیٰ کے فرمان غفورا رحیما تک۔ ﴿إِلَىٰ قَوْلِهِ- غَفُورًا رَّحِيمًا﴾ [النساء : ۹۵].

پہلے یہ آیت یوں اتری تھی ﴿ لا یستوی القاعدون من المومنین والمجاهدون ﴾ آخر تک اس میں ﴿ غیر اولی الضرر ﴾ کے الفاظ نہ تھے پھر اللہ نے یہ لفظ نازل فرما کر لولے' لنگڑے' اندھے' اپاہج کو نکال دیا کیونکہ وہ معذور ہیں۔

امام نووی اس کے ذیل میں فرماتے ہیں۔ ﴿ فيه دليل لسقوط الجهاد عن المعذورين ولكن لا يكون ثوابهم ثواب المجاهدين بل لهم ثواب نياتهم ان كان لهم نية صالحة كما قال النبي صلى الله عليه وسلم ولكن جهاد و نية وفيه ان الجهاد فرض كفاية ليس بفرض عين وفيه رد على من يقول انه كان في زمن النبي صلى الله عليه وسلم فرض عين وبعده فرض كفاية والصحيح انه لم يزل فرض كفاية من حين شرع وهذه الاية ظاهرة في ذالك لقوله تعالى وكلا وعدالله الحسنى وفضل الله المجاهدين على القاعدين اجرا عظيما ﴾ ● یعنی یہ دلیل ہے کہ معذور لوگوں سے جہاد معاف ہے مگر ان کو مجاہدین کا

● شرح صحیح مسلم للنووی ۲ / ۱۳۸ باب سقوط فرض الجہاد عن المعذورین۔ جہاد بمعنی عام تو فرض عین ہے بمعنی عام سے مراد ایسا جہاد جو اپنی تینوں اقسام بالمال' بالنفس اور باللسان کو شامل ہو اور بمقابلہ کفار ہو۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں : والتحقيق ايضًا ان جنس جهاد الكفار متعين على كل مسلم اما بيده و اما بلسانه و اما بماله و اما بقلبه والله اعلم (فتح الباری ۶ / ۳۸) تحقیق یہ ہے کہ جنس جہاد ہر مسلمان پر فرض عین ہے ہاتھ' زبان' مال اور دل کے ساتھ۔ امام ابن قیم فرماتے ہیں۔ والتحقيق ان جنس الجهاد فرض عين اما بالقلب و اما باللسان و اما بالمال و اما باليد فعلى كل مسلم ان يجاهد بنوع من هذه الانواع (زاد المعاد ۳ / ۷۲)' مندرجہ بالا توضیح سے معلوم ہوا کہ جہاد اپنے عمومی معنی کے لحاظ سے تو ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔ البتہ اپنے خاص معنی قتال مع الکفار تین صورتوں میں فرض عین ہے۔

امام ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں۔ و يتعين الجهاد في ثلاثة مواضع احدها: اذا التقى الزحفان و تقابل الصفان حرم على من حضر الانصراف و تعين عليه المقام ---- اذا نزل الكفار ببلد تعين على اهله قتالهم و دفعهم ---- اذا استنفر الامام قومًا لزمهم النفير معه ---- المغنی ۱۳ / ۶۔۸ طبع قدیم مع الشرح الکبیر ۱۰ / ۳۶۵' ۳۶۶۔

جہاد تین مقامات پر فرض عین ہے (۱) جب دو گروہ اہل اسلام و اہل کفر برسرپیکار ہوں اور آمنے سامنے صف بندی ہو تو جو وہاں موجود ہیں ان پر میدان سے روگردانی کرنا حرام ہے اور اس مقام پر جنگ کرنا فرض عین ہے۔ (۲) جب کفار کسی اسلامی ملک پر حملہ آور ہوں تو وہاں کے رہنے والے مسلمانوں پر قتال کرنا اور =

ثواب نہیں ملے گا بلکہ ان کی نیک نیتی کا ثواب ملے گا بشرطیکہ وہ نیت صالحہ رکھتے ہوں جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جہاد اور نیت جہاد قیامت تک کے لئے باقی ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جہاد فرض عین نہیں بلکہ صرف فرض کفایہ ہے اور اس میں اس شخص کا بھی رد ہے جو کہتا ہے کہ آنحضرتؐ کے زمانہ میں جہاد فرض عین تھا بعد میں فرض کفایہ ہو گیا' صحیح یہ ہے کہ جہاد ہمیشہ سے فرض کفایہ ہی چلا آ رہا ہے۔ آیت باب کا ظاہر مفہوم بھی یہی ہے کہ اللہ نے سب سے نیک وعدہ فرمایا ہے اور قاعدین پر مجاہدین کو بڑی فضیلت ہے۔ قاعدین یعنی جہاد سے بیٹھ رہنے والے لوگ مراد ہیں۔

٤٩- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿لاَ يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ دَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ زَيْدًا فَجَاءَ بِكَتِفٍ فَكَتَبَهَا. وَشَكَا ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ ضَرَارَتَهُ فَنَزَلَتْ: ﴿لاَ يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾.

(۴۹) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا ابو اسحاق سے کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ کہتے تھے کہ جب آیت ﴿ لا یستوی القاعدون من المومنین ﴾ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (جو کاتب وحی تھے) کو بلایا' آپ ایک چوڑی ہڈی ساتھ لے کر حاضر ہوئے اور اس آیت کو لکھا اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے جب اپنے نابینا ہونے کی شکایت کی تو آیت یوں نازل ہوئی ﴿ لا یستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر ﴾

اس زمانہ میں چونکہ کاغذ زیادہ نہیں تھا' اس لئے ہڈی یا اور بہت سی دوسری چیزوں پر بھی خاص طریقے استعمال کرنے کے بعد اس طرح لکھا جاتا کہ صاف پڑھا جا سکتا تھا اور کتابت بھی ایک طویل زمانہ تک باقی رہتی تھی۔ یہاں ایسی ہی ایک ہڈی پر آیت لکھنے کا ذکر ہوا ہے۔ (اس آیت نے نابینا

= انہیں نکالنا فرض عین ہے۔ (۳) جب امام کسی سے نکلنے کا مطالبہ کرے تو اس پر نکلنا لازم ہے۔
علاوہ ازیں اس بحث کے لیے شرح السنہ ۱۰ / ۳۷۴' ۳۷۵ تفسیر بغوی ۱ / ۴۶۸ مسک الختام ۴ / ۸۳ عون الباری ۱ / ۱۱۶ احکام القرآن ۲ / ۹۵۵ التمہید ۲۳ / ۲۲۷' ۲۲۸ طرح التثریب ۷ / ۲۰۴ علاوہ ازیں صحیح بخاری باب وجوب النفیر و ما یجب من الجہاد و النیہ' ابو داؤد کا باب دوام الجہاد' نسائی کی تبویب وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔
(ابوالحسن)

وغیرہ معذورین کو فرضیت جہاد سے مستثنیٰ کر دیا جس دور میں جیسا کہ آج کل ہے شرائط جہاد پورے طور پر موجود نہ ہوں اس دور کے اہل اسلام بھی معذورین ہی میں شمار ہوں گے مگر ایسے دور کو ضعف اسلام کا دور کہا جائے گا جیسا کہ ﴿ بدء الاسلام غریبا وسیعود کما بداء ﴾ سے ظاہر ہے۔

٥٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ الزُّهْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ قَالَ: ((رَأَيْتُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ فَأَقْبَلْتُ حَتَّى جَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ، فَأَخْبَرَنَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَمْلَى عَلَيْهِ: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِي سَبِيْلِ اللهِ﴾ قَالَ فَجَاءَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ وَهُوَ يُمِلُّهَا عَلَيَّ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ لَوْ أَسْتَطِيْعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُ - وَكَانَ رَجُلًا أَعْمَى - فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَى رَسُوْلِهِ ﷺ وَفَخِذُهُ عَلَى فَخِذِي. فَثَقُلَتْ عَلَيَّ حَتَّى خِفْتُ أَنْ تُرِضَّ فَخِذِي. ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ

(٥٠) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن سعد زہری نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے صالح بن کیسان نے بیان کیا ابن شہاب سے' انہوں نے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے مروان بن حکم (خلیفہ اور اس وقت کے امیر مدینہ) کو مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے دیکھا تو ان کے قریب گیا اور پہلو میں بیٹھ گیا اور پھر انہوں نے ہمیں خبر دی کہ زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے آیت لکھوائی ﴿ لا یستوی القاعدون من المومنین والمجاهدون فی سبیل الله ﴾ انہوں نے بیان کیا پھر عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے' آپؐ اس وقت مجھ سے آیت مذکورہ لکھوا رہے تھے۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ! اگر مجھ میں جہاد کی طاقت ہوتی تو میں جہاد میں شریک ہوتا۔ وہ نابینا تھے۔ اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل کی۔ اس وقت آپؐ کی ران میری ران پر تھی۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی شدت کی وجہ سے آپؐ کی ران کا اتنا بوجھ محسوس کیا کہ مجھے ڈر ہو گیا کہ کہیں میری ران پھٹ نہ

وَجَلَّ: ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾.

جائے۔ اس کے بعد وہ کیفیت آپؐ سے ختم ہو گئی اور اللہ عزوجل نے فقط ﴿ غیر اولی الضرر ﴾ نازل فرمائے۔

رسول کریم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ کی حالت دگرگوں ہو جاتی' سخت سردی میں پسینہ پسینہ ہو جاتے اور جسم مبارک بوجھل ہو جاتا۔ اسی کیفیت کو راوی نے یہاں بیان کیا ہے' آیت میں ان الفاظ سے نابینا بیمار اپاہج لوگ فرضیت جہاد سے مستثنیٰ کر دیئے گئے۔ سچ ہے ﴿ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعها ﴾ احکام الٰہی صرف انسانی وسعت و طاقت کی حد تک بجالانے ضروری ہیں)

٣٢- بَابُ الصَّبْرِ عِنْدَ الْقِتَالِ

باب کافروں سے لڑتے وقت صبر کرنا

٥١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى كَتَبَ فَقَرَأْتُهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا)).

(۵۱) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسحاق ابن عقبہ نے بیان کیا' ان سے سالم بن ابی النضر نے کہ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے (عمر بن عبیداللہ کو) لکھا تو میں نے وہ تحریر پڑھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جب تمہاری کفار سے مڈبھیڑ ہو تو صبر سے کام لو۔

یعنی مستقل مزاجی کے ساتھ جے رہو اور حالات جیسے بھی ہوں بد دل ہرگز نہ ہو۔ بزدلی یا فرار مومن کی شان نہیں۔ اگر موت مقدر نہیں ہے تو یقیناً سلامتی کے ساتھ واپسی ہو گی اور موت مقدر ہے تو کوئی طاقت نہ بچا سکے گی۔ یہی ایمان اور یقین ہے جو مرد مومن کو غازی یا شہید کے معزز القاب سے ملقب کرتا ہے۔ ارشاد باری ہے ﴿ یایها الذین امنوا استعینوا بالصبر والصلوٰة ان اللہ مع الصابرین ﴾ ترجمہ: اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو' بے شک اللہ پاک صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے)

٣٣- بَابُ التَّحْرِيضِ عَلَى الْقِتَالِ: وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى:

باب مسلمانوں کو (محارب) کافروں سے لڑنے کی رغبت دلانا

﴿حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ "اے رسول! مسلمانوں

الْقِتَالِ﴾ [الإنفال: ٦٥]. کو کافروں سے لڑنے کا شوق دلاؤ"۔

کافروں سے مراد وہ جو اسلامی اسٹیٹ پر حملہ کریں۔ جو غیر مسلم مسلمانوں کے ساتھ امن و صلح کے ساتھ رہیں ان کے ساتھ جنگ و جہاد و لڑائی ہرگز جائز نہیں ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے ﴿ وان جنحوا للسلم فاجنح لها ﴾ اگر وہ غیر مسلم صلح صفائی کے لئے جھکیں تو تم بھی اس کے لئے جھک جاؤ' امن و امان و صلح کے ساتھ رہو کہ اللہ کو یہی پسند ہے ﴿ والله لا يحب الفساد ﴾ اللہ فساد کو ہرگز دوست نہیں رکھتا۔

٥٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو وَحَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، يَقُولُ: ((خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْخَنْدَقِ، فَإِذَا الْمُهَاجِرُونَ وَالأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ فِي غَدَاةٍ بَارِدَةٍ، فَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ عَبِيدٌ يَعْمَلُونَ ذَلِكَ لَهُمْ، فَلَمَّا رَأَى مَا بِهِمْ مِنَ النَّصَبِ وَالْجُوعِ قَالَ: ((اللَّهُمَّ إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الآخِرَةِ، فَاغْفِرِ لِلأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةْ. فَقَالُوا مُجِيبِينَ لَهُ)):

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدَا
عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدَا

(۵۲) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا' ان سے حمید نے بیان کیا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میدان خندق کی طرف تشریف لے گئے' آپ نے دیکھا کہ مہاجرین اور انصار سردی کی سختی کے باوجود صبح ہی صبح خندق کھودنے میں مصروف ہیں' ان کے پاس غلام بھی نہیں تھے جو ان کی اس کھدائی میں مدد کرتے۔ آپؐ نے ان کی تھکن اور بھوک کو دیکھا تو آپؐ نے دعا فرمائی "اے اللہ! زندگی تو پس آخرت ہی کی زندگی ہے پس انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرمایئو۔" صحابہ نے اس کے جواب میں کہا "ہم وہ ہیں جنہوں نے محمدؐ کے ہاتھ پر اس وقت تک جہاد کرنے کا عہد کیا ہے جب تک ہماری جان میں جان ہے"

نبی اکرم ﷺ کی دعا کا شعر میں ترجمہ کچھ اس طرح ہے۔ ؎

در حقیقت جو مزہ ہے آخرت کا ہے مزہ — بخش دے انصار اور پردیسیوں کو اے خدا

جبکہ صحابہ کرام ﷺ کا جواب یہ تھا۔ ؎

اپنے پیغمبر محمدؐ سے یہ بیعت ہم نے کی جب تلک ہے زندگی لڑتے رہیں گے ہم سدا

٣٤- بَابُ حَفْرِ الْخَنْدَقِ باب خندق کھودنے کا بیان

پہلے زمانوں میں دشمنوں سے محفوظ رہنے کی صورتوں میں سے ایک صورت یہ بھی تھی کہ قلعے یا شہر کے چاروں طرف گہری خندق کھود کر اس کو پانی سے لبریز کر دیا جاتا' اسی طرح وہ قلعہ یا شہر دشمن سے محفوظ ہو جایا کرتا تھا۔ مسلمانوں کو بھی ایک دفعہ مدینہ کی حفاظت کے لئے ایسا ہی کرنا پڑا۔ دور حاضرہ میں جنگ کے پرانے حالات سب دوسری صورتوں میں تبدیل ہو چکے ہیں' اب جنگ زمین سے زیادہ فضا میں لڑی جاتی ہے۔

٥٣- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَعَلَ الْمُهَاجِرُونَ وَالأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ الْخَنْدَقَ حَوْلَ الْمَدِينَةِ وَيَنْقُلُونَ التُّرَابَ عَلَى مُتُونِهِمْ وَيَقُولُونَ:

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا
عَلَى الإِسْلاَمِ مَا بَقِينَا أَبَدًا

وَالنَّبِيُّ ﷺ يُجِيبُهُمْ وَيَقُولُ:

اللَّهُمَّ لاَخَيْرَ إِلاَّ خَيْرَ الآخِرَهْ
فَبَارِكْ فِي الأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ

(۵۳) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ (جب تمام عرب کے مدینہ منورہ پر حملہ کا خطرہ ہوا تو) مدینہ کے ارد گرد مہاجرین و انصار خندق کھودنے میں مشغول ہو گئے' مٹی اپنی پشت پر لاد لاد کر اٹھاتے اور (یہ رجز) پڑھتے جاتے "ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ کے ہاتھ پر اس وقت تک اسلام کے لئے بیعت کی ہے جب تک ہماری جان میں جان ہے۔" نبی کریم ﷺ ان کے اس رجز کے جواب میں یہ دعا فرماتے "اے اللہ! آخرت کی خیر کے سوا اور کوئی خیر نہیں' پس آپ تو انصار اور مہاجرین کو برکت عطا فرمایئو۔

حدیث میں مدینہ شریف کے ارد گرد خندق کھودنے کا ذکر ہے' یہی ترجمۃ الباب ہے۔

٥٤- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ:

(۵۴) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے' انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْقُلُ وَيَقُولُ: ((لَوْ لاَ أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا)).

(خندق کھودتے ہوئے مٹی) اٹھا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ "(اے اللہ!) اگر تو نہ ہوتا تو ہمیں ہدایت نصیب نہ ہوتی"

یعنی تو ہدایت گر نہ ہوتا تو نہ ملتی ہم کو راہ

یہ جنگ شوال ۵ھ میں ہوئی تھی' جس میں جملہ اقوام عرب نے متحد ہو کر اسلام کے خلاف یلغار کی تھی مگر اللہ نے ان کو ذلیل کر کے لوٹا دیا۔ سورۂ احزاب میں اس جنگ کے کچھ لرزہ خیز کوائف مذکور ہوئے ہیں۔

۵۵- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَومَ الأَحْزَابِ يَنْقُلُ التُّرَابَ - وَقَدْ وَارَى التُّرَابُ بَيَاضَ بَطْنِهِ - وَهُوَ يَقُولُ:

((لَوْ لاَ أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلاَ تَصَدَّقْنَا وَلاَ صَلَّيْنَا
فَأَنْزِلِ السَّكِينَةَ عَلَيْنَا
وَثَبِّتِ الأَقْدَامَ إِنْ لاَقَيْنَا
إِنَّ الأُلَى قَدْ بَغَوا عَلَيْنَا
إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا))

(۵۵) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو غزوۂ احزاب (خندق) کے موقع پر دیکھا کہ آپؐ (خندق کی) مٹی خود ڈھو رہے تھے' مٹی سے آپ کے پیٹ کی سفیدی چھپ گئی تھی اور آپ یہ شعر کہہ رہے تھے ؎

تو ہدایت گر نہ ہوتا تو کہاں ملتی نجات
کیسے پڑھتے ہم نمازیں کیسے دیتے ہم زکوٰۃ
اب اتار ہم پر تسلی اے شہ عالی صفات
پاؤں جموا دے ہمارے' دے لڑائی میں ثبات
بے سبب ہم پر یہ کافر ظلم سے چڑھ آتے ہیں
جب وہ بہکائیں ہمیں سنتے نہیں ہم ان کی بات

حدیث میں ذکر کردہ آخری الفاظ ان الاولی قد بغوا علینا کا مطلب یہ ہے کہ یا اللہ! دشمنوں نے خواہ مخواہ ہمارے خلاف قدم اٹھایا اور ہمارے ساتھ زیادتی کی ہے' اس لئے مجبوراً ہم کو ان کے جواب میں میدان میں آنا پڑا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسلامی جنگ مدافعانہ ہوتی ہے جس کا مقصد تنظیم فتنہ فساد کو فرو کر کے امن و امان کی فضا پیدا کرنا ہوتا ہے جو لوگ اسلام پر قتل و غارت گری کا الزام لگاتے ہیں وہ حق سے سراسر ناواقفیت کا ثبوت دیتے ہیں۔

٣٥- بَابُ مَنْ حَبَسَهُ الْعُذْرُ عَنِ الْغَزْوِ

٥٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ قَالَ: ((رَجَعْنَا مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ)).

٥٧- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي غَزَاةٍ فَقَالَ: ((إِنَّ أَقْوَامًا بِالْمَدِينَةِ خَلْفَنَا مَا سَلَكْنَا شِعْبًا وَلَا وَادِيًا إِلَّا وَهُمْ مَعَنَا فِيهِ، حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ)). وَقَالَ مُوسَى: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ.
قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: الْأَوَّلُ أَصَحُّ.

باب جو شخص کسی معقول عذر کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہو سکا

(۵۶) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا' کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا' کہا ہم سے حمید نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک سے واپس ہوئے۔ ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد نے بیان کیا یہ زید کے بیٹے ہیں ان سے حمید نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ ایک غزوہ (تبوک) پر تھے تو آپؐ نے فرمایا کہ کچھ لوگ مدینہ میں ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں لیکن ہم کسی بھی گھاٹی یا وادی میں (جہاد کے لئے) چلیں وہ ثواب میں ہمارے ساتھ ہیں کہ وہ صرف عذر کی وجہ سے ہمارے ساتھ نہیں آ سکے اور موسیٰ نے بیان کیا کہ ہم سے حماد نے بیان کیا' ان سے حمید نے' ان سے موسیٰ بن انس نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا........ ابو عبداللہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پہلی سند زیادہ صحیح ہے۔

پہلی سند وہ جس میں حمید اور انس کے درمیان موسیٰ بن انس کا واسطہ نہیں ہے یہی زیادہ صحیح ہے۔ جنگ تبوک میں پیچھے رہ جانے والوں میں کچھ واقعی ایسے مخلص تھے جن کے عذرات صحیح تھے وہ دل سے شرکت چاہتے تھے مگر مجبوراً پیچھے رہ گئے' ان ہی کے بارے میں آپؐ نے یہ بشارت پیش فرمائی۔ ترجمہ اور باب میں مطابقت ظاہر ہے۔

٣٦- بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ فِي سَبِيْلِ اللهِ

جہاد میں روزے رکھنے کی فضیلت

٥٨- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَسُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا النُّعْمَانَ بْنَ أَبِي عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيْلِ اللهِ بَعَّدَ اللهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا)).

(۵۸) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی' کہا کہ مجھے یحییٰ بن سعید اور سہیل بن ابی صالح نے خبر دی' ان دونوں حضرات نے نعمان بن ابی عیاش سے سنا' انہوں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے' آپ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں (جہاد کرتے ہوئے) ایک دن بھی روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے ستر سال کی مسافت کی دوری تک دور کر دے گا۔

تشریح: مجتہد مطلق حضرت امام بخاری رحمہ اللہ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ قرآن و حدیث میں لفظ فی سبیل اللہ زیادہ تر جہاد ہی کے لئے بولا گیا ہے۔ حدیث مذکور میں بھی جہاد کرتے ہوئے روزہ رکھنا مراد ہے' جس سے نفل روزہ مراد ہے اور اسی کی یہ فضیلت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مرد مجاہد کا روزہ اور مرد مجاہد کی نماز بہت اونچا مقام رکھتی ہے۔

٣٧- بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ فِي سَبِيْلِ اللهِ

باب اللہ کی راہ (جہاد) میں خرچ کرنے کی فضیلت کا بیان

٥٩- حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي

(۵۹) ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا' کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا یحییٰ سے' وہ ابو سلمہ سے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اللہ کے راستے میں ایک جوڑا (کسی چیز کا) خرچ کیا تو اسے جنت

سَبِيْلِ اللهِ دَعَاهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ - كُلُّ خَزَنَةِ بَابٍ -: أَيْ فُلُ، هَلُمَّ))۔ قَالَ أَبُوبَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللهِ ذَاكَ الَّذِي لَا تَوَى عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي لَأَرْجُوا أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ))۔

کے داروغہ بلائیں گے۔ جنت کے ہر دروازے کا داروغہ (اپنی طرف) بلائے گا کہ اے فلاں! اس دروازے سے آ۔ اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ بولے یا رسول اللہ! پھر اس شخص کو کوئی خوف نہیں رہے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ تم بھی انہیں میں سے ہو گے۔

اس حدیث میں بھی لفظ فی سبیل اللہ سے جہاد ہی مراد ہے۔ جوڑا خرچ کرنے سے مراد ہے کہ جو چیز بھی دی وہ کم از کم دو دو کی تعداد میں دی۔ اس پر یہ فضیلت ہے۔

٦٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: ((إِنَّمَا أَخْشَى عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَرَكَاتِ الْأَرْضِ))۔ ثُمَّ ذَكَرَ زَهْرَةَ الدُّنْيَا فَبَدَأَ بِإِحْدَاهُمَا وَثَنَّى بِالْأُخْرَى۔ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَوَ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ؟ فَسَكَتَ عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ، قُلْنَا يُوحَى إِلَيْهِ، وَسَكَتَ النَّاسُ كَأَنَّ عَلَى رُؤُوسِهِمُ الطَّيْرُ۔ ثُمَّ إِنَّهُ مَسَحَ عَنْ وَجْهِهِ الرُّحَضَاءَ فَقَالَ:

(٦٠) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے فلیح نے بیان کیا' ان سے ہلال نے بیان کیا' ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا میرے بعد تم پر دنیا کی جو برکتیں کھول دی جائیں گی' میں تمہارے بارے میں ان سے ڈر رہا ہوں کہ (کہیں تم ان میں مبتلا نہ ہو جاؤ) اس کے بعد آپ نے دنیا کی رنگینیوں کا ذکر فرمایا۔ پہلے دنیا کی برکات کا ذکر کیا پھر اس کی رنگینیوں کو بیان فرمایا۔ اتنے میں ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا بھلائی برائی پیدا کر دے گی۔ آپ اس پر تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گئے۔ ہم نے سمجھا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ سب لوگ خاموش ہو گئے جیسے ان کے سروں پر پرندے ہوں۔ اس کے بعد آپ نے چہرہ مبارک سے پسینہ صاف کیا اور دریافت فرمایا سوال کرنے والا کہاں ہے؟ کیا یہ بھی

((أَيْنَ السَّائِلُ آنِفًا؟ أَوَ خَيْرٌ هُوَ ثَلاَثًا. إِنَّ الْخَيْرَ لاَ يَأْتِي إِلاَّ بِالْخَيْرِ. وَإِنَّهُ كُلُّ مَا يُنْبِتُ الرَّبِيعُ مَا يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْ يُلِمُّ، أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ رَتَعَتْ. وَإِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، وَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ لِمَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ فَجَعَلَهُ فِي سَبِيلِ اللهِ وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ، وَمَنْ لَمْ يَأْخُذْهُ بِحَقِّهِ فَهُوَ كَالآكِلِ الَّذِي لاَ يَشْبَعُ، وَيَكُونُ عَلَيْهِ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

(مال اور دنیا کی برکات) خیر ہے؟ تین مرتبہ آپ نے یہی جملہ دہرایا پھر فرمایا دیکھو بہار کے موسم میں جب ہری گھاس پیدا ہوتی ہے' وہ جانور کو مار ڈالتی ہے یا مرنے کے قریب کر دیتی ہے مگر وہ جانور بچ جاتا ہے جو ہری ہری دوب چرتا ہے' کوکھیں بھرتے ہی سورج کے سامنے جا کھڑا ہوتا ہے۔ لید' گوبر' پیشاب کرتا ہے پھر اس کے ہضم ہو جانے کے بعد اور چرتا ہے' اسی طرح یہ مال بھی ہرا بھرا اور شیریں ہے اور مسلمان کا وہ مال کتنا عمدہ ہے جسے اس نے حلال طریقوں سے جمع کیا ہو اور پھر اسے اللہ کے راستے میں (جہاد کے لئے) یتیموں کے لئے اور مسکینوں کے لئے وقف کر دیا ہو لیکن جو شخص ناجائز طریقوں سے جمع کرتا ہے تو وہ ایک ایسا کھانے والا ہے جو کبھی آسودہ نہیں ہوتا اور وہ مال قیامت کے دن اس کے خلاف گواہ بن کر آئے گا۔

٣٨- بَابُ فَضْلِ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا أَوْ خَلَفَهُ بِخَيْرٍ

باب جو شخص غازی کا سامان تیار کر دے یا اس کے پیچھے اس کے گھر والوں کی خبر گیری کرے' اس کی فضیلت

٦١- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ حَدَّثَنِي بسر بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ رَضِيَ

(٦١) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا' ہم سے حسین نے بیان کیا' کہا مجھ سے یحییٰ نے بیان کیا' کہا مجھ سے ابو سلمہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے بسر بن سعید نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے زید بن خالد رضی اللہ نے بیان

اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيْلِ اللهِ فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي سَبِيْلِ اللهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا)).

کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اللہ کے راستے میں غزوہ کرنے والے کو سازو سامان دیا تو وہ (گویا) خود غزوہ میں شریک ہوا اور جس نے خیر خواہانہ طریقہ پر غازی کے گھر بار کی نگرانی کی تو وہ (گویا) خود غزوہ میں شریک ہوا۔

٦٢- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ بَيْتًا بِالْمَدِيْنَةِ غَيْرَ بَيْتِ أُمِّ سُلَيْمٍ، إِلاَّ عَلَى أَزْوَاجِهِ، فَقِيْلَ لَهُ، فَقِيْلَ: ((إِنِّي أَرْحَمُهَا، قُتِلَ أَخُوهَا مَعِي)).

(۶۲) ہم سے موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا' ان سے اسحاق بن عبداللہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ میں اپنی بیویوں کے سوا اور کسی کے گھر نہیں جایا کرتے تھے مگر ام سلیم کے پاس جاتے۔ آنحضرتؐ سے جب اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اس پر رحم آتا ہے' اس کا بھائی (حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ) میرے کام میں شہید کر دیا گیا۔

وہ ستر قاری مبلغین صحابہ جن کو قبائل رعل و ذکوان وغیرہ نے دھوکا سے شہید کر دیا تھا' ان میں اولین شہید یہی حضرت حرام بن ملحانؓ تھے۔ علماء نے ام سلیم کو آپ کی رضاعی خالہ بھی بتلایا ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں علی انها کانت محرما له صلی الله علیه وسلم واختلفوا فی کیفیة ذلک فقال ابن عبدالبر وغیره کانت احدی خالاته صلعم من الرضاعة وقال اخرون بل کانت خالة لابیه او لجده لان عبدالمطلب کانت امه من بنی النجار (نووی) یعنی ام سلیم آپ کے لئے محرم تھی بعض لوگوں نے ان کو آپ کی خالہ بتلایا ہے اور رضاعی بھی۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کے والد ماجد یا آپ کے دادا کی خالہ تھیں' اس لئے کہ عبدالمطلب کی والدہ ماجدہ بنو نجار سے تھیں۔

٣٩- بَابُ التَّحَنُّطِ عِنْدَ الْقِتَالِ

باب جنگ کے موقع پر خوشبو ملنا

٦٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ

(۶۳) ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن عون نے بیان کیا' ان سے موسیٰ بن انس نے

مُوسَى بْنِ أَنَسٍ قَالَ: وَذَكَرَ يَوْمَ الْيَمَامَةِ قَالَ: ((أَتَى أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ وَقَدْ حَسَرَ عَنْ فَخِذَيْهِ وَهُوَ يَتَحَنَّطُ فَقَالَ: يَا عَمِّ مَا يَحْبِسُكَ أَنْ لاَ تَجِيْءَ؟ قَالَ: الآنَ يَا ابْنَ أَخِي، وَجَعَلَ يَتَحَنَّطُ - يَعْنِي مِنَ الْحَنُوطِ - ثُمَّ جَاءَ فَجَلَسَ، فَذَكَرَ فِي الْحَدِيْثِ انْكِشَافًا مِنَ النَّاسِ فَقَالَ: هَكَذَا عَنْ وُجُوهِنَا حَتَّى نُضَارِبَ الْقَوْمَ، مَا هَكَذَا كُنَّا نَفْعَلُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، بِئْسَ مَا عَوَّدْتُمْ أَقْرَانَكُمْ)) رَوَاهُ حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ.

بیان کیا جنگ یمامہ کا وہ ذکر کر رہے تھے' بیان کیا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے یہاں گئے' انہوں نے اپنی ران کھول رکھی تھی اور خوشبو لگا رہے تھے۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا چچا اب تک آپ جنگ میں کیوں تشریف نہیں لائے؟ انہوں نے جواب دیا کہ بیٹے ابھی آتا ہوں اور وہ پھر خوشبو لگانے لگے پھر (کفن پہن کر) تشریف لائے اور بیٹھ گئے انس رضی اللہ عنہ نے گفتگو کرتے ہوئے مسلمانوں کی طرف سے کچھ کمزوری کے آثار کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہمارے سامنے سے ہٹ جاؤ تاکہ ہم کافروں سے دست بدست لڑیں' رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم ایسا کبھی نہیں کرتے تھے۔ تم نے اپنے دشمنوں کو بہت بری چیز کا عادی بنا دیا ہے (تم جنگ کے موقع پر پیچھے ہٹ گئے) وہ حملہ کرنے لگے۔ اس حدیث کو حماد نے ثابت سے اور انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

جنگ یمامہ بزمانہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ۱۲ھ مسیلمہ کذاب مدعی نبوت سے لڑی گئی تھی۔ تفصیلات کتاب المغازی میں آئیں گی۔ ان شاء اللہ العزیز۔

٤٠ - بَابُ فَضْلِ الطَّلِيعَةِ

باب دشمنوں کی خبر لانے والے دستہ کی فضیلت

لفظ طلیعہ کے متعلق حافظ صاحب فرماتے ہیں ای من یبعث الی العدو لیطلع علی احوالھم وھو اسم جنس یشمل الواحد فما فوقه (فتح الباری ۶ / ۵۲) یعنی جو شخص دشمنوں کے حالات کی اطلاع حاصل کرنے کے لئے بھیجا جائے اور یہ اسم جنس ہے جو واحد اور جمع سب پر مشتمل ہے۔

٦٤ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا

(۶۴) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے

سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ يَوْمَ الأَحْزَابِ؟)) قَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا. ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ؟)) قَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ)).

سفیان ثوری نے بیان کیا' ان سے محمد بن منکدر نے بیان کیا اور ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے جنگ خندق کے دن فرمایا دشمن کے لشکر (بنو قریظہ) کی خبر میرے پاس کون لا سکتا ہے؟ زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں۔ آپؐ نے دوبارہ پھر پوچھا دشمن کے لشکر کی خبریں کون لا سکے گا؟ اس مرتبہ بھی زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کے حواری (سچے مددگار) ہوتے ہیں اور میرے حواری (زبیر) ہیں۔

٤١- بَابُ هَلْ يُبْعَثُ الطَّلِيْعَةُ وَحْدَهُ

باب کیا جاسوسی کے لئے کسی ایک شخص کو بھیجا جا سکتا ہے؟

٦٥- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَدَبَ النَّبِيُّ ﷺ النَّاسَ - قَالَ صَدَقَةُ أَظُنُّهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ - فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ، ثُمَّ نَدَبَ النَّاسَ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ، ثُمَّ نَدَبَ النَّاسَ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا، وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ)).

(٦٥) ہم سے صدقہ نے بیان کیا' کہا ہم کو ابن عیینہ نے خبر دی' کہا ہم سے ابن منکدر نے بیان کیا' انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو (بنی قریظہ کی خبر لانے کے لئے) دعوت دی۔ صدقہ (امام بخاریؒ کے استاذ) نے کہا کہ میرا خیال ہے یہ غزوہ خندق کا واقعہ ہے۔ تو زبیر رضی اللہ عنہ نے اس پر لبیک کہا پھر آپؐ نے بلایا اور زبیر رضی اللہ عنہ نے لبیک کہا پھر تیسری بار آپؐ نے بلایا اور اس مرتبہ بھی زبیر رضی اللہ عنہ نے لبیک کہا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر بن عوام ہیں (رضی اللہ عنہ)

٤٢ - بَابُ سَفَرِ الإِثْنَيْنِ

باب دو آدمیوں کا مل کر سفر کرنا

٦٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ: انصَرَفْتُ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ لَنَا - أَنَا وَصَاحِبٍ لِي -: ((أَذِّنَا وَأَقِيمَا وَلْيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا)).

(٦٦) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو شہاب نے بیان کیا' ان سے خالد حذاء نے' ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہم نبی کریم ﷺ کے یہاں سے وطن کیلئے واپس لوٹے تو آپؐ نے ہم سے فرمایا---ایک میں تھا اور دوسرے میرے ساتھی۔ (ہر نماز کے وقت) اذان پکارنا اور اقامت کہنا اور تم دونوں میں جو بڑا ہو وہ نماز پڑھائے۔

یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے یہاں حضرت امام بخاری اس کو اس لئے لائے کہ ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اکیلا سفر کرنے والا شیطان ہے اور دو شخص سفر کرنے والے دو شیطان ہیں اور تین شخص جماعت۔ اس حدیث کی رو سے بعضوں نے دو شخصوں کا سفر مکروہ رکھا ہے' حضرت امام بخاریؒ نے اسی حدیث سے اس کا جواز نکالا معلوم ہوا کہ ضرورت سے دو آدمی بھی سفر کر سکتے ہیں۔

٤٣ - بَابُ الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

باب قیامت تک گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ خیر و برکت بندھی ہوئی ہے

تشریح سواری کے جانوروں میں گھوڑے کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے' یہ جانور اپنی وفا شعاری و فرمانبرداری کے لحاظ سے انسانوں کے لئے ہمیشہ سے ایک محبوب جانور رہا ہے۔ جنگ میں گھوڑے سے سواری کی خدمت بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ آج بھی جبکہ آج کے مشینی دور میں بہتر سے بہتر سواریاں ایجاد میں آ چکی ہیں' قدم قدم پر موٹر و ہوائی جہاز موجود ہیں مگر گھوڑے کی اہمیت آج بھی مسلم ہے۔ لشکروں کی زینت جو گھوڑے کے ساتھ وابستہ ہے دوسری سواریوں کے ساتھ نہیں ہے۔ دنیا میں کوئی حکومت ایسی نہیں جس میں گھوڑ سوار فوج کا دستہ نہ ہو۔ اسلام نے نہ صرف جنگ و جہاد بلکہ رفاہ عامہ کے لئے بھی گھوڑا پالنے کی بڑی فضیلت بیان کی ہے۔ بہت سے ایسے مقامات جہاں مشینی سواریوں کی پہنچ نہیں ہوتی گھوڑا وہاں تک رسائی پالینے میں مشہور ہے۔ ان جملہ احادیث میں گھوڑے کی فضیلت ان ہی خوبیوں کی بنا پر وارد ہوئی ہے۔ خاص طور پر جبکہ پہلے زمانوں میں یہی جانور جنگ میں بہادروں کا مونس جان ہوتا تھا۔ اسلامی نقطہ نظر سے مجاہدین کے گھوڑے بڑی فضیلت رکھتے ہیں

اور ان ہی پر ان جملہ سواریوں کو قیاس کیا جا سکتا ہے جو آج مشینی سواریاں بحری و بری و فضائی مقابلوں میں استعمال میں آتی ہیں۔ آج کے مشینی دور میں ان کی بڑی اہمیت ہے۔ جو قومیں اپنے آلات جنگ میں زیادہ تعداد ایسے ہی آلات کی مہیا کرتی ہیں' وہی قومیں آج فتح یاب ہوتی ہیں [1] اور جن کے پاس یہ آلات نہیں ہوتے وہ بے حد کمزور تصور کی جاتی ہیں۔ آج کی دنیا میں امریکہ اور روس کا نام اس لئے روشن ہے کہ وہ اس قسم کے آلات مہیا کرنے میں دنیا کی سب قوموں سے آگے ہیں۔ الفاظ باب میں خیر سے مراد ہر بھلائی اور مال بھی مراد ہے۔ عموماً اہل عرب خیر کا لفظ مال پر بولتے ہیں جیسا کہ آیت کریمہ میں لفظ ﴿ ان ترک خیرا الوصیۃ ﴾ (البقرۃ: ۱۸۰) میں خیر سے مال ہی مراد ہے۔

٦٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((الْخَيْلُ فِي نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).

(٦٧) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت تک گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ خیر و برکت وابستہ رہے گی۔ (کیونکہ اس سے جہاد میں کام لیا جاتا رہے گا)

٦٨- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنٍ وَابْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْجَعْدِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

(٦٨) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے حصین اور ابن ابی السفر نے' ان سے شعبی نے اور ان سے عروہ بن جعد رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت

---

[1] افغانستان کی جنگ نے موجودہ دور میں یہ بات ثابت کر دی ہے کہ آلات حرب کسی کے پاس کتنے ہی کیوں نہ ہوں' ان آلات جدیدہ کی بنا پر فتح منحصر نہیں۔ فتح اللہ کی نصرت اور اس پر ایمان کامل کا ثمرہ ہے۔ روس کے پاس دنیا جہان کا اسلحہ موجود تھا لیکن ذلت و خواری کو اپنے دامن میں ڈال کر افغانستان سے دم دبا کر بھاگ نکلا اور جہاد افغانستان کے سبب آج اس کے ٹکڑے ہوئے ہیں۔ یہی صورتحال رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں تھی مسلمانوں کے پاس اسلحہ کم ہوتا تھا جبکہ کفار و مشرکین آہنی لباس سے ملبوس ہوتے تھے۔

امریکہ و روس کے پاس اگرچہ دنیا کا جدید ترین اسلحہ اور ایٹم بم کثیر تعداد میں موجود ہیں لیکن پھر بھی مسلمانوں کے جہاد سے دن رات ہراساں و پریشان رہتے ہیں۔ (ابوالحسن)

قَالَ: ((الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). قَالَ سُلَيْمَان عَنْ شُعْبَةَ: ((عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ)). تَابَعَهُ مُسَدَّدٌ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ: ((عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ)).

تک گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ خیر و برکت بندھی رہے گی۔ سلیمان نے شعبہ کے واسطہ سے بیان کیا کہ ان سے عروہ بن ابی الجعد رضی اللہ عنہ نے۔ اس روایت کی متابعت (جس میں بجائے ابن الجعد کے ابن ابی الجعد ہے) مسدد نے ہشیم سے کی' ان سے حصین نے' ان سے شعبی نے اور ان سے عروہ بن ابی الجعد نے۔

سعد نے بھی ابی الجعد کہا۔ ابن مدینی نے بھی اسی کو ٹھیک کہا ہے اور ابن ابی حاتم نے کہا کہ ابو الجعد کا نام سعد تھا۔ سلیمان کی روایت ابو نعیم کے مستخرج میں اور مسدد کی روایت ان کے مسند میں موصول ہے۔

٦٩- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((الْبَرَكَةُ فِي نَوَاصِي الْخَيْلِ)).

(۶۹) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے' ان سے ابو التیاح نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گھوڑے کی پیشانی میں برکت بندھی ہوئی ہے۔

٤٤- بَابُ

الْجِهَادُ مَاضٍ مَعَ الْبَرِّ وَالْفَاجِرِ لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).

باب

مسلمانوں کا امیر عادل ہو یا ظالم اس کی قیادت میں جہاد ہمیشہ ہوتا رہے گا کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے "گھوڑے کی پیشانی میں قیامت تک خیر و برکت قائم رہے گی۔"

اور گھوڑا اسی لئے متبرک ہے کہ وہ آلہ جہاد ہے تو معلوم ہوا کہ جہاد بھی قیامت تک ہوتا رہے گا۔ حضرت امام بخاریؒ امام ابو داؤد[1] کی یہ حدیث نہ لا سکے کہ جہاد واجب ہے تم پر ہر ایک بادشاہ

[1] ابوداؤد (۲۵۳۳) کی روایت منقطع ہے اس میں مکحول کا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں ملاحظہ ہو فتح الباری ۶/ ۵۶ (ابوالحسن)

اسلام کے ساتھ خواہ وہ نیک ہو یا بد' گو کبیرہ گناہ کرتا ہو اور انس ؓ [1] کی یہ حدیث کہ جہاد جب سے اللہ نے مجھ کو بھیجا قیامت تک قائم رہے گا۔ اخیر میری امت دجال سے لڑے گی' کسی ظالم کے ظلم یا عادل کے عدل سے جہاد باطل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ دونوں حدیثیں امام بخاری کی شرط کے موافق نہ تھیں۔ خلاصہ یہ کہ جہاد امام عادل ہو یا فاسق ہر دو کے ساتھ درست ہے۔

٧٠- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا عُرْوَةُ الْبَارِقِيُّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ: الأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ)).

(۷۰) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے زکریا نے بیان کیا' کہا ہم سے عامر نے' کہا ہم سے عروہ بارقی ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا خیر و برکت قیامت تک گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ بندھی رہے گی یعنی آخرت میں ثواب اور دنیا میں مال غنیمت ملتا رہے گا۔

تشریح حضرت امام بخاری رحمہ اللہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ گھوڑے میں خیر و برکت کے متعلق جو حدیث آئی ہے وہ اس کے آلہ جہاد ہونے کی وجہ سے ہے اور جب قیامت تک اس میں خیر و برکت قائم رہے گی تو اس سے نکلا کہ جہاد کا حکم بھی قیامت تک باقی رہے گا اور چونکہ قیامت تک آنے والا دور اچھا اور برا دونوں طرح کا ہو گا' اس لئے مسلمانوں کے امراء کبھی اسلامی شریعت کے پوری طرح پابند ہوں گے اور کبھی ایسے نہیں ہوں گے لیکن جہاد کا سلسلہ کبھی بند نہ ہو گا۔ کیونکہ یہ اعلاء کلمۃ اللہ اور دنیا و آخرت میں سربلندی کا ذریعہ ہے۔ اس لئے اسلامی مفاد کے پیش نظر ظالم حکمرانوں کی قیادت میں بھی جہاد کیا جاتا رہے گا۔

٤٥- بَابُ مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ﴾ [الأنفال : ٦٠]

باب جو شخص جہاد کی نیت سے (گھوڑا پالے) اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿ومن رباط الخیل﴾ کی تعمیل میں

٧١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا طَلْحَةُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ:

(۷۱) ہم سے علی بن حفص نے بیان کیا' کہا ہم سے امام عبداللہ بن المبارک نے بیان کیا' کہا مجھ کو طلحہ بن ابی سعید نے خبر دی' کہا کہ میں نے

[1] ابوداؤد (۲۵۳۲) میں انس ؓ کی روایت میں یزید بن ابی نشبہ مجہول راوی ہے۔ (ابوالحسن)

سَمِعْتُ سَعِيْدًا الْمَقْبُرِيَّ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِي سَبِيْلِ اللهِ، إِيْمَانًا بِاللهِ وَتَصْدِيْقًا بِوَعْدِهِ، فَإِنَّ شِبَعَهُ وَرِيَّهُ وَرَوْثَهُ وَبَوْلَهُ فِي مِيْزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

سعید مقبری سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ پر ایمان کے ساتھ اور اس کے وعدۂ ثواب کو سچا جانتے ہوئے اللہ کے راستے میں (جہاد کے لئے) گھوڑا پالا تو اس گھوڑے کا کھانا' پینا اور اس کا پیشاب اور لید سب قیامت کے دن اس کی ترازو میں ہو گا اور سب پر اس کو ثواب ملے گا۔

تشریح حافظ صاحب فرماتے ہیں فی هذا الحديث جواز وقف الخيل للمدافعة عن المسلمين ويستنبط منه جواز وقف غير الخيل من المنقولات ومن غير المنقولات من باب الاولى (فتح الباری) ❶ یعنی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دشمنوں کی مدافعت کے لئے گھوڑے کو وقف کرنا جائز ہے' اسی سے گھوڑے کے سوا اور بھی جائداد منقولہ کا وقف کرنا ثابت ہوا' جائداد غیر منقولہ کا وقف تو بہر صورت بہتر ہے۔ دور حاضرہ میں مشینی آلات حرب و ضرب بہت سی قسموں کے وجود میں آ چکے ہیں جن کے بغیر آج میدان میں کامیابی مشکل ہے' اسی لئے اقوام عالم ان آلات کی فراہمی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ جب بھی کبھی کسی بھی جگہ اسلامی قواعد کے تحت جہاد کا موقع ہو گا' ان آلات کی ضرورت ہو گی ❷ اور ان کی فراہمی سب پر مقدم ہو گی۔ اس لحاظ سے ایسے مواقع پر ان سب کی فراہمی بھی دور رسالت میں گھوڑوں کی فراہمی جیسے ثواب کا موجب ہو گی ان شاء اللہ تعالیٰ

٤٦ – بَابُ اسْمِ الْفَرَسِ وَالْحِمَارِ

باب گھوڑوں اور گدھوں کا نام رکھنا

٧٢ – حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ

(۷۲) ہم سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا' کہا ہم سے

---

❶ فتح الباری ۶/ ۵۷ میں یہ المہلب وغیرہ کا قول ہے۔

❷ دور حاضر میں کئی ایسے ممالک ہیں جہاں جہاد جاری ہو چکا ہے اور یہ آلات حرب استعمال ہو رہے ہیں کشمیر' فلپائن' کسووو وغیرہ ممالک میں مجاہدین الحمدللہ جدید اسلحہ سے بھرپور فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ (ابوالحسن)

قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ ((أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَتَخَلَّفَ أَبُو قَتَادَةَ مَعَ بَعْضِ أَصْحَابِهِ وَهُمْ مُحْرِمُونَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ، فَرَأَوا حِمَارًا وَحْشِيًّا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ، فَلَمَّا رَأَوْهُ تَرَكُوهُ حَتّٰى رَآهُ أَبُو قَتَادَةَ، فَرَكِبَ فَرَسًا لَهُ يُقَالُ لَهُ الْجَرَادَةُ، فَسَأَلَهُمْ أَنْ يُنَاوِلُوهُ سَوْطَهُ فَأَبَوا، فَتَنَاوَلَهُ، فَحَمَلَ فَعَقَرَهُ، ثُمَّ أَكَلَ فَأَكَلُوا، فَقَدِمُوا، فَلَمَّا أَدْرَكُوهُ قَالَ: ((هَلْ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ؟)) قَالَ: مَعَنَا رِجْلُهُ، فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ ﷺ فَأَكَلَهَا)).

فضیل بن سلیمان نے بیان کیا' ان سے ابو حازم نے' ان سے عبداللہ بن ابی قتادہ نے اور ان سے ان کے باپ نے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نکلے۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ پیچھے رہ گئے تھے۔ ان کے دوسرے تمام ساتھی تو محرم تھے لیکن انہوں نے خود احرام نہیں باندھا تھا۔ ان کے ساتھیوں نے ایک گورخر دیکھا۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے اس پر نظر پڑنے سے پہلے ان حضرات کی نظر اگرچہ اس پر پڑی تھی لیکن انہوں نے اسے چھوڑ دیا تھا لیکن ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اسے دیکھتے ہی اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے' ان کے گھوڑے کا نام جرادہ تھا' اس کے بعد انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کوئی ان کا کوڑا اٹھا کر انہیں دے دے ان لوگوں نے اس سے انکار کیا اس لئے انہوں نے خود ہی لے لیا اور گورخر پر حملہ کر کے اس کی کونچیں کاٹ دیں انہوں نے خود بھی اس کا گوشت کھایا اور دوسروں نے بھی کھایا پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب یہ لوگ آپؐ کے ساتھ ہو لئے تو آپؐ نے پوچھا کہ کیا اس کا گوشت تمہارے پاس بچا ہوا باقی ہے؟ ابو قتادہ نے کہا کہ ہاں اس کی ایک ران ہمارے پاس باقی ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے بھی وہ گوشت کھایا۔

گھوڑے کا نام جرادہ تھا' اس سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔

۷۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ

(۷۳) ہم سے علی بن عبداللہ بن جعفر نے بیان

بْنِ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنِي أُبَيُّ بْنُ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: ((كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فِي حَائِطِنَا فَرَسٌ يُقَالُ لَهُ اللَّحِيفُ)). قَالَ أَبُوعَبْدِ اللهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: اللَّخِيفُ.

کیا' انہوں نے کہا ہم سے معن بن عیسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابی بن عباس بن سہل نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے' ان کے دادا (سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ) سے بیان کیا کہ ہمارے باغ میں نبی کریم ﷺ کا ایک گھوڑا رہتا تھا جس کا نام لحیف تھا۔

26135

٧٤- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ يَحْيَى بْنَ آدَمَ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ عُفَيْرٌ، فَقَالَ: ((يَا مُعَاذُ، هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللهِ عَلَى عِبَادِهِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ؟)) قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: ((فَإِنَّ حَقَّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلاَ يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ أَنْ لاَ يُعَذِّبَ مَنْ لاَ يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا)). فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَفَلاَ أُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ؟ قَالَ: ((لاَ تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوا)).

(۷۴) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا' انہوں نے یحییٰ بن آدم سے سنا' انہوں نے کہا کہ ہم سے ابوالاحوص نے بیان کیا' ان سے ابواسحاق نے' ان سے عمرو بن میمون نے اور ان سے معاذ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جس گدھے پر سوار تھے' میں اس پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ اس گدھے کا نام عفیر تھا۔ آپ نے فرمایا اے معاذ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق اپنے بندوں پر کیا ہے؟ اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر کیا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ کا حق اپنے بندوں پر یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ جو بندہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو اللہ اسے عذاب نہ دے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا میں اس کی لوگوں کو بشارت نہ دے دوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا لوگوں کو اس کی بشارت نہ دو ورنہ وہ خالی اعتماد کر بیٹھیں گے۔

تشریح یعنی خالی اعتماد کر کے نیک اعمال سے غافل ہو جائیں گے۔ یہاں گدھے کا نام عفیر مذکور ہے' اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔ حدیث ہذا سے شرک کی انتہائی مذمت اور توحید کی انتہائی خوبی بھی ثابت ہوئی۔ قرآن مجید کی بہت سی آیات میں مذکور ہے کہ شرک اتنا بڑا گناہ ہے جو شخص بحالت شرک دنیا سے چلا گیا' اس کے لئے جنت قطعاً حرام ہے۔ وہ ہمیشہ کے لئے نار دوزخ میں جلتا رہے گا۔ صد افسوس کہ کتنے نام نہاد مسلمان ہیں جو قرآن مجید پڑھنے کے باوجود اندھے ہو کر شرکیہ کاموں میں گرفتار ہیں بلکہ بت پرستوں سے بھی آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ جو قبروں میں دفن شدہ بزرگوں سے حاجات طلب کرتے' دور دراز سے ان کی دھائی دیتے اور ان کے ناموں کی نذر نیاز کرتے ہیں اور ایسے ایسے غلط اعتقادات بزرگوں کے بارے میں رکھتے ہیں جو اعتقاد کھلے ہوئے شرکیہ اعتقاد ہیں اور جو بت پرستوں کو ہی زیب دیتے ہیں مگر نام نہاد مسلمانوں نے اسلام کو برباد کر دیا ہے ھداھم اللہ الی صراط مستقیم توحید و شرک کی تفصیلات کے لئے تقویۃ الایمان کا مطالعہ نہایت اہم اور ضروری ہے۔

۷۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِينَةِ، فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَسًا لَنَا يُقَالُ لَهُ مَنْدُوبٌ فَقَالَ: ((مَا رَأَيْنَا مِنْ فَزَعٍ، وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا)).

(۷۵) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہ میں نے قتادہ سے سنا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا (ایک رات) مدینہ میں کچھ خطرہ سا محسوس ہوا تو نبی کریم ﷺ نے ہمارا (ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا) گھوڑا منگوایا' گھوڑے کا نام مندوب تھا۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ خطرہ تو ہم نے کوئی نہیں دیکھا البتہ اس گھوڑے کو ہم نے سمندر پایا ہے۔

ایک دفعہ مدینہ میں رات کو ایسا خیال لوگوں کو ہوا کہ اچانک کسی دشمن نے شہر پر حملہ کر دیا ہے' آنحضرتؐ خود بنفس نفیس مندوب گھوڑے پر سوار ہو کر اندھیری رات میں اس کی تحقیق کے لئے نکلے مگر اس افواہ کو آپ نے غلط پایا' یہی واقعہ یہاں مذکور ہے۔

۴۷- بَابُ مَا يُذْكَرُ مِنْ شُؤْمِ الْفَرَسِ

باب اس بیان میں کہ بعض گھوڑے منحوس ہوتے ہیں

۷۶- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا

(۷۶) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو

شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَاقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّمَا الشُّؤْمُ فِي ثَلَاثَةٍ: فِي الْفَرَسِ، وَالْمَرْأَةِ، وَالدَّارِ)).

شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہیں سالم بن عبداللہ نے خبر دی اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپؐ نے فرمایا تھا کہ نحوست صرف تین ہی چیزوں میں ہوتی ہے' گھوڑے میں' عورت میں اور گھر میں۔

تشریح یعنی اگر نحوست کوئی چیز ہوتی تو ان چیزوں میں ہوتی جیسے آگے کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ ابوداؤد ❶ کی روایت میں ہے کہ بدفالی کوئی چیز نہیں اگر کوئی چیز ہو تو گھر اور گھوڑے اور عورت میں ہو گی اور ابن خزیمہ ❷ اور حاکم نے نکالا کہ دو شخص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ تین چیزوں میں نحوست ہوتی ہے گھوڑے اور عورت اور گھر میں۔ یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بہت غصے ہوئیں اور کہنے لگیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ آپ نے جاہلیت والوں کا یہ خیال بیان فرمایا تھا کہ وہ ان چیزوں میں نحوست کے قائل تھے۔ علماء نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ واقعی ان چیزوں میں نحوست کوئی شے ہے یا نہیں' اکثر نے انکار کیا ہے کیونکہ دوسری صحیح حدیث میں ہے کہ بدشگونی کوئی چیز نہیں ہے نہ چھوت کوئی چیز نہ تیرہ تیزی اور بعضوں نے کہا کہ نحوست سے یہ مراد ہے کہ گھوڑا بد ذات' کاہل' شریر' بسیار خوار ہو یا عورت بد زبان' بد رویہ ہو یا گھر تنگ اور بے ہوا اور گندہ ہو۔ ابوداؤد کی ایک حدیث میں ہے آپؐ سے ایک شخص نے بیان کیا یارسول اللہ ﷺ ہم ایک گھر میں جا کر رہے تو ہمارا شمار کم ہو گیا' مال گھٹ گیا۔ آپؐ نے فرمایا ایسے برے گھر کو چھوڑ دو (تیسیر الباری ۳/ ۲۷' ۱۲۸)

حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں باب ما يذكر من شؤم الفرس اى هل هو على عمومه او مخصوص ببعض الخيل وهل هو على ظاهره او مؤول وقد اشار بايراد حديث سهل بعد حديث ابن عمر

---

❶ ابوداؤد کتاب الطب (۳۹۲۱) مسند احمد ۲/ ۲۸۹ مسند سعد بن ابی وقاص (۹۵) للحافظ احمد بن ابراہیم بن کثیر الدورقی اس کی سند حسن ہے اسے ابن خزیمہ اور ابن حبان وغیرھما نے صحیح قرار دیا ہے۔

❷ مسند احمد ۶/ ۱۵۰' ۲۴۰' ۲۴۶۔ اس کی سند میں قتادہ مدلس ہیں۔ علاوہ ازیں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ابوھریرہ رضی اللہ عنہ پر انکار کا کوئی معنی نہیں۔ اس لیے کہ اس حدیث کو عبداللہ بن عمر' سہل بن سعد الساعدی' سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم وغیرھم نے بھی روایت کیا ہے۔ (ابوالحسن)

الی ان الحصر الذی فی حدیث ابن عمر لیس علی ظاھرہ وترجمة الباب الذی بعدہ وھی الخیل الثلثة الی ان شئوم مخصوص ببعض الخیل دون بعض وکل ذلک من لطیف نظرہ ودقیق فکرہ (فتح الباری ٦/ ٦٠)

قال الکرمانی فان قلت الشئوم قد یکن فی غیرھا فما معنی الحصر قال الخطابی الیمن والشئوم علامتان لما یصیب الانسان من الخیر والشر ولا یکون شیئی من ذلک الا بقضاء اللہ الی آخرہ۔ (فتح)

یعنی باب جس میں گھوڑے کی نحوست کا ذکر ہے وہ اپنے عموم پر ہے یا اس سے بعض گھوڑے مراد ہیں اور کہا وہ ظاہر پر ہے یا اس کی تاویل کی گئی ہے اور حضرت امام بخاریؒ نے حدیث ابن عمر کے بعد حدیث سہل لا کر اشارہ فرمایا ہے کہ حدیث ابن عمر کا حصر اپنے ظاہر پر نہیں ہے اور ترجمۃ الباب جو بعد میں ہے جس میں ہے کہ گھوڑا تین قسم کے آدمیوں کے لئے ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نحوست عام نہیں ہے بلکہ بعض گھوڑوں کے ساتھ خاص ہوتی ہے اور یہ حضرت امام بخاریؒ کی باریک نظری ہے اور آپؒ کی گہری فکر ہے (جو ایک مجتہد مطلق کی شان کے عین لائق ہے) اگر کوئی کہے کہ نحوست اس کے غیر میں حصر کے معنی میں آتی ہے تو اس کے جواب میں خطابی نے کہا ہے کہ برکت اور نحوست دو ایسی علامتیں ہیں جو خیر اور شر سے انسان کو پہنچتی ہیں اور ان میں سے بغیر اللہ کے فیصلہ کے کوئی بھی چیز لاحق نہیں ہو سکتی اور مذکورہ تینوں چیزیں محل اور ظروف ہیں۔ ان میں سے کوئی چیز بھی طبعاً برکت یا نحوست نہیں رکھتی ہاں اگر ان کو استعمال کرتے وقت ایسی چیز پیش آ جائے تو وہ چیز ان کی طرف منسوب ہو جاتی ہے' مکان میں سکونت کرنی پڑتی ہے' عورت کے ساتھ گزران کرنا ضروری ہو جاتا ہے اور کبھی ضرورت کے لئے گھوڑا پالنا پڑتا ہے تو ان کے ساتھ بعض مواقع برکت یا نحوست اضافی چیزیں ہیں ورنہ جو کچھ ہوتا ہے صرف اللہ ہی کے حکم سے ہوتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عورت کی نحوست سے یہ مراد ہے کہ وہ بانجھ رہ جائے اور گھوڑے کی نحوست یہ کہ کبھی اس پر چڑھ کر جہاد کا موقع نصیب نہ ہو اور گھر کی یہ کہ کوئی پڑوسی برا مل جائے اور یہ بھی سب کچھ اللہ کے قضا و قدر کے تحت ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس بحث کا خاتمہ اس آیت پر فرمایا تھا ﴿ ما اصاب من مصیبة فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبراء ھا ﴾ (الحدید: ۲۲) یعنی زمین میں یا تمہارے نفسوں میں تم پر کوئی بھی مصیبت آئے وہ سب آنے سے پہلے ہی اللہ کی کتاب لوح محفوظ میں درج شدہ ہیں' اس کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

۷۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي حَازِمِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعِيْدٍ

(۷۷) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' انہوں نے امام مالک رحمتہ اللہ علیہ سے' انہوں نے ابو حازم بن دینار سے' انہوں نے سہل بن

السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ فَفِي الْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ وَالْمَسْكَنِ)).

سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نحوست اگر ہوتی تو وہ گھوڑے' عورت اور مکان میں ہوتی۔

٤٨- بَابُ الْخَيْلُ لِثَلَاثَةٍ، وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً﴾ [النحل : ٨]

باب گھوڑے کے رکھنے والے تین طرح کے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور گھوڑے' خچر اور گدھے (اللہ تعالیٰ نے پیدا کیے) تاکہ تم ان پر سوار بھی ہوا کرو اور زینت بھی رہے"۔

امام بخاریؒ نے یہ آیت لا کر اس طرف اشارہ کیا کہ اگر زیب و زینت کے لئے بھی کوئی گھوڑا رکھے تو جائز ہے بشرطیکہ تکبر اور غرور نہ کرے اور گناہ کا کام ان سے نہ لے۔

٧٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُسْلِمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْخَيْلُ لِثَلَاثَةٍ: لِرَجُلٍ أَجْرٌ، وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ، وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ. فَأَمَّا الَّذِيْ لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَأَطَالَ فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ، فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيَلِهَا ذٰلِكَ مِنَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٍ، وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ أَرْوَاثُهَا

(٧٨) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' ان سے امام مالک نے' ان سے زید بن اسلم نے' ان سے ابو صالح سمان نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گھوڑے کے مالک تین طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ بعض لوگوں کیلئے وہ باعث اجر و ثواب ہیں' بعضوں کے لئے وہ صرف پردہ ہیں اور بعضوں کیلئے وبال جان ہیں۔ جس کے لئے گھوڑا اجر و ثواب کا باعث ہے یہ وہ شخص ہے جو اللہ کے راستے میں جہاد کی نیت سے اسے پالتا ہے پھر جہاں خوب چری ہوتی ہے یا (یہ فرمایا) کسی شاداب جگہ اس کی رسی کو خوب لمبی کر کے باندھتا ہے (تاکہ چاروں طرف سے چر سکے) تو گھوڑا اس کی چری کی جگہ سے یا اس شاداب جگہ سے اپنی رسی میں بندھا ہوا جو کچھ بھی کھاتا پیتا ہے مالک کو اس کی

وَآثَارُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ، وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَهَا كَانَ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ. الرَّجُلُ الَّذِي هِيَ عَلَيْهِ وِزْرٌ فَهُوَ رَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَاءً وَنِوَاءً لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ وِزْرٌ عَلَى ذٰلِكَ)). وَسُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ: ((مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهَا إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ: ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ، وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾)).

وجہ سے نیکیاں ملتی ہیں اور اگر وہ گھوڑا اپنی رسی تڑا کر ایک زغن یا دو زغن لگائے تو اس کی لید اور اس کے قدموں کے نشانوں میں بھی مالک کیلئے نیکیاں ہیں اور اگر وہ گھوڑا نہر سے گزرے اور اس میں سے پانی پی لے تو اگرچہ مالک نے پانی پلانے کا ارادہ نہ کیا ہو پھر بھی اس سے اسے نیکیاں ملتی ہیں' دوسرا شخص وہ ہے جو گھوڑے کو فخر' دکھاوے اور اہل اسلام کی دشمنی میں باندھتا ہے تو یہ اس کیلئے وبال جان ہے اور رسول اللہ ﷺ سے گدھوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھ پر اس جامع اور منفرد آیت کے سوا ان کے متعلق اور کچھ نازل نہیں ہوا کہ "جو کوئی ایک ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا اور جو کوئی ذرہ برابر برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا"

اس روایت میں اس کا ذکر چھوڑ دیا جس کے لئے ثواب ہے نہ عذاب۔ دوسری روایت میں اس کا بیان ہے۔ یہ وہ شخص ہے جو اپنی تونگری کی وجہ سے اور اس لئے کہ کسی سے سواری مانگنا نہ پڑے' گھوڑا باندھے پھر اللہ کا حق فراموش نہ کرے یعنی تھکے ماندے محتاج کو ضرورت کے وقت سوار کرا دے' کوئی مسلمان عاریتاً مانگے تو اس کو دے دے۔ آیت مذکورہ کو بیان فرما کر آپؐ نے لوگوں کو استنباط احکام کا طریقہ بتلایا کہ تم لوگ آیت اور احادیث سے استدلال کر سکتے ہو۔

٤٩- بَابُ مَنْ ضَرَبَ دَابَّةَ غَيْرِهِ فِي الْغَزْوِ

باب جہاد میں دوسرے کے جانور کو مارنا

٧٩- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا أَبُو عُقَيْلٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيُّ قَالَ: أَتَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ

(۷۹) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عقیل و بشر بن عقبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو المتوکل ناجی (علی بن داؤد) نے بیان کیا' کہا

اللهِ الأَنْصَارِيَّ فَقُلْتُ لَهُ: حَدِّثْنِي بِمَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ قَالَ: سَافَرْتُ مَعَهُ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ- قَالَ أَبُو عَقِيلٍ: لَا أَدْرِي غَزْوَةً أَوْ عُمْرَةً - فَلَمَّا أَنْ أَقْبَلْنَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَتَعَجَّلَ إِلَى أَهْلِهِ فَلْيُعَجِّلْ)). قَالَ جَابِرٌ: فَأَقْبَلْنَا وَأَنَا عَلَى جَمَلٍ لِي أَرْمَكَ لَيْسَ فِيهِ شِيَةٌ وَالنَّاسُ خَلْفِي، فَبَيْنَا أَنَا كَذَلِكَ إِذْ قَامَ عَلَيَّ فَقَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا جَابِرُ اسْتَمْسِكْ))، فَضَرَبَهُ بِسَوطِهِ ضَرْبَةً، فَوَثَبَ الْبَعِيرُ مَكَانَهُ، فَقَالَ: ((أَتَبِيعُ الْجَمَلَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَسْجِدَ فِي طَوَائِفِ أَصْحَابِهِ، فَدَخَلْتُ إِلَيْهِ وَعَقَلْتُ الْجَمَلَ فِي نَاحِيَةِ الْبَلَاطِ فَقُلْتُ لَهُ: هَذَا جَمَلُكَ. فَخَرَجَ فَجَعَلَ يُطِيفُ بِالْجَمَلِ وَيَقُولُ: ((الْجَمَلُ جَمَلُنَا)). فَبَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ أَوَاقٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ: ((أَعْطُوهَا

کہ میں جابر بن عبداللہ انصاری کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے جو کچھ سنا ہے' ان میں سے مجھ سے بھی کوئی حدیث بیان کیجئے۔ انہوں نے بیان فرمایا کہ میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں شریک تھا۔ ابو عقیل راوی نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں (یہ سفر) جہاد کے لئے تھا یا عمرہ کے لئے (واپس ہوتے ہوئے) جب (مدینہ منورہ) دکھائی دینے لگا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے گھر جلدی جانا چاہے وہ جا سکتا ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر ہم آگے بڑھے۔ میں اپنے ایک سیاہی مائل سرخ اونٹ بے داغ پر سوار تھا دوسرے لوگ میرے پیچھے رہ گئے' میں اسی طرح چل رہا تھا کہ اونٹ (تھک کر) رک گیا حضور اکرم ؐ نے فرمایا جابر! اپنا اونٹ تھام لے' آپؐ نے اپنے کوڑے سے اونٹ کو مارا' اونٹ کود کر چل نکلا پھر آپؐ نے دریافت فرمایا یہ اونٹ بیچو گے؟ میں نے کہا ہاں! جب مدینہ پہنچے اور نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو میں بھی آپؐ کی خدمت میں پہنچا اور "بلاط" کے ایک کونے میں میں نے اونٹ کو باندھ دیا اور آنحضرت ﷺ سے عرض کیا یہ آپؐ کا اونٹ ہے۔ پھر آپؐ باہر تشریف لائے اور اونٹ کو گھمانے لگے اور فرمایا کہ اونٹ تو ہمارا ہی ہے'

جَابِرًا)). ثُمَّ قَالَ: ((اسْتَوْفَيْتَ الثَّمَنَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((الثَّمَنُ وَالْجَمَلُ لَكَ)).

اس کے بعد آپؐ نے چند اوقیہ سونا مجھے دلوایا اور دریافت فرمایا تم کو قیمت پوری مل گئی۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ پھر آپؐ نے فرمایا اب قیمت اور اونٹ (دونوں ہی) تمہارے ہیں۔

امام احمد کی روایت میں یوں ہے کہ آپؐ نے فرمایا ذرا اس کو بٹھا۔ میں نے بٹھایا پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ لکڑی تو مجھ کو دے۔ میں نے دی' آپؐ نے اس لکڑی سے اس کو کئی ٹھونسے دیئے' اس کے بعد فرمایا کہ سوار ہو جا۔ میں سوار ہو گیا۔ (مسند احمد ۳ / ۲۷۷ '۳ ۲۷ ۳) ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کہ آپؐ نے پرائے اونٹ یعنی جابر کے اونٹ کو مارا۔ بلاط وہ پتھر کا فرش مسجد کے سامنے تھا۔ یہ سفر غزوہ تبوک کا تھا۔ ابن اسحاق نے غزوہ ذات الرقاع بتلایا ہے۔

٥٠- بَابُ الرُّكُوبِ عَلَى الدَّابَّةِ الصَّعْبَةِ وَالْفُحُولَةِ مِنَ الْخَيْلِ

باب سخت سرکش جانور اور نر گھوڑے کی سواری کرنا

وَقَالَ رَاشِدُ بْنُ سَعْدٍ: كَانَ السَّلَفُ يَسْتَحِبُّونَ الْفُحُولَةَ لأَنَّهَا أَجْرَى وَأَجْسَرَ.

اور راشد بن سعد تابعی نے بیان کیا کہ صحابہ نر گھوڑے کی سواری پسند کیا کرتے تھے کیونکہ وہ دوڑتا بھی تیز ہے اور بہادر بھی بہت ہوتا ہے۔

عینی اور حافظ اور قسطلانی کسی نے یہ بیان نہیں کیا کہ اس اثر کو کس نے وصل کیا۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ صحابہ حالت خوف میں مادیان کو بہتر سمجھتے تھے اور صفوف اور قلعوں پر حملہ کرنے میں نر گھوڑے کو۔ (فتح الباری ٦ / ٦٦' ٦٧)

عینی نے کہا آنحضرت ﷺ سے ہمیشہ نر گھوڑے پر سواری منقول ہے۔ اسی طرح صحابہ میں صرف سعید سے یہ منقول ہے کہ وہ مادیان پر سوار ہوئے تھے۔ (عمدۃ القاری ۱۴ / ۱۵۳)

٨٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ بِالْمَدِينَةِ فَزَعٌ، فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَسًا لأَبِي طَلْحَةَ يُقَالُ لَهُ

(۸۰) ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی' انہیں قتادہ نے اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ مدینہ میں (ایک رات) کچھ خوف اور گھبراہٹ ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک گھوڑا مانگ لیا۔ اس گھوڑے کا نام

مَنْدُوبٌ، فَرَكِبَهُ وَقَالَ: ((مَا رَأَيْنَا مِنْ فَزَعٍ، وَإِنْ وَجَدْنَا لَبَحْرًا)).

"مندوب" تھا۔ آپؐ اس پر سوار ہوئے اور واپس آ کر فرمایا کہ خوف کی تو کوئی بات ہم نے نہیں دیکھی البتہ یہ گھوڑا کیا ہے دریا ہے!

اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے کیونکہ فرس تو عربی زبان میں نر اور مادہ دونوں کو کہتے ہیں۔ بعضوں نے کہا ان وجدناہ میں جو ضمیر مذکور ہے اس سے حضرت امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ وہ نر گھوڑا تھا۔ اب باب کا یہ مطلب کہ شریر جانور پر سوار ہونا اس سے نکالا کہ نر اکثر مادیان کی بہ نسبت تیز اور شریر ہوتا ہے' اگرچہ کبھی مادہ نر سے بھی زیادہ شریر اور سخت ہوتی ہے (تیسیر الباری ۳/ ۱۳۰)

۵۱- بَابُ سِهَامِ الْفَرَسِ

باب (غنیمت کے مال سے) گھوڑے کا حصہ کیا ملے گا

۸۱- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ جَعَلَ لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ وَلِصَاحِبِهِ سَهْمًا)).

(۸۱) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا' انہوں نے ابو اسامہ سے' انہوں نے عبیداللہ عمری سے' انہوں نے نافع سے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے (مال غنیمت سے) گھوڑے کے دو حصے لگائے تھے اور اس کے مالک کا ایک حصہ۔

وَقَالَ مَالِكٌ: يُسْهَمُ لِلْخَيْلِ وَالْبَرَاذِيْنِ مِنْهَا لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوهَا﴾ [النحل: ۸] وَلَا يُسْهَمُ لأَكْثَرَ مِنْ فَرَسٍ.

امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عربی اور ترکی گھوڑے سب برابر ہیں کیونکہ اللہ نے فرمایا "اور گھوڑوں اور خچروں اور گدھوں کو سواری کے لئے بنایا اور ہر سوار کو ایک ہی گھوڑے کا حصہ دیا جائے گا۔" (گو اس کے پاس کئی گھوڑے ہوں)

تشریح تو اللہ تعالیٰ نے عربی گھوڑے کی تخصیص نہیں کی۔ عربی اور ترکی سب گھوڑوں کو برابر حصہ ملے گا یعنی سوار کو تین حصے ملیں گے' پیدل کو ایک حصہ۔ اکثر اماموں اور اہلحدیث کا یہی قول..

ہے۔ ❶

٥٢- بَابُ مَنْ قَادَ دَابَّةَ غَيْرِهِ فِي الْحَرْبِ

٨٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنِ يُوسُفَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ: ((قَالَ رَجُلٌ لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَفَرَرْتُمْ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَومَ حُنَيْنٍ؟ قَالَ: لَكِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمْ يَفِرَّ، إِنَّ هَوَازِنَ كَانُوا قَوْمًا رُمَاةً، وَإِنَّا لَمَّا لَقِينَاهُمْ حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ فَانْهَزَمُوا، فَأَقْبَلَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى الْغَنَائِمِ، فَاسْتَقْبَلُونَا بِالسِّهَامِ، فَأَمَّا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَلَمْ يَفِرَّ، فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ وَإِنَّهُ لَعَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءَ، وَإِنَّ أَبَا سُفْيَانَ آخِذٌ بِلِجَامِهَا وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((أَنَا النَّبِيُّ لاَ كَذِبْ، أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ)).

باب اگر کوئی لڑائی میں دوسرے کے جانور کو کھینچ کر چلائے

(٨٢) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سہل بن یوسف نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے' ان سے ابو اسحاق نے کہ ایک شخص نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا حنین کی لڑائی میں آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر چلے گئے تھے؟ براء رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں لیکن رسول اللہ ﷺ فرار نہیں ہوئے تھے۔ ہوازن کے لوگ بڑے تیرانداز تھے' جب ہمارا ان سے سامنا ہوا تو شروع میں ہم نے حملہ کرکے انہیں شکست دے دی' پھر مسلمان مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے اور دشمن نے تیروں کی ہم پر بارش شروع کر دی پھر بھی رسول کریم ﷺ اپنی جگہ سے نہیں ہٹے۔ میں نے دیکھا کہ آپ اپنے سفید خچر پر سوار تھے' ابو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اس کی لگام تھامے ہوئے تھے اور آپ یہ شعر فرما رہے تھے کہ "میں نبی ہوں اس میں جھوٹ کا کوئی دخل نہیں' میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں"۔

---

❶ لیکن امام ابو حنیفہ کا قول اس صحیح حدیث کے خلاف ہے فقہ حنفی کی معتبر کتاب قدوری ص ٢٥٢ میں ہے للفارس سهمان وللراجل سهم عند ابی حنیفه۔ گھوڑ سوار کے لیے دو حصے اور پیدل کے لیے ایک حصہ ہے ابو حنیفہ کے نزدیک۔ امام ابو حنیفہ کے شاگردوں کا موقف اس مسئلہ میں امام صاحب کے خلاف ہے۔ قدوری کا یہی مقام ملاحظہ ہو۔ (ابوالحسن)

یعنی میں اللہ کا سچا رسول ہوں اور اللہ نے جو مجھ سے فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا تھا وہ برحق ہے' اس لئے میں بھاگ جاؤں؟ یہ نہیں ہو سکتا۔ مولانا وحید الزماں مرحوم نے اس کا ترجمہ شعر میں یوں کیا ہے۔

ہوں میں پیغمبر بلاشک و خطر اور عبدالمطلب کا ہوں پسر

مزید تفصیل جنگ حنین کے حالات میں آئے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

٥٣- بَابُ الرِّكَابِ، وَالْغَرْزِ لِلدَّابَّةِ

باب جانور پر رکاب یا غرز لگانا

٨٣- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ((عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَدْخَلَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ وَاسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ قَائِمَةً أَهَلَّ مِنْ عِنْدِ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ)).

(۸۳) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا' ان سے ابو اسامہ نے' ان سے عبیداللہ نے' ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے جب اپنا پائے مبارک غرز (رکاب) میں ڈالا اور اونٹنی آپؐ کو لے کر سیدھی اٹھ گئی تو آپؐ نے مسجد ذوالحلیفہ کے پاس لبیک کہا (احرام باندھا)

غرز بھی رکاب ہی کو کہتے ہیں' فرق صرف اتنا ہے کہ رکاب اگر لوہے کا ہو یا لکڑی کا تو اسے رکاب کہتے ہیں لیکن اگر چمڑے کا ہو تو اسے غرز کہتے ہیں۔ بعضوں نے کہا رکاب گھوڑے میں ہوتی ہے اور غرز اونٹ میں۔

٥٤- بَابُ رُكُوبِ الْفَرَسِ الْعُرْيِ

باب گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار ہونا

٨٤- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ((اسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى فَرَسٍ عُرْيٍ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ فِي عُنُقِهِ سَيْفٌ)).

(۸۴) ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ثابت نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر جس پر زین نہیں تھی سوار ہو کر صحابہ سے آگے نکل گئے تھے۔ آنحضو

کی گردن مبارک میں تلوار لٹک رہی تھی۔

سبحان اللہ! یہ حسن و جمال اور یہ شجاعت اور بہادری ننگی پیٹھ گھوڑے پر سواری کرنا بڑے ہی شہسواروں کا کام ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اس فن میں آنحضرت ﷺ یکتائے روزگار تھے۔ بارہا ایسے مواقع آئے کہ آپؐ نے بہترین شہسواری کا ثبوت پیش فرمایا۔ صد افسوس کہ آج کل عوام تو درکنار خواص یعنی علماء و مشائخ نے ایسی اہم سنتوں کو بالکل ترک کر دیا ہے۔ خاص کر علماء کرام میں بہت ہی کم ایسے ملیں گے جو ایسے فنون مسنونہ سے الفت رکھتے ہوں حالانکہ یہ فنون قرآن و سنت کی روشنی میں مسلمانوں کے عوام و خواص میں بہت زیادہ ترویج کے قابل ہیں۔ آج کل نشانہ بازی جو بندوق سے سکھائی جاتی ہے وہ بھی اسی میں داخل ہے اور فن حرب سے متعلق جو نئی ایجادات ہیں' ان سب کو اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔

۵۵- بَابُ الْفَرَسِ الْقَطُوفِ

باب سست رفتار گھوڑے پر سوار ہونا

۸۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ((إِنَّ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَزِعُوا مَرَّةً فَرَكِبَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَسًا لأَبِي طَلْحَةَ كَانَ يَقْطِفُ - أَوْ كَانَ فِيْهِ قِطَافٌ - فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ: ((وَجَدْنَا فَرَسَكُمْ هَذَا بَحْرًا))، فَكَانَ بَعْدَ ذَلِكَ لاَ يُجَارَى)).

(۸۵) ہم سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا' کہا ہم سے سعید نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ ایک مرتبہ (رات میں) اہل مدینہ کو دشمن کا خطرہ ہوا تو نبی کریم ﷺ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ایک گھوڑے (مندوب) پر سوار ہوئے' گھوڑا سست رفتار تھا یا (راوی نے یوں کہا کہ) اس کی رفتار میں سستی تھی' پھر جب آپؐ واپس ہوئے تو فرمایا کہ ہم نے تو تمہارے اس گھوڑے کو دریا پایا چنانچہ اس کے بعد کوئی گھوڑا اس سے آگے نہیں نکل سکتا تھا۔

یہ گھوڑا بے حد سست رفتار تھا لیکن آنحضرت ﷺ کی سواری کی برکت سے ایسا تیز اور چالاک ہو گیا کہ کوئی گھوڑا اس کے برابر نہیں چل سکتا تھا۔ آپ اس سست رفتار گھوڑے پر سوار ہوئے' اسی سے باب کا مطلب نکلا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ اقدام فرما کر آئندہ آنے والے خلفائے اسلام کے لئے ایک مثال قائم فرمائی تاکہ وہ سست الوجود بن کر نہ رہ جائیں بلکہ ہر موقع پر بہادری و جرأت و مقابلہ میں عوام سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے رہیں۔

٥٦- بَابُ السَّبْقِ بَيْنَ الْخَيْلِ

٨٦- حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((أَجْرَى النَّبِيُّ ﷺ مَا ضُمِّرَ مِنَ الْخَيْلِ مِنَ الْحَفْيَاءِ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ، وَأَجْرَى مَا لَمْ يُضَمَّرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ. قَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَكُنْتُ فِيْمَنْ أَجْرَى)). قَالَ عَبْدُ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: بَيْنَ الْحَفْيَاءِ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ خَمْسَةُ أَمْيَالٍ أَوْ سِتَّةٌ، وَبَيْنَ ثَنِيَّةَ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ مِيْلٌ.

باب گھوڑ دوڑ کا بیان

(۸۶) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ نے' ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے تیار کئے ہوئے گھوڑوں کی دوڑ مقام حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک کرائی تھی اور جو گھوڑے تیار نہیں کئے گئے تھے ان کی دوڑ ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک کرائی تھی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ گھوڑ دوڑ میں شریک ہونے والوں میں میں بھی تھا۔ عبداللہ نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عبیداللہ نے بیان کیا' ان سے سفیان ثوری نے بیان کیا کہ حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک پانچ میل کا فاصلہ ہے اور ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق صرف ایک میل کے فاصلے پر ہے۔

حفیاء اور ثنیۃ الوداع مدینہ سے باہر مقاموں کے نام ہیں۔ تیار کئے گئے یعنی ان کا اضمار کیا گیا۔ اضمار اس کو کہتے ہیں کہ پہلے گھوڑے کو خوب کھلا پلا کر موٹا کیا جائے پھر اس کا دانہ چارہ کم کر دیا جائے اور کوٹھڑی میں جھول ڈال کر بند رہنے دیں تاکہ پسینہ خوب کرے اور اس کا گوشت کم ہو جائے اور شرط میں دوڑنے کے لائق ہو جائے۔

گھوڑ دوڑ کے متعلق حافظ صاحب فرماتے ہیں وقد اجمع العلماء علی جواز المسابقة بغیر عوض لکن قصرها مالک و الشافعی علی الخف والحافر والنصل وخصه بعض العلماء بالخیل واجازه عطاء فی کل شئی الخ (فتح الباری ۶/ ۷۲' ۷۳) یعنی علمائے اسلام نے دوڑ کرانے کے جواز پر اتفاق کیا ہے جس میں بطور شرط کوئی معاوضہ مقرر نہ کیا گیا ہو لیکن امام شافعی اور امام مالک نے اس دوڑ کو اونٹ اور گھوڑے اور تیر اندازی کے ساتھ خاص کیا ہے اور بعض علماء نے اسے صرف گھوڑے کے ساتھ خاص کیا ہے اور عطاء نے اس مسابقت کو ہر چیز میں جائز رکھا ہے۔ ایک ....

روایت ❶ میں ہے لا سبق الا فی خف او حافر او نصل یعنی آگے بڑھنے کی شرط تین چیزوں میں درست ہے' اونٹ اور گھوڑے اور تیر اندازی میں اور ایک روایت میں یوں ہے ❷ من ادخل فرسا بین فرسین فان کان یومن ان یسبق فلا خیر فیه (لغات الحدیث' حرف س' صفحه: ۳۰) جس شخص نے ایک گھوڑا شرط کے دو گھوڑوں میں شریک کیا اگر اس کو یہ یقین ہے کہ یہ گھوڑا ان دونوں سے آگے بڑھ جائے گا تب تو بہتر نہیں اگر یہ یقین نہیں تو شرط جائز ہے۔ اس تیسرے شخص کو محلل کہتے ہیں یعنی شرط کو حلال کر دینے والا مزید تفصیل کے لئے دیکھو (لغات الحدیث' حرف س' صفحہ: ۳۰)

٥٧- بَابُ إِضْمَارِ الْخَيْلِ لِلسَّبْقِ

باب گھوڑ دوڑ کے لئے گھوڑوں کو تیار کرنا

بعضوں نے ترجمہ باب کا یہ مطلب رکھا ہے کہ شرط کے لئے اضمار کا ضروری نہ ہونا۔ اس صورت میں باب کی حدیث باب سے مطابق ہو جائے گی۔

٨٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضَمَّرْ، وَكَانَ أَمَدُهَا مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ، وَأَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ سَابَقَ بِهَا)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ أَمَدًا غَايَةً ﴿فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ﴾ [الحديد: ١٦]

(۸۷) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے ان گھوڑوں کی دوڑ کرائی تھی جنہیں تیار نہیں کیا گیا تھا اور دوڑ کی حد ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک رکھی تھی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی اس میں شرکت کی تھی۔ ابو عبداللہ نے کہا کہ امدا (حدیث میں) حد اور انتہا کے معنی میں ہے (قرآن مجید میں ہے) ﴿فطال علیهم الامد﴾ جو اسی معنی میں ہے۔

---

❶ ابوداؤد (۲۵۷۴) ترمذی (۱۷۰۰) نسائی ۶/ ۲۲۶' شرح السنہ ۱۰/ ۳۹۳۔ یہ حدیث حسن ہے۔

❷ ابوداؤد (۲۵۷۹) شرح السنہ ۱۰/ ۳۹۶' المحلی ابن حزم ۷/ ۳۵۴' تمہید ۱۴/ ۸۷۔ یہ روایت ضعیف ہے۔ اس کی علت یہ ہے کہ امام زہری سے اسے سفیان بن حسین نے روایت کیا ہے اور سفیان کی زہری سے روایت ضعیف ہوتی ہے ملاحظہ ہو تہذیب وغیرہ۔ (ابوالحسن)

اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے۔ باب میں تو اضمار شدہ گھوڑوں کی شرط مذکور ہے اور حدیث میں ان گھوڑوں کا ذکر ہے جن کا اضمار نہیں ہوا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت امام بخاری کی عادت ہے کہ حدیث کا ایک لفظ لا کر اس کے دوسرے لفظ کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں' اس حدیث میں دوسرا لفظ ہے کہ جن گھوڑوں کا اضمار ہوا تھا آپ نے ان کی شرط کرائی' حفیاء سے ثنیۃ تک جیسے پیچھے گزرا۔

۵۸- بَابُ غَايَةِ السَّبْقِ لِلْخَيْلِ الْمُضَمَّرَةِ

باب تیار کئے ہوئے گھوڑوں کی دوڑ کی حد کہاں تک ہو

۸۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((سَابَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي قَدْ أُضْمِرَتْ، فَأَرْسَلَهَا مِنَ الْحَفْيَاءِ، وَكَانَ أَمَدُهَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ. فَقُلْتُ لِمُوسَى: فَكَمْ كَانَ بَيْنَ ذَلِكَ؟ قَالَ: سِتَّةُ أَمْيَالٍ أَوْ سَبْعَةٌ. وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضَمَّرْ، فَأَرْسَلَهَا مِنْ ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ، وَكَانَ أَمَدُهَا مَسْجِدُ بَنِي زُرَيْقٍ. قُلْتُ فَكَمْ بَيْنَ ذَلِكَ؟ قَالَ: مِيْلٌ أَوْ نَحْوُهُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ مِمَّنْ سَابَقَ فِيْهَا)).

(۸۸) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے معاویہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابو اسحاق نے' ان سے موسیٰ بن عقبہ نے' ان سے نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے ان گھوڑوں کی دوڑ کرائی جنہیں تیار کیا گیا تھا۔ یہ دوڑ مقام حفیاء سے شروع کرائی اور ثنیۃ الوداع اس کی آخری حد تھی (ابو اسحاق راوی نے بیان کیا کہ) میں نے ابو موسیٰ سے پوچھا اس کا فاصلہ کتنا تھا؟ تو انہوں نے بتایا کہ چھ یا سات میل اور آنحضرتؐ نے ان گھوڑوں کی بھی دوڑ کرائی جنہیں تیار نہیں کیا گیا تھا۔ ایسے گھوڑوں کی دوڑ ثنیۃ الوداع سے شروع ہوئی اور حد مسجد بنی زریق تھی۔ میں نے پوچھا اس میں کتنا فاصلہ تھا؟ انہوں نے کہا کہ تقریباً ایک میل۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی دوڑ میں شرکت کرنے والوں میں تھے۔

حضرت امام بخاری کا مقصد باب یہ ہے کہ اضمار شدہ گھوڑوں کی دوڑ کی حد چھ یا سات میل ہے

جیسا کہ مقام حفیاء اور ثنیۃ الوداع کا فاصلہ ہے اور غیر اضمار شدہ کی حد تقریباً ایک میل جو ثنیۃ الوداع اور مسجد بنو زریق کی حد تھی۔ ایک متمدن حکومت کے لئے اس مشینی دور میں بھی گھوڑے کی بڑی اہمیت ہے۔ عربی نسل کے گھوڑے جو فوقیت رکھتے ہیں وہ محتاج تشریح نہیں۔ زمانہ رسالت میں گھوڑوں کو سدھانے کے لئے یہ مقابلہ کی دوڑ ہوا کرتی تھی مگر آج کل ریس کی دوڑ جو آج عام طور پر شہروں میں کرائی جاتی ہے اور گھوڑوں پر بڑی بڑی رقوم بطور جوئے بازی کے لگائی جاتی ہیں یہ کھلا ہوا جوا ہے جو شرعاً قطعاً حرام ہے اور کسی پر مخفی نہیں۔ صد افسوس کہ عام مسلمانوں نے آج کل حلال و حرام کی تمیز ختم کر دی ہے اور کتنے ہی مسلمان ان میں حصہ لیتے ہیں اور تباہ ہوتے ہیں۔ مختصر یہ کہ آج کل ریس کی گھوڑ دوڑ میں شرکت کرنا بالکل حرام ہے' اللہ ہر مسلمان کو اس تباہی سے بچائے آمین۔

٥٩- بَابُ نَاقَةِ النَّبِيِّ ﷺ

باب نبی کریم ﷺ کی اونٹنی کا بیان

قَالَ ابْنُ عُمَرَ أَرْدَفَ النَّبِيُّ ﷺ أُسَامَةَ عَلَى الْقَصْوَاءِ. وَقَالَ الْمِسْوَرُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَا خَلَأَتِ الْقَصْوَاءُ)).

ہم سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو قصواء (نامی اونٹنی) پر اپنے پیچھے بٹھایا تھا۔ مسور بن مخرمہؓ نے کہا نبی کریم ﷺ نے فرمایا قصواء نے سرکشی نہیں کی ہے۔

یہ صلح حدیبیہ کے موقع پر' جبکہ ثنیۃ الوداع پر آپ پہنچے تھے اور آپ کی یہ اونٹنی قصواء نامی بیٹھ گئی تھی' آپؐ نے فرمایا تھا کہ اس اونٹنی کی بیٹھنے کی عادت نہیں ہے لیکن آج اسے اس اللہ نے بٹھا دیا ہے جس نے کسی زمانہ میں ہاتھی والوں کو مکہ پر چڑھائی کرنے سے ہاتھی کو بٹھا دیا تھا۔ آپؐ نے پھر فرمایا کہ قسم اللہ کی کہ مکہ والے حرم کی تعظیم سے متعلق جو بھی شرط پیش کریں گے تو میں اسے منظور کر لوں گا۔ پھر آپ نے اس اونٹنی کو ڈانٹا اور وہ اٹھ کر چلنے لگی۔

یہ حدیث اس سے قبل باب الشروط فی الجہاد میں گزر چکی ہے' ہجرت نبوی کے وقت بھی یہی اونٹنی آپؐ کی سواری میں تھی۔ جوہری نے کہا کہ قصواء وہ اونٹنی جس کے کان کٹے ہوئے ہوں اور عضباء جس کے کان چیر دیئے گئے ہوں۔ آنحضرت ﷺ کی اونٹنی میں یہ ہر دو عیب نہیں تھے۔ صرف ان لقبوں سے اس کو ملقب کر دیا گیا تھا (کرمانی)

٨٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا

(٨٩) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق ابراہیم نے بیان کیا' ان سے حمید نے

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: ((كَانَتْ نَاقَةُ النَّبِيِّ ﷺ يُقَالُ لَهَا الْعَضْبَاءُ)).

بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی اونٹنی کا نام عضباء تھا۔

مؤرخین اسلام اس بارے میں متفق نہیں ہیں کہ قصواء' جدعاء اور عضباء یہ آنحضرت ﷺ کی تین اونٹنیوں کے نام تھے یا اونٹنی صرف ایک تھی اور نام اس کے تین تھے۔ مسور بن مخرمہ والی تعلیق کو ابوداؤد نے وصل کیا ہے۔ کہتے ہیں قصواء اور عضباء ایک ہی اونٹنی کے نام تھے اور اسی کا نام جدعاء بھی تھا اور شہباء بھی۔ وحی اترنے کے وقت آپ کو یہی اونٹنی سنبھالتی اور کوئی اونٹنی نہ اٹھا سکتی تھی' اس کے سوا آپؐ کی اور بھی کئی اونٹنیاں تھیں۔

۹۰ - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ نَاقَةٌ تُسَمَّى الْعَضْبَاءَ لاَ تُسْبَقُ - قَالَ حُمَيْدٌ: أَوْ لاَ تَكَادُ تُسْبَقُ - فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ عَلَى قَعُودٍ فَسَبَقَهَا، فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ حَتَّى عَرَفَهُ فَقَالَ: حَقٌّ عَلَى اللهِ أَنْ لاَ يَرْتَفِعَ شَيْءٌ مِنَ الدُّنْيَا إِلاَّ وَضَعَهُ)). طَوَّلَهُ مُوسَى عَنْ حَمَّادٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

(۹۰) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے بیان کیا' ان سے حمید نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کی ایک اونٹنی تھی جس کا نام عضباء تھا۔ کوئی اونٹنی اس سے آگے نہیں بڑھتی تھی یا حمید نے یوں کہا وہ پیچھے رہ جانے کے قریب نہ ہوتی• پھر ایک دیہاتی ایک نوجوان اور قوی اونٹ پر سوار ہو کر آیا اور آنحضرت ﷺ کی اونٹنی سے اس کا اونٹ آگے نکل گیا۔ مسلمانوں پر یہ بڑا شاق گزرا لیکن جب نبی کریم ﷺ کو اس کا علم ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ دنیا میں جو چیز بھی بلند ہوتی ہے (کبھی کبھی) اسے وہ گراتا بھی ہے۔ موسیٰ نے حماد سے اس کی روایت طول کے ساتھ کی ہے' حماد نے ثابت سے' انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔

اس حدیث سے بہت سے مسائل پر روشنی پڑتی ہے۔ اونٹ' گھوڑے کا نام رکھنا' ان میں دوڑ کرانا اور بطور قاعدہ کلیہ یہ کہ دنیا میں بڑھنے والی اور مغرور ہونے والی طاقتوں کو اللہ ضرور ایک نہ

ایک دن نیچا دکھاتا ہے۔ اس حدیث سے یہ ساری باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

٦٠- بَغْلَةِ النَّبِيِّ ﷺ الْبَيْضَاءِ

باب نبی کریم ﷺ کے سفید خچر کا بیان

قَالَهُ أَنَسٌ وَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: أَهْدَى مَلِكُ أَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ ﷺ بَغْلَةً بَيْضَاءَ.

اس کا ذکر انس رضی اللہ عنہ نے اپنی حدیث میں کیا اور ابو حمید ساعدی نے کہا کہ ایلہ کے بادشاہ نے نبی کریم ﷺ کو ایک سفید خچر تحفہ میں بھجوایا تھا۔

٩١- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الْحَارِثِ قَالَ: ((مَا تَرَكَ النَّبِيُّ ﷺ إِلاَّ بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسِلاَحَهُ، وَأَرْضًا تَرَكَهَا صَدَقَةً)).

(۹۱) ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ابو اسحاق نے بیان کیا' کہا کہ میں نے عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سوا اپنے سفید خچر کے اور اپنے ہتھیار اور اس زمین کے جو آپ نے خیرات کردی تھی اور کوئی چیز نہیں چھوڑی تھی۔

تشریح یہی خچر ہے جو دلدل کے نام سے مشہور ہوا۔ آپ کی وفات کے بعد بھی یہ خچر زندہ رہا تھا۔ زمین کیا تھی فدک کا آدھا حصہ' وادی القریٰ کا تہائی حصہ' خیبر کی خمس میں سے آپ کا حصہ اور بنی نضیر میں سے جو آپ نے چن لی تھی۔ ان ہی چیزوں کو حضرت فاطمہ زہراء نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ان کی خلافت کے زمانہ میں مانگا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سنائی کہ آنحضرت ﷺ فرما چکے ہیں ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا [1] جو ہم چھوڑ جائیں ہمارے بعد وہ

---

[1] شیعہ حضرات کی معتبر کتاب اصول کافی باب ثواب العالم و المتعلم ۱/ ۳۴ میں لکھا ہے کہ ((وان العلماء ورثة الانبیاء ان الانبیاء لم یورثوا دیناراً ولا درهمًا ولکن ورثوا العلم فمن اخذ منه اخذ بحظ وافر" بے شک علماء انبیاء کے جانشین ہیں انبیاء کی وراثت درہم و دینار کی نہیں ہوتی بلکہ ان کی وراثت علمی ہوتی ہے جس نے اس علم سے کچھ حاصل کرلیا اس نے وافر حصہ لے لیا۔ اسی طرح یہی روایت شیعہ حضرات کی معتبر کتب امالی صدوق ص ۶۰ اور قرب الاسناد ص ۴۴ میں بھی موجود ہے۔ للذا شیعہ حضرات کا اس مسئلہ کو باعث نزاع بنانا اپنے مذہب کی امہات الکتاب کے خلاف ہے۔ (ابوالحسن)

خیرات ہے۔ آپؐ کا حقیقی ورثہ علوم کتاب و سنت کا لافانی خزانہ ہے جس کے حاصل کرنے کی عام اجازت ہی نہیں بلکہ تاکید شدید ہے۔ اسی لئے علمائے اسلام کو مجازی طور پر آپؐ کے خلفاء سے موسوم کیا گیا ہے جن کے لئے آپؐ نے دعائیں بھی پیش فرمائی ہیں۔ اللہ پاک اس مقدس کتاب بخاری شریف پڑھنے پڑھانے والوں کا شمار اسی جماعت میں کر لے (آمین)

٩٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا أَبَا عُمَارَةَ وَلَّيْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ، قَالَ: لاَ وَاللهِ مَا وَلَّى النَّبِيُّ ﷺ، وَلَكِنْ وَلَّى سَرْعَانُ النَّاسِ، فَلَقِيَهُمْ هَوَازِنُ بِالنَّبْلِ وَالنَّبِيُّ ﷺ عَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ، وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ آخِذٌ بِلِجَامِهَا وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((أَنَا النَّبِيُّ لاَ كَذِبْ، أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ)).

(۹۲) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا' ان سے سفیان ثوری نے بیان کیا کہ مجھ سے ابو اسحاق نے بیان کیا براء بن عازبؓ سے کہ ان سے ایک شخص نے پوچھا اے ابو عمارہ! کیا آپ لوگوں نے حنین کی لڑائی میں پیٹھ پھیرلی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں خدا گواہ ہے نبی کریم ﷺ نے پیٹھ نہیں پھیری تھی البتہ جلد باز لوگ بھاگ پڑے تھے (اور وہ لوٹ میں لگ گئے تھے) قبیلہ ہوازن نے ان پر تیر برسانے شروع کر دیئے لیکن نبی کریم ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار تھے اور ابو سفیان بن حارث اس کی لگام تھامے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ فرمارہے تھے کہ میں نبی ہوں جس میں جھوٹ کا کوئی دخل نہیں۔ میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں۔

اس میں آنحضرت ﷺ کے سفید خچر کا ذکر ہے' اسی لئے حضرت مجتہد مطلق امام بخاریؒ اس حدیث کو یہاں لائے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاد میں مناسب طور پر آباء و اجداد کی بہادری کا ذکر کیا جا سکتا ہے۔ جنگ حنین ماہ شوال ۸ھ میں قبائل ہوازن و ثقیف کے جارحانہ حملوں کی مدافعت کے لئے لڑی گئی تھی۔ دشمنوں کی تعداد چار ہزار کے قریب تھی اور اسلامی لشکر بارہ ہزار پر مشتمل تھا اور اسی کثرت تعداد کے گھمنڈ میں لشکر اسلام مراحل حزم و احتیاط سے غافل ہو گیا تھا جس کی پاداش فرار کی صورت میں بھگتنی پڑی' بعد میں جلد ہی مسلمان سنبھل گئے اور آخر میں مسلمانوں کی ہی فتح ہوئی۔ مزید تفصیل اپنے مقام پر آئے گی۔

٦١- بَابُ جِهَادِ النِّسَاءِ

باب عورتوں کا جہاد کیا ہے

٩٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ ((جِهَادُكُنَّ الْحَجُّ)).

وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بِهٰذَا.

(۹۳) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی' انہیں معاویہ بن اسحاق نے' انہیں عائشہ بنت طلحہ نے اور ان سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے جہاد کی اجازت چاہی تو آپؐ نے فرمایا کہ تمہارا جہاد حج ہے اور عبداللہ بن ولید نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا اور ان سے معاویہ نے یہی حدیث نقل کی۔

یہ امام وقت کی بصیرت پر موقوف ہے کہ وہ جنگی کوائف کی بنا پر عورتوں کی شرکت ضروری سمجھتا ہے یا نہیں۔ اگر کوئی مسلمان عورت جہاد میں نہ شریک ہو سکے بلکہ وہ حج ہی کر سکتی ہے تو اس سفر میں اس کے لئے بھی اس کو جہاد ہی کا ثواب ملے گا۔

٩٤- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بِهٰذَا. وَعَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ سَأَلَهُ نِسَاؤُهُ عَنِ الْجِهَادِ فَقَالَ: ((نِعْمَ الْجِهَادُ الْحَجُّ)).

(۹۴) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا اور ان سے معاویہ نے یہی حدیث اور ابو سفیان نے حبیب بن ابی عمرہ سے یہی روایت کی جو عائشہ بنت طلحہ سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطہ سے ہے کہ نبی کریم ﷺ سے آپؐ کی ازواج مطہرات نے جہاد کی اجازت مانگی تو آپؐ نے فرمایا کہ حج بہت ہی عمدہ جہاد ہے۔

سفر حج عورتوں کے لئے جہاد سے کم نہیں ہے مگر خود جہاد میں بھی عورتوں کی شرکت ثابت ہے بلکہ بحری جہاد کے لئے ایک مسلمان خاتون کے لئے آنحضرت ﷺ کی پیش گوئی موجود ہے جس کے پیش نظر مجتہد مطلق حضرت امام بخاریؒ نے نیچے عورتوں کا بحری جہاد میں شریک ہونے کا باب منعقد

فرمایا۔

٦٢- بَابُ غَزْوِ الْمَرْأَةِ فِي الْبَحْرِ

٩٥، ٩٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الأَنْصَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ ((دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى ابْنَةِ مَلْحَانَ فَاتَّكَأَ عِنْدَهَا، ثُمَّ ضَحِكَ، فَقَالَتْ: لَمْ تَضْحَكُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ: ((نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي يَرْكَبُونَ الْبَحْرَ الأَخْضَرَ فِي سَبِيلِ اللهِ، مَثَلُهُمْ مَثَلُ الْمُلُوكِ عَلَى الأَسِرَّةِ)). قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ، ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: ((اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا مِنْهُمْ)). ثُمَّ عَادَ فَضَحِكَ، فَقَالَتْ لَهُ مِثْلَ -أَوْ مِمَّ- ذَلِكَ، فَقَالَ لَهَا مِثْلَ ذَلِكَ فَقَالَتْ ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: ((أَنْتِ مِنَ الأَوَّلِينَ وَلَسْتِ مِنَ الآخِرِينَ)) قَالَ

باب دریا میں سوار ہو کر عورت کا جہاد کرنا

(۹۵'۹۶) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے' ہم سے ابو اسحاق نے ان سے عبداللہ بن عبدالرحمٰن انصاری نے بیان کیا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے گئے اور ان کے یہاں تکیہ لگا کر سو گئے پھر آپؐ (اٹھے تو) مسکرا رہے تھے۔ ام حرام نے پوچھا یا رسول اللہ! آپؐ کیوں ہنس رہے تھے؟ آپؐ نے جواب دیا کہ میری امت کے کچھ لوگ اللہ کے راستے میں سبز سمندر پر سوار ہو رہے ہیں ان کی مثال (دنیا یا آخرت میں) تخت پر بیٹھے ہوئے بادشاہوں کی سی ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا فرما دیجئے کہ اللہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپؐ نے دعا کی اے اللہ! انہیں بھی ان لوگوں میں سے کر دے۔ پھر دوبارہ آپؐ لیٹے اور (اٹھے) تو مسکرا رہے تھے۔ انہوں نے اس مرتبہ بھی آپؐ سے وہی سوال کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلی ہی وجہ بتائی۔ انہوں نے پھر عرض کیا آپؐ دعا کر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم سب سے پہلے لشکر میں شریک

أَنسٌ فَتَزَوَّجَتْ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ مَعَ بِنْتِ قَرَظَةَ، فَلَمَّا قَفَلَتْ رَكِبَتْ دَابَّتَهَا، فَوَقَصَتْ بِهَا، فَسَقَطَتْ عَنْهَا فَمَاتَتْ)).

ہو گی اور یہ کہ بعد والوں میں تمہاری شرکت نہیں ہے۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر انہوں نے (ام حرام نے) عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح کر لیا اور بنت قرظہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کے ساتھ انہوں نے دریا کا سفر کیا۔ پھر جب واپس ہوئیں اور اپنی سواری پر چڑھیں تو اس نے ان کی گردن توڑ ڈالی۔ وہ اس سواری سے گر گئیں اور ان کی وفات ہوئی۔

تشریح: یہ نکاح کا معاملہ دوسری روایت کے خلاف پڑتا ہے' جس میں یہ ہے کہ اسی وقت عبادہ بن صامت کے نکاح میں تھیں۔ شاید انہوں نے طلاق دے دی ہو گی' بعد میں ان سے نکاح ثانی کیا ہو گا۔ یہ اس جنگ کا ذکر ہے جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سب سے پہلا سمندری بیڑہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین کی اجازت سے تیار کیا اور رجب ۲۸ ہجری میں قبرص پر چڑھائی کی۔ یہ مسلمانوں کی سب سے پہلی بحری جنگ تھی۔ اس میں ام حرام رضی اللہ عنہا شریک ہوئیں اور شہادت بھی پائی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کا نام فاختہ تھا اور وہ بھی آپ کے ساتھ اس میں شریک تھیں۔

٦٣- بَابُ حَمْلِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ فِي الْغَزْوِ دُونَ بَعْضِ نِسَائِهِ

باب آدمی جہاد میں اپنی ایک بیوی کو لے جائے ایک کو نہ لے جائے (یہ درست ہے)

٩٧- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنِ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ

(۹۷) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبداللہ بن عمر نمیری نے' انہوں نے کہا ہم سے یونس بن یزید ایلی نے بیان کیا' انہوں نے کہا میں نے ابن شہاب زہری سے سنا' کہا کہ میں نے عروہ بن زبیر' سعید بن مسیب' علقمہ بن وقاص اور عبیداللہ بن عبداللہ سے

وَعُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ، كُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيثِ قَالَتْ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَأَيَّتُهُنَّ يَخْرُجُ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ. فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا، فَخَرَجَ فِيهَا سَهْمِي، فَخَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ)).

عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سنی' ان چاروں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث مجھ سے تھوڑی تھوڑی بیان کی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ باہر تشریف لے جانا چاہتے (جہاد کے لئے) تو اپنی ازواج میں قرعہ ڈالتے اور جس کا نام نکل آتا انہیں آپؐ اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ ایک غزوہ کے موقع پر آپؐ نے ہمارے درمیان قرعہ اندازی کی تو اس مرتبہ میرا نام آیا اور میں آنحضور ﷺ کے ساتھ گئی' یہ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد کا واقعہ ہے۔

معلوم ہوا کہ پردے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عورت بالکل گھر سے باہر نہ نکلے جیسے بعض جاہلوں نے سمجھ رکھا ہے بلکہ شرعی پردے کے ساتھ عورت ضروریات کے لئے گھر سے باہر بھی نکل سکتی ہے' خاص طور پر جہادوں میں شرکت کر سکتی ہے جیسا کہ متعدد روایات میں اس کا ذکر موجود ہے۔

٦٤- بَابُ غَزْوِ النِّسَاءِ وَقِتَالِهِنَّ مَعَ الرِّجَالِ

باب عورتوں کا جنگ کرنا اور مردوں کے ساتھ لڑائی میں شرکت کرنا

٩٨- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ: وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ وَأُمَّ سُلَيْمٍ وَإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ أَرَى خَدَمَ سُوقِهِمَا تَنْقُزَانِ الْقِرَبَ - وَقَالَ غَيْرُهُ:

(۹۸) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ احد کی لڑائی کے موقع پر مسلمان نبی کریم ﷺ کے پاس سے جدا ہو گئے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عائشہ بنت ابی بکر اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ یہ اپنے ازار سمیٹے ہوئے تھیں اور پانی کے مشکیزے چھلکاتی ہوئی لئے جا رہی تھیں اور ابو معمر کے علاوہ جعفر بن مہران نے بیان کیا کہ مشکیزے کو

تنقلان القِرَبَ - عَلَى مُتُونِهِمَا ثُمَّ تفرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوم، ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلآنِهَا ثُمَّ تَجِيئَانِ فَتُفرِغَانِهَا فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ)).

اپنی پشت پر ادھر سے ادھر جلدی جلدی لئے پھرتی تھیں اور قوم کو اس میں سے پانی پلاتی تھیں' پھر واپس آتی تھیں اور مشکیزوں کو بھر کر لے جاتی تھیں اور قوم کو پلاتی تھیں' میں ان کے پاؤں کی پازیبیں دیکھ رہا تھا۔

تشریح زندہ قوموں کی عورتوں میں بھی جذبہ آزادی بدرجہ اتم موجود ہوتا ہے جس کے سہارے وہ بعض دفعہ میدان جنگ میں ایسے کارہائے نمایاں کر گزرتی ہیں کہ ان کو دیکھ کر ساری دنیا حیرت زدہ ہو جاتی ہے جیسا کہ آج کل یہودیوں کے خلاف مجاہدین فلسطین بہت سے مسلمانوں کے مجاہدانہ کارناموں کی شہرت ہے۔ حضرت ام سلیم مشہور صحابیہ ملحان کی بیٹی ہیں جو مالک بن نضر کے نکاح میں تھیں۔ ان ہی کے بطن سے مشہور صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ مالک بن نضر حالت کفر ہی میں وفات پا گئے تھے۔ بعد میں ان کا نکاح ابو طلحہ سے ہوا۔ ان سے بہت سے صحابہ نے احادیث روایت کی ہیں۔

٦٥- بَابُ حَمْلِ النِّسَاءِ الْقِرَبَ إِلَى النَّاسِ فِي الْغَزْوِ

باب جہاد میں عورتوں کا مردوں کے پاس مشکیزہ اٹھا کر لے جانا

٩٩- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ثَعْلَبَةُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ: ((أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَسَمَ مُرُوطًا بَيْنَ نِسَاءِ مِنْ نِسَاءِ الْمَدِيْنَةِ، فَبَقِيَ مِرْطٌ جَيِّدٌ، فَقَالَ لَهُ بَعْضُ مَنْ عِنْدَهُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَعْطِ هَذَا ابْنَةَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ الَّتِي عِنْدَكَ - يُرِيْدُوْنَ أُمَّ كَلْثُومِ بِنْتَ عَلِيٍّ -

(۹۹) ہم سے عبدان نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' کہا ہم کو یونس نے خبر دی' انہیں ابن شہاب نے' ان سے ثعلبہ بن ابی مالک نے کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی خواتین میں کچھ چادریں تقسیم کیں۔ ایک نئی چادر بچ گئی تو بعض حضرات نے جو آپ کے پاس ہی تھے کہا یا امیرالمؤمنین! یہ چادر رسول اللہ ﷺ کی نواسی کو دے دیجئے' جو آپ کے گھر میں ہیں۔ ان کی مراد ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا سے تھی لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ام سلیط رضی اللہ عنہا اس کی زیادہ مستحق

فَقَالَ عُمَرُ: أُمُّ سَلِيْطٍ أَحَقُّ. وَأُمُّ سَلِيْطٍ مِنْ نِسَاءِ الأَنْصَارِ مِمَّنْ بَايَعَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ، قَالَ عُمَرُ: فَإِنَّهَا كَانَتْ تَزْفِرُ لَنَا الْقِرَبَ يَوْمَ أُحُدٍ)) قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: تَزْفِرُ تَخِيْطُ.

ہیں۔ یہ ام سلیط رضی اللہ عنہا ان انصاری خواتین میں سے تھیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ احد کی لڑائی کے موقع پر ہمارے لئے مشکیزے اٹھا کر لاتی تھیں۔ ابو عبداللہ (امام بخاری رحمہ اللہ) نے کہا لفظ تزفر کا معنی یہ ہے کہ سیتی تھی۔

تشریح تزفر کا معنی سینے سے کرنا صحیح نہیں ہے' صحیح معنی یہ ہے کہ اٹھا کر لاتی تھی۔ قسطلانی نے کہا امام بخاریؒ نے یہ معنی ابو صالح کاتب لیث کی پیروی میں نقل کر دیا۔ حضرت عمرؓ کا عدل و انصاف یہاں سے معلوم کرنا چاہئے۔ یہ چادر آپ اپنی بیوی ام کلثوم ❶ کو دے دیتے مگر صرف اس خیال سے نہ دی کہ وہ ان کی بیوی تھیں اور غیر کو جس کا حق زیادہ تھا مقدم کیا۔ انصاف کا تقاضا بھی یہی ہے۔

٦٦- بَابُ مُدَاوَاةِ النِّسَاءِ الْجَرْحَى فِي الْغَزْوِ

باب جہاد میں عورتیں زخمیوں کی مرہم پٹی کر سکتی ہیں

١٠٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنِ

(۱۰۰) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے بشر بن مفضل نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد بن ذکوان نے بیان کیا' ان سے ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا نے بیان

---

❶ معلوم ہوا کہ علی رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان باہمی محبت و مودت بدرجہ اتم موجود تھی اگر ایسی صورتحال نہ ہوتی تو علی رضی اللہ عنہ اپنی پیاری بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں نہ دیتے۔

شیعہ حضرات کی معتبر کتاب فروع کافی باب تزویج ام کلثوم کتاب النکاح ۵ / ۳۴۶ میں لکھا ہے کہ امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ ام کلثوم کے نکاح کے بارے سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا یہ ایک رشتہ تھا جو ہم سے چھین لیا گیا حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ اس رشتہ کا چھن جانا تو شجاعت حیدری کے بھی خلاف ہے۔ ام کلثوم بنت علی کے نکاح کے متعلق شیعہ حضرات کی درج ذیل کتب ملاحظہ ہوں فروع کافی ٦ / ۱۱۵' ۱۱٦' تہذیب الاحکام' ۸ / ۱٦۱ الاستبصار ۳ / ۳۵۲ اور شرائع الاسلام عمدۃ الطالب ص ٦۳ منتہی الآمال ۱ / ۱۸٦ اعلام الوریٰ / ۲۰۴ صافی شرح اصول کافی ۳ / ۲۹۲ تاریخ یعقوبی ۲ / ۱۳۹ وغیرہ (ابوالحسن)

الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ: ((كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ نَسْقِي، وَنُدَاوِي الْجَرْحَى، وَنَرُدُّ الْقَتْلَى إِلَى الْمَدِينَةِ)).

کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ (غزوہ میں) شریک ہوتے تھے' مسلمان فوجیوں کو پانی پلاتے تھے' زخمیوں کی مرہم پٹی کرتے تھے اور جو لوگ شہید ہو جاتے انہیں مدینہ اٹھا کر لاتے تھے۔

خلاصہ یہ کہ جہاد کے مواقع پر عورتیں گھر کا ٹاٹ بن کر بیٹھی نہیں رہتی تھیں بلکہ سرفروشانہ خدمات انجام دیتی تھیں۔

٦٧- بَابُ رَدِّ النِّسَاءِ الْجَرْحَى وَالْقَتْلَى

باب زخمیوں اور شہیدوں کو عورتیں لے کر جا سکتی ہیں

١٠١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ: ((كُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ ﷺ نَسْقِي الْقَوْمَ وَنَخْدِمُهُمْ، وَنَرُدُّ الْقَتْلَى وَالْجَرْحَى إِلَى الْمَدِينَةِ)).

(۱۰۱) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے بشر بن مفضل بیان کیا' ان سے خالد بن ذکوان نے اور ان سے ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے تھے' مجاہد مسلمانوں کو پانی پلاتے' ان کی خدمت کرتے اور زخمیوں اور شہیدوں کو اٹھا کر مدینہ لے جاتے تھے۔

اس سے بھی عورتوں کا جہاد میں شریک ہونا ثابت ہوا۔

٦٨- بَابُ نَزْعِ السَّهْمِ مِنَ الْبَدَنِ

باب (مجاہدین کے) جسم سے تیر کا کھینچ کر نکالنا

١٠٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رُمِيَ أَبُو عَامِرٍ فِي رُكْبَتِهِ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ،

(۱۰۲) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' ان سے یزید بن عبداللہ نے اور ان سے ابو بردہ نے' ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو عامر رضی اللہ عنہ کے گھٹنے میں تیر لگا تو میں ان کے پاس پہنچا۔ انہوں نے فرمایا

قَالَ: انْزِعْ هَذَا السَّهْمَ، فَنَزَعْتُهُ، فَنَزَا مِنْهُ الْمَاءُ، فَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ)).

کہ اس تیر کو کھینچ کر نکال لو۔ میں نے کھینچ لیا تو اس سے خون بہنے لگا۔ پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ کو اس حادثہ کی اطلاع دی تو آپؐ نے (ان کے لئے) دعا فرمائی کہ اے اللہ! عبید ابو عامر کی مغفرت فرمائیو۔

آلات جراحی جو آج کل وجود میں آ چکے ہیں' اس وقت نہ تھے۔ اس لئے زخمیوں کے جسموں میں پیوستہ تیر ہاتھوں ہی سے نکالے جاتے تھے۔ ابو عامرؓ ایسے ہی مجاہد ہیں جو تیر سے گھائل ہو کر جام شہادت نوش فرما گئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے بطور اظہار افسوس ان کا نام لیا اور ان کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ ابو عامر ابو موسیٰ اشعری کے چچا تھے۔ جنگ اوطاس میں یہ واقعہ پیش آیا تھا۔

٦٩- بَابُ الْحِرَاسَةِ فِي الْغَزْوِ فِي سَبِيْلِ اللهِ

باب اللہ کے راستے میں جہاد میں پہرہ دینا کیسا ہے؟

١٠٣- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَقُوْلُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ سَهِرَ، فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ قَالَ: ((لَيْتَ رَجُلاً مِنْ أَصْحَابِي صَالِحاً يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ))، إِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ سِلَاحٍ، فَقَالَ: ((مَنْ هَذَا؟)) فَقَالَ: أَنَا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ جِئْتُ لأَحْرُسَكَ. ((وَنَامَ النَّبِيُّ ﷺ)).

(۱۰۳) ہم سے اسماعیل بن خلیل نے بیان کیا' کہا ہم کو علی بن مسہر نے خبر دی' کہا ہم کو یحییٰ بن سعید نے خبر دی' کہا ہم کو عبداللہ بن ربیعہ بن عامر نے خبر دی' کہا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا' آپ بیان کرتی تھیں کہ نبی کریم ﷺ نے (ایک رات) بیداری میں گزاری' مدینہ پہنچنے کے بعد آپؐ نے فرمایا' کاش! میرے اصحاب میں سے کوئی نیک مرد ایسا ہوتا جو رات بھر ہمارا پہرہ دیتا! ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ ہم نے ہتھیار کی جھنکار سنی۔ آنحضرتؐ نے دریافت فرمایا یہ کون صاحب ہیں؟ کہا میں ہوں سعد بن ابی وقاص' آپ کا پہرہ دینے کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ پھر نبی کریم ﷺ خوش ہوئے۔ ان کیلئے دعا فرمائی اور آپ سو گئے۔

تشریح دوسری روایت میں ہے یہاں تک کہ آپؐ کے خراٹے کی آواز سنی۔ امام ترمذی ❶ نے حضرت عائشہؓ سے اس حدیث کو روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ چوکی پہرہ رکھتے تھے' جب یہ آیت اتری ﴿ واللہ یعصمک من الناس ﴾ (المائدہ: ٦٧) (اللہ آپؐ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا) تو آپؐ نے چوکی پہرہ اٹھا دیا۔ حاکم ❷ اور ابن ماجہ نے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ جہاد میں ایک رات چوکی پہرہ دینا ہزار راتوں کی عبادت اور ہزار دنوں کے روزہ سے زیادہ ثواب رکھتا ہے۔

١٠٤- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا أَبُوبَكْرٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ

(۱۰۴) ہم سے یحییٰ بن یوسف نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو ابو بکر نے خبر دی' انہوں نے ابو حصین سے' انہوں نے ابو صالح سے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' اشرفی کا بندہ' روپے کا

---

❶ ترمذی کتاب التفسیر باب و من سورۃ المائدہ (۳۰۵۷) مستدرک حاکم ۲ / ۳۱۳' اسے امام حاکم اور امام ذہبی رحمہما اللہ نے صحیح کہا ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں و اسنادہ حسن۔ اس کی سند حسن ہے (فتح الباری ٦ / ۸۲)

❷ مستدرک حاکم ۲ / ۸۱ ابن ماجہ (۲۷٦٦) مسند احمد ۱ / ٦۵ حلیۃ الاولیاء ٦ / ۲۱۵ النکت الظراف لابن حجر ۷ / ۲٦۰ میں مسند اسحاق بن راھویہ کے حوالے سے اور طبرانی کبیر ۱ / ۴۸ میں یہ حدیث موجود ہے لیکن اس کی سند میں مصعب بن ثابت ہے جسے امام یحییٰ بن معین' امام احمد' امام ابو حاتم اور حافظ ابن حجر وغیرھم نے ضعیف قرار دیا ہے ملاحظہ ہو تہذیب و تقریب۔ اس کی سند کو امام حاکم و امام ذہبی کا مسلم کی شرط پر صحیح قرار دینا وہم ہے اس لیے کہ مصعب بن ثابت کی کوئی روایت امام مسلم اپنی صحیح میں نہیں لائے بلکہ خود امام ذہبی نے المغنی فی الضعفاء (٦۲٦۲) اور دیوان الضعفاء و المتروکین (۳۸۸) میں نقل کر کے اس کا ضعف واضح کیا ہے۔ دوسری علت یہ ہے کہ اس روایت کو مصعب اپنے دادا عبداللہ بن زبیر سے نقل کرتا ہے حالانکہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ۷۳ھ میں شہید کر دیئے گئے تقریب / ۱۷۳ اور مصعب کی وفات ۱۵۷ھ میں ہوئی اور وفات کے وقت عمر ۷۳ سال تھی۔ اس لحاظ سے اس کی تاریخ پیدائش ۸۴ھ میں ہوئی۔ للذا اس کی ملاقات عبداللہ بن زبیر سے کیسے ہو سکتی ہے۔ یہ ان کی شہادت کے تقریباً گیارہ سال بعد میں پیدا ہوا اسی لیے امام مزی نے تہذیب الکمال میں لکھا ہے کہ اس کی روایت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے مرسل ہے۔ واللہ اعلم اور ابن ماجہ کی سند میں عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم بھی ضعیف راوی ہے تقریب / ۲۰۳ (ابوالحسن)

وَالدِّرْهَمِ وَالْقَطِيْفَةِ وَالْخَمِيْصَةِ إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ)) لَمْ يَرْفَعْهُ إِسْرَائِيْلُ وَمُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ أَبِي حَصِيْنٍ.

١٠٥- وَزَادَنَا عَمْرٌو قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ وَعَبْدُ الْخَمِيْصَةِ: إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ، تَعِسَ وَانْتَكَسَ، وَإِذَا شِيْكَ فَلَا انْتَقَشَ. طُوبَى لِعَبْدٍ آخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيْلِ اللهِ، أَشْعَثَ رَأْسُهُ مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ، إِنْ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ، وَ إِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ. إِنِ اسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، وَإِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ)).

بندہ' چادر کا بندہ' کمبل کا بندہ ہلاک ہوا کہ اگر اسے کچھ دے دیا جائے تب تو خوش ہو جاتا ہے اور اگر نہیں دیا جائے تو ناراض ہو جاتا ہے' اس حدیث کو اسرائیل اور محمد بن جحادہ نے ابو حصین سے مرفوع نہیں کیا۔

(۱۰۵) اور عمرو بن مرزوق نے ہم سے بڑھا کر بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار نے خبر دی' وہ اپنے باپ سے' وہ ابو صالح سے' وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے' وہ آنحضرت ﷺ سے' آپؐ نے فرمایا اشرفی کا بندہ اور روپے کا بندہ اور کمبل کا بندہ تباہ ہوا' اگر اس کو کچھ دیا جائے تب تو خوش اور اگر نہ دیا جائے تو غصے ہو جائے' ایسا شخص تباہ سرنگوں ہوا۔ اس کو کانٹا لگے تو خدا کرے پھر نہ نکلے۔ مبارک وہ بندہ جو اللہ کے راستے میں اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہے' اس کے سر کے بال پراگندہ ہیں اور اس کے قدم گرد و غبار سے اٹے ہوئے ہیں' اگر اسے چوکی پہرے پر لگا دیا جائے تو وہ اپنے اس کام میں پوری تندہی سے لگا رہے اور اگر لشکر کے پیچھے لگا دیا جائے تو اس میں بھی پوری تندہی اور فرض شناسی سے لگا رہے (اتنا کم اہمیت والا ہو کہ) اگر وہ کسی سے ملاقات کی اجازت چاہے تو اسے اجازت بھی نہ ملے اور اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش بھی قبول نہ کی جائے' ابو

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: لَمْ يَرفَعْهُ إِسْرَائِيلُ وَمُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ. وَقَالَ: ((تَعْسًا))، فَكَأَنَّهُ يَقُولُ: فَأَتعَسَهُمُ اللهُ. ((طُوبَى)): فُعلى مِنْ كُلِّ شَيْءٍ طَيِّبٍ وَهِيَ يَاءٌ حُوِّلَت إِلَى الْوَاوِ، وَهِيَ مِنْ يَطِيْبُ.

عبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا کہ اسرائیل اور محمد بن جحادہ نے ابو حصین سے یہ روایت مرفوعاً نہیں بیان کی ہے اور کہا کہ قرآن مجید میں جو لفظ تعسًا آیا ہے گویا یوں کہنا چاہئے کہ ﴿ فاتعسهم الله ﴾ (اللہ انہیں گرائے ہلاک کرے) طوبیٰ "فعلٰی" کے وزن پر ہے ہر اچھی اور طیب چیز کے لئے۔ واؤ اصل میں یا تھا (طیبی) پھر یا کو واؤ سے بدل دیا گیا اور یہ طیب سے نکلا ہے۔

حدیث ہذا میں ایک غریب مخلص مرد مجاہد کے چوکی پہرہ دینے کا ذکر ہے' یہی باب سے وجہ مطابقت ہے' اللہ والے بزرگ ایسے ہی پوشیدہ غریب نامعلوم غیر مشہور بزرگ ہوتے ہیں جن کی دعائیں اللہ قبول کرتا ہے مگر یہ مقام ہر کسی کو نصیب نہیں ہے۔

٧٠- بَابُ فَضْلِ الْخِدْمَةِ فِي الْغَزْوِ

باب جہاد میں خدمت کرنے کی فضیلت کا بیان

١٠٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((صَحِبْتُ جَرِيْرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ فَكَانَ يَخْدُمُنِي وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْ أَنَسٍ. قَالَ جَرِيْرٌ: إِنِّي رَأَيْتُ الأَنْصَارَ يَصْنَعُونَ شَيْئًا لاَ أَجِدُ أَحَدًا مِنْهُمْ إِلاَّ أَكْرَمْتُهُ)).

(۱۰۶) ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے یونس بن عبید نے' ان سے ثابت بنانی نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا تو وہ میری خدمت کرتے تھے حالانکہ عمر میں وہ مجھ سے بڑے تھے' جریر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ہر وقت انصار کو ایک ایسا کام کرتے دیکھا کہ جب ان میں سے کوئی مجھے ملتا ہے تو میں اس کی تعظیم و اکرام کرتا ہوں۔

تشریح وہ بات یہ تھی کہ انصاری جناب رسول کریم ﷺ سے بہت محبت رکھتے اور آپؐ کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ معلوم ہوا جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھے اس کی

خدمت کرنا عین سعادت ہے۔ بہ ظاہر اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے' عینی [1] نے کہا مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ صحبت سفر میں ہوئی اور سفر عام ہے جو جہاد کے سفر کو بھی شامل ہے پس باب سے مطابقت ہو گئی۔

۱۰۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ بْنِ حَنْطَبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى خَيْبَرَ أَخْدُمُهُ، فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ رَاجِعًا وَبَدَا لَهُ أُحُدٌ قَالَ: ((هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ)). ثُمَّ أَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ قَالَ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا كَتَحْرِيمِ إِبْرَاهِيمَ مَكَّةَ، اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَمُدِّنَا)).

(۱۰۷) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا' ان سے مطلب بن حنطب کے مولیٰ عمرو بن ابی عمرو نے اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ بیان کرتے تھے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر گیا' میں آپ کی خدمت کیا کرتا تھا' پھر جب آپ واپس ہوئے اور احد پہاڑ دکھائی دیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ وہ پہاڑ ہے جس سے ہم محبت کرتے ہیں اور وہ ہم سے محبت کرتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے اپنے ہاتھ سے مدینہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اے اللہ! میں اس کے دونوں پتھریلے میدانوں کے درمیان کے خطے کو حرمت والا قرار دیتا ہوں' جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرمت والا شہر قرار دیا تھا' اے اللہ! ہمارے صاع اور ہمارے مد میں برکت عطا فرما۔

اس سے مدینہ شریف کی حرمت بھی ثابت ہوئی جیسا کہ مکہ شریف کی حرمت ہے' مدینہ کے لئے بھی حدود حرم متعین ہیں جن کے اندر وہ سارے کام ناجائز ہیں جو حرم مکہ میں ناجائز ہیں۔ اہلحدیث کا یہی مسلک ہے کہ مدینہ بھی مکہ ہی کی طرح حرام ہے۔ خیبر مدینہ سے شام کی جانب تین منزل پر ایک مقام ہے۔ یہ یہودیوں کی آبادی تھی۔ آنحضرت ﷺ کو حدیبیہ سے آئے ہوئے ایک ماہ سے کم ہی عرصہ ہوا تھا کہ آپ نے خیبر کے یہودیوں کی سازش کا حال سنا کہ وہ مدینہ پر حملہ کرنے

---

[1] عمدۃ القاری ۱۴/ ۱۷۳ یہ روایت صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب فی حسن صحبۃ الانصار رضی اللہ عنہم ۲/ ۱۹۵۱ (۲۵۱۳)

والے ہیں' ان ہی کی مدافعت کیلئے آپؐ نے پیش قدمی فرمائی اور اہل اسلام کو فتح مبین حاصل ہوئی۔

۱۰۸ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيعِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ مُوَرِّقٍ الْعِجْلِيِّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ أَكْثَرُنَا ظِلاًّ الَّذِي يَسْتَظِلُّ بِكِسَائِهِ، وَأَمَّا الَّذِينَ صَامُوا فَلَمْ يَعْمَلُوا شَيْئًا، وَأَمَّا الَّذِينَ أَفْطَرُوا فَبَعَثُوا الرِّكَابَ. وَامْتَهَنُوا وَعَالَجُوا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((ذَهَبَ الْمُفْطِرُونَ الْيَوْمَ بِالأَجْرِ)).

(۱۰۸) ہم سے سلیمان بن داؤد ابو الربیع نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل بن زکریا نے' ان سے عاصم بن سلیمان نے' ان سے مورق عجلی نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ (ایک سفر میں) تھے۔ کچھ صحابہ کرامؓ روزے سے تھے اور کچھ نے روزہ نہیں رکھا تھا۔ موسم گرمی کا تھا' ہم میں زیادہ بہتر سایہ جو کوئی کرتا' اپنا کمبل تان لیتا۔ خیر جو لوگ روزے سے تھے وہ کوئی کام نہ کر سکے تھے اور جن حضرات نے روزہ نہیں رکھا تھا تو انہوں نے ہی اونٹوں کو اٹھایا (پانی پلایا) اور روزہ داروں کی خوب خوب خدمت بھی کی۔ اور (دوسرے) کام کئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا آج اجر وثواب کو روزہ نہ رکھنے والے لوٹ کر لے گئے۔

تشریح یعنی روزہ داروں سے زیادہ ان کو ثواب ملا' معلوم ہوا کہ جہاد میں مجاہدین کی خدمت کرنا روزے سے زیادہ اجر رکھتا ہے۔ روزہ ایک انفرادی نیکی ہے مگر مجاہدین کی خدمت پوری ملت کی خدمت ہے' اس لئے اس کو بہرحال فوقیت حاصل ہے۔ حدیث کا مفہوم یہ بھی ہے کہ روزہ اگرچہ خیر محض ہے اور مخصوص و مقبول عبادت ہے پھر بھی سفر وغیرہ میں ایسے مواقع پر جبکہ اس کی وجہ سے دوسرے اہم کام رک جانے کا خطرہ ہو تو روزہ نہ رکھنا افضل ہے۔ جو واقعہ حدیث میں ہے اس میں بھی یہی صورت پیش آئی تھی کہ جو لوگ روزے سے تھے وہ کوئی کام تھکن اور بھوک وغیرہ کی وجہ سے نہ کر سکے لیکن بے روزہ داروں نے پوری توجہ سے تمام خدمات انجام دیں' اس لئے ان کا ثواب روزہ رکھنے والوں سے بھی بڑھ گیا۔

۷۱ - بَابُ فَضْلِ مَنْ حَمَلَ مَتَاعَ صَاحِبِهِ فِي السَّفَرِ

باب اس شخص کی فضیلت جس نے سفر میں اپنے ساتھی کا سامان اٹھا دیا

١٠٩- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كُلُّ سُلاَمَى عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ: يَعِيْنُ الرَّجُلَ فِي دَابَّتِهِ يُحَامِلُهُ عَلَيْهَا أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ، وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ، وَكُلُّ خَطْوَةٍ يَمْشِيْهَا إِلَى الصَّلاَةِ صَدَقَةٌ؛ وَدَلُّ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ)).

(۱۰۹) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' ان سے معمر نے' ان سے ہمام نے' ان سے ابو ہریرہؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا روزانہ انسان کے ہر ایک جوڑ پر صدقہ لازم ہے اور اگر کوئی شخص کسی کی سواری میں مدد کرے کہ اس کو سہارا دے کر اس کی سواری پر سوار کرا دے یا اس کا سامان اس پر اٹھا کر رکھ دے تو یہ بھی صدقہ ہے۔ اچھا اور پاک لفظ بھی (زبان سے نکالنا) صدقہ ہے۔ ہر قدم جو نماز کے لئے اٹھتا ہے وہ بھی صدقہ ہے اور (کسی مسافر کو) راستہ بتا دینا بھی صدقہ ہے۔

حدیث عام ہے مگر سفر جہاد کے مسافر خصوصیت سے یہاں مراد ہیں' اسی لئے حضرت امام رحمہ اللہ اس کو کتاب الجہاد میں لائے ہیں۔ کوئی بھائی اگر اس مبارک سفر میں تھک رہا ہے یا اس پر بوجھ زیادہ ہے تو اس کی امداد بڑا ہی درجہ رکھتی ہے۔ یوں ہر مسافر کی مدد بہت بڑا کار خیر ہے' مسافر کوئی بھی ہو۔ اسی طرح زبان سے ایسا لفظ نکالنا کہ سننے والے خوش ہو جائیں اور وہ کلمہ خیر ہی سے متعلق ہو تو ایسے الفاظ بھی صدقہ کی مد میں لکھے جاتے ہیں۔ قرآن مجید میں ایسے الفاظ کو اس صدقہ سے بہت ہی بہتر قرار دیا ہے جس صدقہ کی وجہ سے جس پر وہ صدقہ کیا گیا ہے اس کو سن کر تکلیف ہو' اسی لئے ہر مسلمان مومن کا فرض ہے کہ یا تو کلمۂ خیر زبان سے نکالے یا خاموش رہے۔ ہر قدم جو نماز کے لئے اٹھے وہ بھی صدقہ ہے اور کسی راہ گم کئے ہوئے مسافر کو راستہ بتلا دینا بھی بہت ہی بڑا صدقہ ہے۔ یہی اسلام کی وہ اخلاقی پاکیزہ تعلیم ہے جس نے اپنے سچے پیرو کاروں کو آسمانوں اور زمینوں میں قبول عام بخشا۔ اللھم اجعلنا منھم (آمین)

٧٢- بَابُ فَضْلِ رِبَاطِ يَوْمٍ فِي سَبِيْلِ اللهِ

باب اللہ کے راستے میں سرحد پر ایک دن پہرہ دینا کتنا بڑا ثواب ہے

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا﴾

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ "اے ایمان والو صبر سے کام لو اور دشمنوں سے صبر میں زیادہ رہو" اور

الآية [آل عمران : ۲۰۰] مورچے پر جمے رہو آخر آیت تک۔

صبر ایک بہت بڑی انسانی قوت کا نام ہے جس کے نتیجہ میں بہت سے انسانوں نے بڑی بڑی تاریخی کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ ہمارے رسول پاک ﷺ کی مثال اظہر من الشمس ہے۔

۱۱۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُنِيرٍ سَمِعَ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا. وَمَوْضِعُ سَوْطِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا، وَالرَّوْحَةُ يَرُوحُهَا الْعَبْدُ فِي سَبِيلِ اللهِ أَوِ الْغَدْوَةُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا))

(۱۱۰) ہم سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا' انہوں نے ابو النضر ہاشم بن قاسم سے سنا' کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار نے بیان کیا' ان سے ابو حازم (سلمہ بن دینار) نے اور ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' اللہ تعالیٰ کے راستے میں دشمن سے ملی ہوئی سرحد پر ایک دن کا پہرہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے' سے بڑھ کر ہے' جنت میں کسی کے لئے ایک کوڑے جتنی جگہ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے' سے بڑھ کر ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں شام کو چلے یا صبح کو تو وہ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے' سے بہتر ہے۔

اسلامی شرعی ریاست میں سرحد پر چوکی پہرے کی خدمت جس کو سونپی جائے اور وہ اسے بخوبی انجام دے تو اس کا نام بھی مجاہدین میں ہی لکھا جاتا ہے اور اس کو وہ ثواب ملتا ہے جس کے سامنے دنیا کی ساری دولت بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتی کیونکہ دنیا بہرحال فانی اور اس کا ثواب بہرحال باقی ہے۔

الرباط [1] بكسر الراء و بالموحدة الخفيفة ملازمة المكان الذى بين المسلمين والكفار لحراسة

---

[1] رباط لفظ راء خفیفہ کے کسرہ کے ساتھ ہے (اس کا مفہوم یہ ہے کہ) وہ جگہ جو مسلمانوں اور کافروں کے درمیان ہے اسے مسلمانوں کی چوکیداری کرنے کے لیے لازم پکڑنا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں مذکورہ آل عمران کی آیت نمبر ۲۰۰ سے استدلال کیا ہے اس کی مشہور ترین تفسیر کو لیتے ہوئے۔ امام حسن بصری اور امام قتادہ سے تفسیر یہ مروی ہے کہ اللہ کی اطاعت پر صبر کرو۔ اور میدان جہاد میں اللہ کے دشمنوں کے مقابل ڈٹے رہو اور اللہ کی راہ میں (میدان جنگ یا محاذ جنگ) مورچہ بند رہو اور محمد بن کعب القرظی =

المسلمین منهم ---- واستدل المصنف بالآیة اختیار لاشهر التفاسیر فعن الحسن البصری وقتادة اصبروا علی طاعة الله وصابروا اعداء الله فی الجهاد ورابطوا فی سبیل الله وعن محمد بن کعب القرظی اصبروا علی الطاعة وصابروا لانتظار الوعدو رابطو العدو وتقوا الله فیما بینکم (فتح الباری ۶/ ۸۵٬۸۶)

۷۳- بَابُ مَنْ غَزَا بِصَبِيٍّ لِلْخِدْمَةِ

باب اگر کسی بچے کو خدمت کے لئے جہاد میں ساتھ لے جائے۔

اس میں اشارہ ہے کہ بچہ جہاد کے لئے مخاطب نہیں ہے لیکن خدمت کے لئے بچوں کو جہاد میں ہمراہ لگایا جا سکتا ہے۔

۱۱۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لأَبِي طَلْحَةَ: ((الْتَمِسْ لِي غُلاَمًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِي حَتَّى أَخْرُجَ إِلَى خَيْبَرَ))، فَخَرَجَ بِي أَبُو طَلْحَةَ مُرْدِفِي وَأَنَا غُلاَمٌ رَاهَقْتُ الْحُلُمَ، فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِذَا نَزَلَ، فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ كَثِيْرًا يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ، وَضَلَعِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ)).

(۱۱۱) ہم سے قتیبہ بن سعید نے کہا' ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا' ان سے عمرو بن عمرو نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اپنے بچوں میں سے کوئی بچہ میرے ساتھ کر دو جو خیبر کے غزوے میں میرے کام کر دیا کرے' جبکہ میں خیبر کا سفر کروں۔ ابو طلحہ اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھا کر مجھے لے گئے' میں اس وقت ابھی لڑکا تھا بالغ ہونے کے قریب۔ جب بھی آنحضرت کہیں قیام فرماتے تو میں آپؐ کی خدمت کرتا۔ اکثر میں سنتا کہ آپؐ یہ دعا کرتے اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں غم اور عاجزی' سستی' بخل' بزدلی' قرض داری کے بوجھ اور ظالم کے اپنے اوپر غلبہ سے' آخر ہم خیبر پہنچے اور جب اللہ تعالیٰ نے خیبر کے قلعہ پر آپؐ کو فتح دی تو

= سے مروی ہے کہ اللہ کی اطاعت پر صبر کرو۔ اور وعدے کے انتظار کے لیے ڈٹے رہو اور دشمن کو باندھو۔ اور اپنے معاملات میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ (فتح الباری ۶/ ۸۵٬۸۶)

ثُمَّ قَدِمْنَا خَيْبَرَ، فَلَمَّا فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ الْحِصْنَ ذُكِرَ لَهُ جَمَالُ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ - وَقَدْ قُتِلَ زَوْجُهَا، وَكَانَتْ عَرُوسًا - فَاصْطَفَاهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ لِنَفْسِهِ، فَخَرَجَ بِهَا حَتَّى بَلَغْنَا سَدَّ الصَّهْبَاءِ حَلَّتْ، فَبَنَى بِهَا، ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطَعٍ صَغِيرٍ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : ((آذِنْ مَنْ حَوْلَكَ)). فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيمَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى صَفِيَّةَ. ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ قَالَ: فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُحَوِّي لَهَا وَرَاءَهُ بِعَبَاءَةٍ، ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيرِهِ فَيَضَعُ رُكْبَتَهُ، فَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلَى رُكْبَتِهِ حَتَّى تَرْكَبَ، فَسِرْنَا حَتَّى إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ نَظَرَ إِلَى أُحُدٍ فَقَالَ: ((هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ)). ثُمَّ نَظَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا بِمِثْلِ مَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ. اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ

آپؐ کے سامنے صفیہ بنت حی بن اخطب رضی اللہ عنہا کے جمال (ظاہری وباطنی) کاذکر کیا گیا ان کا شوہر (یہودی) لڑائی میں کام آگیا تھا اور وہ ابھی دلہن ہی تھیں اس لئے رسول کریم ﷺ نے (ان کا اکرام کرنے کے لئے) انہیں اپنے لئے پسند فرمالیا۔ پھر آپؐ انہیں ساتھ لے کر وہاں سے چلے۔ جب ہم سد الصہباء پر پہنچے تو وہ حیض سے پاک ہوئیں' تو آپؐ نے ان سے خلوت کی۔ اس کے بعد آپؐ نے حیس تیار کرا کر ایک چھوٹے سے دسترخوان پر رکھوایا اور مجھ سے فرمایا کہ اپنے آس پاس کے لوگوں کو دعوت دے دو اور یہی آنحضرت ﷺ کا حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کا ولیمہ تھا۔ آخر ہم مدینہ کی طرف چلے' انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ آنحضور ﷺ صفیہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے اپنے پیچھے اپنی عباء سے پردہ کئے ہوئے تھے تو آپ ﷺ اپنے اونٹ کے پاس بیٹھ جاتے اور اپنا گھٹنا کھڑا رکھتے اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اپنا پاؤں حضور اکرمؐ کے گھٹنے پر رکھ کر سوار ہو جاتیں۔ اس طرح ہم چلتے رہے اور جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو آپؐ نے احد پہاڑ کو دیکھا اور فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں' اس کے بعد آپؐ نے مدینہ کی طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا اے اللہ! میں اس کے دونوں پتھریلے میدانوں کے درمیان کے خطے کو حرمت والا قرار دیتا ہوں جس طرح حضرت ابراہیم

وَصَاعِهِمْ)).

علیہ السلام نے مکہ معظمہ کو حرمت والا قرار دیا تھا اے اللہ! مدینہ کے لوگوں کو ان کی مد اور صاع میں برکت دیجئو!

تشریح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کو خدمت کے لئے ساتھ رکھا جو ابھی نابالغ تھے' اسی سے مقصد باب ثابت ہوا۔ اسی لڑائی میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آپ کے حرم میں داخل ہوئیں جو ایک خاندانی خاتون تھیں اس رشتہ سے اہل سلام کو بہت سے علمی فوائد حاصل ہوئے۔ روایت ہذا میں ایک دعائے مسنونہ بھی مذکور ہوئی ہے جو بہت سے فوائد پر مشتمل ہے جس کا یاد کرنا اور دعاؤں میں اسے پڑھتے رہنا بہت سے امور دینی اور دنیاوی کے لئے مفید ثابت ہو گا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے تفصیلی حالات پیچھے مذکور ہو چکے ہیں اسی حدیث سے مدینہ منورہ کا بھی مثل مکہ شریف حرم ثابت ہوا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ پہلے ہی سے آپ کی خدمت میں تھے مگر سفر میں ان کا پہلا موقع تھا کہ خدمت میں رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ دعاء مسنونہ میں لفظ ہم اور حزن ہم معنی ہی ہیں۔ فرق یہ ہے کہ ھم وہ فکر جو واقع نہیں ہوا لیکن وقوع کا خطرہ ہے' حزن وہ غم و فکر جو واقع ہو چکا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ خدمت نبوی میں پہلے ہی تھے مگر اس موقع پر بھی ان کو ہمراہ لیا گیا ان کی مدت خدمت نو سال ہے' احد پہاڑ کے لئے جو آپ نے فرمایا وہ حقیقت پر مبنی ہے ﴿ ان اللہ علی کل شئی قدیر ﴾ (البقرۃ: ۲۰)

٧٤- بَابُ رُكُوبِ الْبَحْرِ

باب جہاد کے لئے سمندر میں سفر کرنا

١١٢، ١١٣ —حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنُ حِبَّانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((حَدَّثَتْنِي أُمُّ حَرَامٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمًا فِي بَيْتِهَا، فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا يُضْحِكُكَ؟ قَالَ: ((عَجِبْتُ مِنْ قَوْمٍ مِنْ

(۱۱۲، ۱۱۳) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے' ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے' ان سے محمد بن یحییٰ بن حبان نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے ام حرام رضی اللہ عنہا نے یہ واقعہ بیان کیا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ان کے گھر تشریف لا کر قیلولہ فرمایا تھا۔ جب آپ بیدار ہوئے تو ہنس رہے تھے۔ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ! کس بات پر آپ ہنس رہے ہیں ؟ فرمایا مجھے اپنی امت میں سے ایک ایسی قوم کو

أُمَّتِي يَرْكَبُونَ الْبَحْرَ كَالْمُلُوكِ عَلَى الأَسِرَّةِ))، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَقَالَ: ((أَنْتِ مِنْهُمْ)). ثُمَّ نَامَ فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ. فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا. قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَيَقُولُ: ((أَنْتِ مِنَ الأَوَّلِيْنَ)). فَتَزَوَّجَ بِهَا عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ فَخَرَجَ بِهَا إِلَى الْغَزْوِ، فَلَمَّا رَجَعَتْ قُرِّبَتْ دَابَّةٌ لِتَرْكَبَهَا، فَوَقَعَتْ فَانْدَقَّتْ عُنُقُهَا)).

(خواب میں دیکھ کر) خوشی ہوئی جو سمندر میں (غزوہ کے لئے) اس طرح جا رہے تھے جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھے ہوں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی وہ ان میں سے کر دے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم بھی ان میں سے ہو۔ اس کے بعد پھر آپ سو گئے اور جب بیدار ہوئے تو پھر ہنس رہے تھے۔ آپ نے اس مرتبہ بھی وہی بات بتائی۔ ایسا دو یا تین دفعہ ہوا۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم سب سے پہلے لشکر کے ساتھ ہو گی۔ وہ عبادہ بن صامتؓ کے نکاح میں تھیں اور وہ ان کو غزوہ میں لے گئے' واپسی میں سوار ہونے کیلئے اپنی سواری سے قریب ہوئیں گر پڑیں جس سے آپ کی گردن ٹوٹ گئی اور شہادت کی موت پائی۔

یہ حدیث اور اس پر نوٹ پیچھے لکھا جا چکا ہے یہاں مرحوم اقبال کا یہ شعر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔

دشت تو دشت ہے دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

٧٥- بَابُ مَنِ اسْتَعَانَ بِالضُّعَفَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ فِي الْحَرْبِ

باب لڑائی میں کمزور ناتواں اور نیک لوگوں سے مدد چاہنا' ان سے دعا کرانا'

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَنِي أَبُو سُفْيَانَ قَالَ:

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مجھ کو ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ مجھ سے قیصر نے کہا

((قَالَ لِيْ قَيْصَرٌ: سَأَلْتُكَ أَشْرَافُ النَّاسِ اتَّبَعُوْهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ؟ فَزَعَمْتَ ضُعَفَاؤُهُمْ، وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ)).

کہ میں نے تم سے پوچھا کہ امیر لوگوں نے ان (حضور اکرم ﷺ) کی پیروی کی ہے یا کمزور غریب طبقہ والوں نے؟ تم نے بتایا کہ کمزور غریب طبقے نے۔ اور انبیاء کا پیروکار یہی طبقہ ہوتا ہے۔

کمزور ناتواں یعنی عورتیں' بچے' اندھے' معذور اور مساکین وغیرہ کہ جن کی دعاؤں میں خلوص ہی خلوص ہوتا ہے۔

۱۱٤- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: رَأَى سَعْدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِنَّ لَهُ فَضْلاً عَلَى مَنْ دُوْنَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ إِلاَّ بِضُعَفَائِكُمْ)).

(۱۱۴) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن طلحہ نے بیان کیا' ان سے مصعب بن سعد نے بیان کیا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ انہیں دوسرے بہت سے صحابہ پر فضیلت حاصل ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ صرف اپنے کمزور معذور لوگوں کی وجہ سے اللہ کی طرف سے مدد پہنچائے جاتے ہو اور رزق دیئے جاتے ہو۔

قال ابن بطال تاویل الحدیث ان الضعفاء اشد اخلاصا فی الدعاء واکثر خشوعا فی العبادة لخلاء قلوبهم عن التعلق بزخرف الدنیا (فتح الباری ٦/ ٨٩) یعنی ضعفاء دعا کرتے وقت اخلاص میں بہت سخت ہوتے ہیں اور عبادت میں ان کا خشوع زیادہ ہوتا ہے اور ان کے دل دنیاوی زیب و زینت سے پاک ہوتے ہیں۔ اس لئے ضعیف لوگوں سے دعا کرانا بہت ہی موجب برکت ہے۔

۱۱۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَأْتِي زَمَانٌ يَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ، فَيُقَالُ: فِيْكُمْ مَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ.

(۱۱۵) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن دینار نے' انہوں نے جابرؓ سے سنا' آپ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مسلمانوں کی فوج جہاں پر ہوں گی جن میں پوچھا جائے گا کہ کیا فوج میں کوئی نبی کریم ﷺ کی صحبت اٹھانے والے ہیں؟ کہا جائے گا

فَيُقَالُ: نَعَم. فَيُفْتَحُ عَلَيْهِ. ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ فَيُقَالُ: فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ. فَيُقَالُ: نَعَمْ. فَيُفْتَحُ. ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ فِيُقَالُ: فِيْكُمْ مَنْ صَحِبَ صَاحِبَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَيُقَالُ: نَعَمْ. فَيُفْتَحُ)).

کہ ہاں تو ان سے فتح کی دعا کرائی جائے گی۔ پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا لوگ کہیں گے کہ کوئی ایسے بزرگ مل جائیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے صحابہ کی صحبت اٹھائی ہو' ایسے بھی بزرگ مل جائیں گے اور ان سے فتح کی دعا کرائی جائے گی اس کے بعد ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ پوچھا جائے گا کہ کیا تم میں نبی کریم ﷺ کے صحابہ کے شاگردوں کی صحبت اٹھانے والے ہیں؟ کہا جائے گا کہ ہاں اور ان سے فتح کی دعا کرائی جائے گی۔

تشریح اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ والے نیک لوگوں کی دعاؤں کا نفع حاصل کرنا جائز ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ میرا زمانہ' پھر میرے صحابہ کا زمانہ' اور پھر تابعین کا زمانہ' یہ بہترین زمانے ہیں۔ ان خیر و برکت کے زمانوں میں مسلمان صحیح معنوں میں خدا رسیدہ مسلمان تھے' ان کی دعاؤں کو قبول عام حاصل تھا۔ بہرحال ہر زمانے میں ایسے خدا رسیدہ لوگوں کا وجود ضروری ہے۔ ان کی صحبت میں رہنا' ان سے دعائیں کرانا اور روحانی فیوض حاصل کرنا عین خوش نصیبی ہے۔ ایسے ہی لوگوں کو قرآن مجید میں اولیاء اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے جن کی شان میں ﴿ الذین اٰمنوا و کانوا یتقون ﴾ کہا گیا ہے کہ وہ لوگ اپنے ایمان میں پختہ اور تقویٰ میں کامل ہوتے ہیں۔ جن میں یہ چیزیں نہ پائی جائیں ان کو اولیاء اللہ جاننا انتہائی حماقت ہے۔ مگر افسوس کہ آج کل بیشتر نام نہاد مسلمان اس حماقت میں مبتلا ہیں کہ وہ بہت سے چرسی افیونی حرام خور نکھٹو لوگوں کو محض ان کے بالوں اور جبوں قبوں کو دیکھ کر خدا رسیدہ جانتے ہیں' حالانکہ ایسے لوگوں کے بھیس میں ابلیس کی اولاد ہے جو ایسے بہت سے کم عقلوں کو گمراہ کر کے دوزخی بنانے کا فرض ادا کر رہی ہے۔ اللھم انا نعوذبک من شرور انفسنا حدیث سے میدان جہاد میں نیک ترین لوگوں سے دعا کرانے کا ثبوت ہوا الدعاء سلاح المومن مومن کا بہترین ہتھیار دعا ہے۔ سچ ہے "بلا کو ٹال دیتی ہے دعا اللہ والوں کی"۔

٧٦- بَابُ

لَا يَقُولُ فُلَانٌ شَهِيدٌ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ:

باب

قطعی طور پر یہ نہ کہا جائے کہ فلاں شخص شہید ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے

((اللهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيْلِهِ، اللهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ فِي سَبِيْلِهِ)).

روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کون اسکے راستے میں جہاد کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کون اسکے راستے میں زخمی ہوتا ہے۔

تشریح جب تک حدیث سے ثابت نہ ہو جیسے قطعی طور پر کسی کو بہشتی نہیں کہہ سکتے مگر صرف ان لوگوں کو جن کو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ بہشتی ہیں۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا جس کو حضرت امام احمد [1] نے نکالا کہ تم اپنی جنگوں میں کہتے ہو کہ فلاں شہید ہوا ایسا نہ کہو۔ یوں کہو جو خدا کی راہ میں مرے وہ شہید ہے۔ دوسری روایت میں ہے بہت لوگ ایسے ہیں کہ ان کو دشمن کا تیر لگتا ہے اور وہ مرجاتے ہیں مگر وہ عنداللہ حقیقی شہید نہیں ہیں۔ جو دنیا میں ریا و نمود کے لئے لڑے اور مارے گئے' جیسا کہ دوسری روایات میں صراحت موجود ہے۔

۱۱۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ الْتَقَى هُوَ وَالْمُشْرِكُونَ فَاقْتَتَلُوا، فَلَمَّا مَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى عَسْكَرِهِ وَمَالَ الْآخَرُونَ إِلَى عَسْكَرِهِمْ، وَفِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ رَجُلٌ لَا يَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً وَلَا فَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا

(۱۱۶) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا' ان سے ابو حازم نے اور ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی مشرکین سے مڈ بھیڑ ہوئی اور جنگ چھڑ گئی' پھر جب آپ ؐ اپنے پڑاؤ کی طرف واپس ہوئے اور مشرکین اپنی پڑاؤ کی طرف تو آپ ﷺ کی فوج کے ساتھ ایک شخص تھا' لڑائی لڑنے میں اس کا یہ حال تھا کہ مشرکین کا کوئی آدمی بھی اگر کسی طرف نظر پڑ جاتا تو اس کا پیچھا کر کے وہ شخص اپنی تلوار سے اسے قتل کر دیتا۔ سہل رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق کہا کہ آج

---

[1] فتح الباری ٦/ ٩٠۔ سنن سعید بن منصور (٥٩٥' ٥٩٦' ٥٩٧) مسند احمد ١/ ٣٠١' مسند حمیدی ١/ ١٣' سنن نسائی کتاب النکاح باب القسط فی الاصدقہ (٣٣٤٩) مستدرک حاکم ٢/ ١٠٩' ١٧٥' ١٧٦ ابوداؤد (٢١٠٦) حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ نیز ملاحظہ ہو نیل المقصود (٢١٠٦) (ابوالحسن)

ضَرْبُهَا بِسَيْفِهِ، فَقَالَ : مَا أَجْزَأَ مِنَّا الْيَوْمَ أَحَدٌ كَمَا أَجْزَأَ فُلَانٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : ((أَمَّا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ))، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَنَا صَاحِبُهُ، قَالَ فَخَرَجَ مَعَهُ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ، وَإِذَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ، قَالَ: فَجُرِحَ الرَّجُلُ جَرْحًا شَدِيدًا، فَاسْتَعْجَلَ الْمَوتَ، فَوَضَعَ نَصلَ سَيْفِهِ فِي الأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ، ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَى سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ اللهِ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ، قَالَ: قَالَ ((وَمَا ذَاكَ؟)) قَالَ: الرَّجُلُ الَّذِي ذَكَرْتَ آنِفًا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذَلِكَ، فَقُلْتُ: أَنَا لَكُمْ بِهِ، فَخَرَجْتُ فِي طَلَبِهِ، ثُمَّ جُرِحَ جُرْحًا شَدِيدًا، فَاسْتَعْجَلَ الْمَوتَ فَوَضَعَ نَصلَ سَيْفِهِ فِي الأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ ذَلِكَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ

جتنی سرگرمی کے ساتھ فلاں شخص لڑا ہے' ہم میں سے کوئی بھی اس طرح نہ لڑ سکا۔ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ لیکن وہ شخص دوزخی ہے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے (اپنے دل میں کہا اچھا میں اس کا پیچھا کروں گا بیان کیا کہ وہ اس کے ساتھ ساتھ دوسرے دن لڑائی میں موجود رہا' جب کبھی وہ کھڑا ہو جاتا تو یہ بھی کھڑا ہو جاتا اور جب وہ تیز چلتا' تو یہ بھی اس کے ساتھ تیز چلتا۔ بیان کیا کہ آخر وہ شخص زخمی ہو گیا۔ زخم بڑا گہرا تھا۔ اس لئے اس نے چاہا کہ موت جلدی آجائے اور اپنی تلوار کا پھل زمین پر رکھ کر اس کی دھار کو سینے کے مقابلہ میں کر لیا اور تلوار پر گر کر اپنی جان دے دی۔ اب وہ صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کیا بات ہوئی؟ انہوں نے بیان کیا کہ وہی شخص جس کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ وہ دوزخی ہے' صحابہ کرامؓ پر یہ آپ کا فرمان بڑا شاق گزرا تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ تم سب لوگوں کی طرف سے میں اس کے متعلق تحقیق کرتا ہوں۔ چنانچہ میں اس کے پیچھے ہو لیا۔ اس کے بعد وہ شخص سخت زخمی ہوا اور چاہا کہ جلدی موت آجائے۔ اس لئے اس نے اپنی تلوار کا پھل زمین پر رکھ کر اس کی دھار کو اپنے سینے

لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)).

کے مقابل کر لیا اور اس پر گر کر خود جان دے دی۔ اس وقت آپؐ نے فرمایا کہ ایک آدمی زندگی بھر بظاہر اہل جنت کے سے کام کرتا ہے حالانکہ وہ اہل دوزخ میں سے ہوتا ہے اور ایک آدمی بظاہر اہل دوزخ کے کام کرتا ہے حالانکہ وہ اہل جنت میں سے ہوتا ہے۔

حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے کہ ظاہر میں وہ شخص میدان جہاد میں بہت بڑا مجاہد معلوم ہو رہا تھا مگر قسمت میں دوزخ لکھی ہوئی تھی' جس کے لئے نبی کریم ﷺ نے وحی اور الہام کے ذریعہ معلوم کر کے فرما دیا تھا۔ آخر وہی ہوا کہ خودکشی کر کے حرام موت کا شکار ہوا اور دوزخ میں داخل ہوا۔ انجام کا فکر ہر وقت ضروری ہے۔ اللہ پاک راقم الحروف اور جملہ قارئین کرام کو خاتمہ بالخیر نصیب فرمائے آمین۔

٧٧- بَابُ التَّحْرِيضِ عَلَى الرَّمْيِ، وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى:

باب: تیراندازی کی ترغیب اور اللہ تعالیٰ کا فرمان

﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللهِ وَعَدُوَّكُمْ﴾ [الأنفال: ٦٠]

"اور ان (کافروں) کے مقابلے کے لئے جس قدر بھی تم سے ہو سکے سامان تیار رکھو' قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے' جس کے ذریعہ سے تم اپنا رعب رکھتے ہو اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں پر"

تشریح آیت شریفہ میں لفظ من قوۃ میں تنوین تنکیر کے لئے ہے جس سے میدان جنگ میں کام آنے والی ہر قسم کی قوت مراد ہے' جسمانی' فنی اور آلات کی قوت جس میں وہ سارے آلات جنگ شامل ہیں جو اب تک وجود میں آ چکے ہیں اور قیامت تک وجود میں آئیں گے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ جملہ آلات مہیا کریں' ان سے پوری واقفیت پیدا کریں' ان کو خود بنائیں' ان کا استعمال سیکھیں۔ آیت میں تنکیر سب کو شامل ہے۔ اس ایٹمی دور کی بھی جملہ جنگی قوتیں اس آیت کی تفسیر ہو سکتی ہیں اور آئندہ دور میں جو ہوں' سب کو یہ آیت شامل ہو گی۔ آیت میں اگلا ٹکڑا ﴿ ترھبون به عدوا اللہ وعدو کم ﴾ (الانفال : ٦٠) اور بھی زیادہ توجہ طلب ہے کہ آلات جنگ کا استعمال

محض ملک گیری کے لئے نہ ہو بلکہ ان کا مقصد یہ ہو کہ اللہ کے دین کے دشمنوں کو دبا کر اللہ کی مخلوق کے لئے زمین کو گہوارہ امن و عافیت بنایا جائے [1] کیونکہ اللہ کے دین کا تقاضا یہی ہے کہ یہاں اس کی مخلوق چین و سکون کی زندگی بسر کر سکے، ظلم و عدوان کو مٹانا یہی اسلامی جہاد کا منشا ہے اور بس۔

۱۱۷ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيْدَ بْنَ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى نَفَرٍ مِنْ أَسْلَمَ يَنْتَضِلُونَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ارْمُوا بَنِي إِسْمَاعِيلَ، فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا، ارْمُوا وَأَنَا مَعَ بَنِي فُلاَنٍ)). قَالَ: فَأَمْسَكَ أَحَدُ الْفَرِيْقَيْنِ بِأَيْدِيْهِمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَا لَكُمْ لاَ تَرْمُونَ؟)) قَالُوا: كَيْفَ نَرْمِي وَأَنْتَ مَعَهُمْ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ارْمُوا فَأَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ)).

(۱۱۷) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن اسمٰعیل نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا، انہوں نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کا قبیلہ بنو اسلم کے چند صحابہ پر گزر ہوا جو تیراندازی کی مشق کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسماعیل علیہ السلام کے بیٹو! تیراندازی کرو کہ تمہارے بزرگ دادا اسماعیل علیہ السلام بھی تیرانداز تھے۔ ہاں! تیراندازی کرو، میں بنی فلاں کی طرف ہوں۔ بیان کیا، جب آپ ﷺ ایک فریق کے ساتھ ہو گئے تو دوسرے فریق نے اپنے ہاتھ روک لئے۔ آپ ؐ نے فرمایا کیا بات پیش آئی، تم لوگوں نے تیراندازی بند کیوں کر دی؟ دوسرے فریق نے عرض کیا جب آپؐ ایک فریق کے ساتھ ہو گئے تو بھلا ہم کس طرح مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا اچھا تیراندازی جاری رکھو، میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

---

[1] اس سے معلوم ہوا کہ جہاد صرف دفاعی ہی نہیں ہوتا بلکہ ہجومی جہاد بھی ہوتا ہے جس کی بحث اوپر گزر چکی ہے۔ الحمدللہ ۲۸ اگست ۱۹۹۸ء کو پاکستان نے اپنی ایٹمی قوت ظاہر کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ پاکستانی بم کو اسلامی بم بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ (ابوالحسن)

تشریح سیرۃ طیبہ کے مطالعہ کرنے والوں پر واضح ہے کہ آپؐ نے اپنے پیروکاروں کو ہمیشہ سپاہی بنانے کی کوشش فرمائی اور مجاہدانہ زندگی گزارنے کے لئے شب و روز تلقین فرماتے رہے جیسا کہ اس حدیث سے بھی واضح ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی واضح ہوا کہ عربوں کے جد امجد حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی بڑے زبردست سپاہی تھے اور نیزہ بازی ہی ان کا مشغلہ تھا۔ آج کل بندوق' توپ' ہوائی جہاز اور جتنے بھی آلات حرب وجود میں آ چکے ہیں وہ سب اسی ذیل ہیں۔ ان سب میں مہارت پیدا کرنا سب کو اپنانا یہ خدا پرستی کے خلاف نہیں ہے بلکہ ہر مسلمان پر ان کا سیکھنا فرض ہے۔

۱۱۸- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْغَسِيلِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ حِينَ صَفَفْنَا لِقُرَيْشٍ وَصَفُّوا لَنَا: ((إِذَا أَكْثَبُوكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالنَّبْلِ)).

(۱۱۸) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن غسیل نے بیان کیا' ان سے حمزہ بن ابی اسید نے بیان کیا اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کی لڑائی کے موقع پر جب ہم قریش کے مقابلہ میں صف آراء تھے اور وہ ہمارے مقابلہ میں تیار ہو گئے تھے' فرمایا کہ اگر قریش تمہارے قریب آ جائیں تو تم لوگ تیراندازی شروع کر دینا تاکہ وہ پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوں۔

اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے میدان بدر میں مجاہدین اسلام کی جنگی تربیت بھی فرمائی اور جنگ و جہاد کے قواعد بھی تعلیم فرمائے۔ درحقیقت امیر لشکر کو ایسا ہی ہونا چاہئے کہ وہ قوم کو ہر طرح سے کنٹرول کر سکے۔

۷۸- بَابُ اللَّهْوِ بِالْحِرَابِ وَنَحْوِهَا

باب برچھے سے (مشق کرنے کے لئے) کھیلنا

۱۱۹- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَا الْحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ عِنْدَ

(۱۱۹) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو ہشام نے خبر دی' انہیں معمر نے' انہیں زہری نے' انہیں ابن المسیب نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حبشہ کے کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے سامنے حراب کا کھیل دکھلا رہے تھے کہ

النَّبِيِّ ﷺ بِالْحِرَابِهِمْ دَخَلَ عُمَرُ فَأَهْوَى إِلَى الْحَصْبَاءِ فَحَصَبَهُمْ بِهَا، فَقَالَ: ((دَعْهُمْ يَا عُمَرُ)) وَزَادَ عَلِيٌّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ((فِي الْمَسْجِدِ)).

عمر رضی اللہ عنہ آ گئے اور کنکریاں اٹھا کر انہیں ان سے مارا۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا عمر! انہیں کھیل دکھانے دو۔ علی بن مدینی نے یہ بیان زیادہ کیا کہ ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' انہیں معمر نے خبردی کہ مسجد میں کھیل رہے تھے۔

حراب چھوٹے نیزے کو کہتے ہیں یہ جنگی کرتبوں کی مشق تھی۔ حضور نبوی میں حضرت عمرؓ نے اسے خلاف ادب سمجھا مگر آنحضرت ﷺ نے حبشی مجاہدین کی ہمت افزائی فرمائی اور ان کی اس مشق کو جاری رہنے دیا۔ عہد رسالت میں نشر و اشاعت بلکہ جملہ امور نظم و نسق ملت کے لئے دفتر کا کام بھی مسجد ہی سے لیا جاتا تھا۔ اسلام کا ابتدائی دور تھا' آج جیسی آسانیاں مہیا نہ تھیں اس لئے ملی امور کے لئے مسجد ہی کو بطور مرکز ملت استعمال کیا گیا۔ آج بھی مساجد کو اسلامی ملی امور کے لئے بایں طور استعمال کیا جا سکتا ہے۔

٧٩- بَابُ الْمِجَنِّ وَمَنْ يَتَتَرَّسُ بِتُرْسِ صَاحِبِهِ

باب ڈھال کا بیان اور جو اپنے ساتھی کی ڈھال کو استعمال کرے اس کا بیان

١٢٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا الأَوْزَاعِيُّ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ أَبُو طَلْحَةَ يَتَتَرَّسُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِتُرْسٍ وَاحِدٍ، وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ حَسَنَ الرَّمْيِ، فَكَانَ إِذَا رَمَى يُشْرِفُ النَّبِيُّ ﷺ فَيَنْظُرُ إِلَى مَوْضِعِ نَبْلِهِ))

(١٢٠) ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو عبداللہ نے خبردی' انہوں نے کہا ہم کو اوزاعی نے خبردی' انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اپنی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آڑ ایک ہی ڈھال سے کر رہے تھے اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بڑے اچھے تیرانداز تھے۔ جب وہ تیر مارتے تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سر اٹھا کر دیکھتے کہ تیر کہاں جا کر گرا ہے۔

ایک ہی ڈھال سے دو مجاہدین کے بچاؤ کرنے کا جواز ثابت ہوا جیسا کہ حضرت ابو طلحہؓ کا عمل

ہوا۔ آنحضرت ﷺ ان کی نشانہ بازی کی کامیابی معلوم کرنے کے لئے نظر اٹھا کر دیکھتے کہ تیر کہاں جا کر گرا ہے' ان کی ہمت افزائی کے لئے بھی۔

۱۲۱- حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ: ((لَمَّا كُسِرَتْ بَيْضَةُ النَّبِيِّ عَلَى رَأْسِهِ وَأُدْمِيَ وَجْهُهُ وَكُسِرَتْ رُبَاعِيَتُهُ، وَكَانَ عَلِيٌّ يَخْتَلِفُ بِالْمَاءِ فِي الْمِجَنِّ وَكَانَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُهُ، فَلَمَّا رَأَتِ الدَّمَ يَزِيْدُ عَلَى الْمَاءِ كَثْرَةً عَمَدَتْ إِلَى حَصِيْرٍ فَأَحْرَقَتْهَا وَأَلْصَقَتْهَا عَلَى جُرْحِهِ فَرَقَأَ الدَّمُ)).

(۱۲۱) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا' کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا' ان سے ابو حازم نے اور ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب احد کی لڑائی میں آنحضرت ﷺ کا خود آپؐ کے سر مبارک پر توڑا گیا اور چہرہ مبارک خون آلود ہو گیا اور آپؐ کے آگے کے دانت شہید ہو گئے تو علی رضی اللہ عنہ ڈھال میں بھر بھر کر پانی بار بار لا رہے تھے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا زخم کو دھو رہی تھیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ خون پانی سے اور زیادہ نکل رہا ہے تو انہوں نے ایک چٹائی جلائی اور اسی راکھ کو آپؐ کے زخموں پر لگا دیا' جس سے خون آنا بند ہو گیا۔

تشریح دندان مبارک کو صدمہ پہنچانے والا عتبہ بن ابی وقاص مردود تھا' اس نے آپؐ کے قریب جا کر ایک پتھر مارا مگر فوراً ہی حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے ایک ہی ضرب سے اس کی گردن اڑا دی۔ اور عبداللہ بن قمیہ مردود نے پتھر مارے۔ آپ نے فرمایا اللہ تجھے تباہ کرے۔ ایسا ہی ہوا کہ ایک پہاڑی بکری نے نکل کر اس کو سینگوں سے ایسا مارا کہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ سچ ہے وہ لوگ کس طرح فلاح پا سکتے ہیں جن کے ہاتھوں نے اپنے زمانہ کے نبی ﷺ کے سر کو زخمی کر دیا ہو۔

۱۲۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيْرِ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَى

(۱۲۲) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے' ان سے عمرو بن دینار نے' ان سے زہری نے' ان سے مالک بن اوس بن حدثان نے اور ان سے عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنو نضیر کے باغات وغیرہ اموال ان میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو بغیر

رَسُولِهِ ﷺ مِمَّا لَمْ يُوجِفِ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلاَ رِكَابٍ فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ خَاصَّةً وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِ، ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السِّلاَحِ وَالْكُرَاعِ عُدَّةً فِي سَبِيْلِ اللهِ)).

لڑے دے دیا تھا۔ مسلمانوں نے ان کے حاصل کرنے کیلئے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے تو یہ اموال خاص طور سے رسول اللہ ﷺ ہی کے تھے جن سے آپؐ اپنی ازواج مطہرات کو سالانہ نفقہ کے طور پر بھی دے دیتے تھے اور باقی ہتھیار اور گھوڑوں پر خرچ کرتے تھے تاکہ اللہ کے راستے میں (جہاد کیلئے) ہروقت تیاری رہے۔

ہتھیار گھوڑے یہ ساری فوج کے استعمال کے واسطے مہیا کئے جاتے تھے۔

۱۲۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَلِيٍّ. حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُفَدِّي رَجُلاً بَعْدَ سَعْدٍ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي)).

(۱۲۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحیٰ نے بیان کیا' ان سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' کہا مجھ سے سعد بن ابراہیم نے' ان سے عبداللہ بن شداد نے اور ان سے علی ﷜ نے (دوسری سند) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے سعد بن ابراہیم نے' کہا مجھ سے عبداللہ بن شداد نے' کہا کہ میں نے علی ﷜ سے سنا' آپ بیان کرتے تھے کہ سعد ﷜ کے بعد میں نے کسی کے متعلق نبی کریم ﷺ سے نہیں سنا کہ آپ نے خود کو ان پر صدقے کیا ہو۔ میں نے سنا کہ آپؐ فرما رہے تھے تیر برساؤ (سعدؓ) تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔

تشریح اس حدیث سے تیر اندازی کی فضیلت ثابت ہوئی اس طور پر کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت سعد بن ابی وقاص ﷜ کی تیراندازی پر ان کو شاباش پیش فرمائی۔ معلوم ہوا کہ فنون حرب جن میں مہارت پیدا کرنے سے اللہ پاک کی رضا مطلوب ہو' بڑی فضیلت اور درجات رکھتے ہیں۔ عصر حاضر کے جملہ آلات حرب میں مہارت کو اسی پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ صد افسوس کہ

مسلمانوں نے ان نیک کاموں کو قطعاً بھلا دیا جس کی سزا وہ مختلف عذابوں کی شکل میں بھگت رہے ہیں۔

٨٠- بَابُ الدَّرَقِ

باب ڈھال کے بیان میں

١٢٤- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنِي أَبُو الأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ((دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِغِنَاءِ بُعَاثٍ، فَاضْطَجَعَ عَلَى الْفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ، فَدَخَلَ أَبُوبَكْرٍ فَانْتَهَرَنِي وَقَالَ: مِزْمَارَةُ الشَّيْطَانِ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: ((دَعْهُمَا)). فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا)).

(۱۲۴) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا کہ عمرو نے کہا کہ مجھ سے ابو الاسود نے بیان کیا' ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ میرے یہاں تشریف لائے تو دو لڑکیاں میرے پاس جنگ بعاث کے گیت گا رہی تھیں۔ آپؐ بستر پر لیٹ گئے اور چہرہ مبارک دوسری طرف کر لیا۔ اس کے بعد ابوبکرؓ آ گئے اور آپ نے مجھے ڈانٹا کہ یہ شیطانی گانا اور رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں! لیکن آپ ﷺ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ انہیں گانے دو' پھر جب ابو بکر رضی اللہ عنہ دوسری طرف متوجہ ہو گئے تو میں نے ان لڑکیوں کو اشارہ کیا اور وہ چلی گئیں۔

١٢٥- قَالَتْ: وَكَانَ يَوْمُ عِيدٍ يَلْعَبُ السُّودَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ، فَإِمَّا سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَإِمَّا قَالَ: ((تَشْتَهِينَ تَنْظُرِينَ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَأَقَامَنِي وَرَاءَهُ خَدِّي عَلَى خَدِّهِ وَيَقُولُ: ((دُونَكُمْ يَا بَنِي أَرْفَدَةَ حَتَّى إِذَا مَلِلْتُ قَالَ: ((حَسْبُكِ؟)) قُلْتُ:

(۱۲۵) عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عید کے دن سوڈان کے کچھ صحابہ ڈھال اور حراب کا کھیل دکھلا رہے تھے' اب یا میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے کہا یا آپ نے ہی فرمایا کہ تم بھی دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے کہا جی ہاں۔ آپؐ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا' میرا چہرہ آپؐ کے چہرہ پر تھا اور آپؐ فرما رہے تھے خوب بنو ارفدہ! جب میں تھک گئی تو آپ نے فرمایا بس؟ میں نے کہا جی

نَعَم. قَالَ: ((فَاذْهَبِي)). قَالَ أَحْمَدُ عَنِ ابْنِ وَهَبٍ: ((فَلَمَّا غَفَلَ)).

ہاں' آپ نے فرمایا تو پھر جاؤ۔ احمد نے بیان کیا اور ان سے ابن وہب نے لفظ عمل کے بجائے فلما غفل نقل کیا ہے یعنی جب وہ ذرا غافل ہو گئے۔

روایت میں کچھ صحابہ کے ڈھالوں اور برچھیوں سے جنگی کرتب دکھلانے کا ذکر ہے' اسی سے مقصد باب ثابت ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ تاریخی اور جنگی کرتبوں کا نظارہ دیکھنا جائز ہے' پردہ کے ساتھ عورتیں ایسے کھیل دیکھ سکتی ہیں۔

۸۱- بَابُ الْحَمَائِلِ وَتَعْلِيقِ السَّيْفِ بِالْعُنُقِ

باب تلواروں کی حمائل اور تلوار کا گلے میں لٹکانا

۱۲۶- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ، وَأَشْجَعَ النَّاسِ. وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَيْلَةً فَخَرَجُوا نَحْوَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ وَقَدِ اسْتَبْرَأَ الْخَبَرَ وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ لِأَبِي طَلْحَةَ عُرْيٍ وَفِي عُنُقِهِ السَّيْفُ وَهُوَ يَقُولُ: ((لَمْ تُرَاعُوا)). ثُمَّ قَالَ: ((وَجَدْنَاهُ بَحْراً)). أَوْ قَالَ: ((إِنَّهُ لَبَحْرٌ)).

(۱۲۶) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ثابت نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سب سے زیادہ خوب صورت اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات مدینہ پر بڑا خوف چھا گیا تھا' سب لوگ اس آواز کی طرف بڑھے لیکن نبی کریم ﷺ سب سے آگے تھے اور آپؐ نے ہی واقعہ کی تحقیق کی۔ آپؐ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ایک گھوڑے پر سوار تھے جس کی پشت ننگی تھی۔ آپؐ کی گردن سے تلوار لٹک رہی تھی اور آپؐ فرما رہے تھے کہ ڈرو مت۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ ہم نے تو گھوڑے کو سمندر کی طرح تیز پایا ہے یا (یہ فرمایا کہ) گھوڑا جیسے سمندر ہے۔

مدینہ میں ایک دفعہ رات کو دشمن کے حملے کی افواہ پھیل گئی تھی۔ اسی کی تحقیق کے لئے نبی اکرم ﷺ خود بنفس نفیس نکلے اور چاروں طرف دور دور تک ملاحظہ فرما کر واپس ہوئے اور لوگوں کو بتلایا کہ کچھ خطرہ نہیں ہے۔ جس گھوڑے پر آپؐ سوار تھے اس کی تیز رفتاری سے بہت خوش ہوئے۔

۸۲- بَابُ حِلْيَةِ السُّيُوفِ

باب تلوار کی آرائش کرنا

۱۲۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا الأَوْزَاعِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ حَبِيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُولُ ((لَقَدْ فَتَحَ الْفُتُوحَ قَوْمٌ مَا كَانَتْ حِلْيَةُ سُيُوفِهِمْ الذَّهَبَ وَلاَ الْفِضَّةَ، إِنَّمَا كَانَتْ حِلْيَتُهُمُ الْعَلاَبِيَّ وَالآنُكَ وَ الْحَدِيْدِ)).

(۱۲۷) ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا' کہا کہ ہم کو عبداللہ نے خبر دی' کہا ہم کو اوزاعی نے خبر دی' کہا کہ میں نے سلیمان بن حبیب سے سنا' کہا میں نے ابو امامہ باہلی سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ ایک قوم (صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے بہت سی فتوحات کیں اور ان کی تلواروں کی آرائش سونے چاندی سے نہیں ہوتی تھی بلکہ اونٹ کی پشت کا چمڑہ' سیسہ اور لوہا ان کی تلواروں کے زیور تھے۔

عہد جاہلیت میں تلواروں کی زیبائش سونے چاندی سے کیا کرتے تھے۔ مسلمانوں نے ظاہری زیبائش سے قطع نظر کر کے تلواروں کی زیبائش اور مصنوعی عمدگی سیسے اور لوہے سے کی کہ درحقیقت یہی ان کی زیبائش تھی۔ آلات حرب کو بہتر سے بہتر شکل میں رکھنا آج بھی جملہ متمدن اقوام عالم کا دستور ہے۔

۸۳- بَابُ مَنْ عَلَّقَ سَيْفَهُ بِالشَّجَرِ فِي السَّفَرِ عِنْدَ الْقَائِلَةِ

باب جس نے سفر میں دوپہر کے آرام کے وقت اپنی تلوار درخت سے لٹکائی

۱۲۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي سِنَانُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ الدُّؤَلِيُّ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ((أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قِبَلَ نَجْدٍ، فَلَمَّا قَفَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ

(۱۲۸) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا کہ ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' کہا مجھ سے سنان بن ابی سنان الدؤلی اور ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا اور انہیں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کے اطراف میں ایک غزوہ میں شریک تھے۔ جب حضور اکرمؐ جہاد سے واپس ہوئے تو آپ کے ساتھ یہ بھی واپس

قَفَلَ مَعَهُ، فَأَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعِضَاهِ، فَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَتَفَرَّقَ النَّاسُ يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ، فَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تَحْتَ سَمُرَةٍ وَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ، وَنِمْنَا نَوْمَةً، فَإِذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدْعُونَا، وَإِذَا عِنْدَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: إِنَّ هَذَا اخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ، فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِي يَدِهِ صَلْتًا، فَقَالَ: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ فَقُلْتُ: اللهُ (ثَلَاثًا). وَلَمْ يُعَاقِبْهُ، وَجَلَسَ)).

ہوئے۔ راستے میں قیلولہ کا وقت ایک ایسی وادی میں ہوا جس میں ببول کے درخت بکثرت تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے اسی وادی میں پڑاؤ کیا اور صحابہ پوری وادی میں پھیل گئے۔ آپؐ نے بھی ایک ببول کے نیچے قیام فرمایا اور اپنی تلوار درخت پر لٹکا دی۔ ہم سب سو گئے تھے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے پکارنے کی آواز سنائی دی' دیکھا گیا تو ایک بدوی آپؐ کے پاس تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ اس نے غفلت میں میری ہی تلوار مجھ پر کھینچ لی تھی اور میں سویا ہوا تھا' جب بیدار ہوا تو ننگی تلوار اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے کہا مجھ سے تمہیں کون بچائے گا؟ میں نے کہا کہ اللہ! تین مرتبہ اور تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گئی) حضور اکرمؐ نے اعرابی کو کوئی سزا نہیں دی بلکہ آپؐ بیٹھ گئے۔

تشریح پھر وہ اعرابی خود متاثر ہو کر مسلمان ہو گیا۔ ابن اسحاق نے مغازی میں یوں روایت کیا ہے کہ کافروں نے اس گنوار سے جس کا نام دعثور تھا' یہ کہا کہ اس وقت محمد (ﷺ) اکیلے ہیں اور موقع اچھا ہے۔ چنانچہ وہ آپؐ کی تلوار لے کر آپؐ کے سرہانے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اب آپؐ کو کون بچائے گا؟ آپؐ نے فرمایا میرا بچانے والا اللہ ہے۔ آپؐ نے یہ فرمایا ہی تھا کہ فوراً حضرت جبرائیل تشریف لائے اور اس گنوار کے سینے پر ایک گھونسا مارا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی' جو آپؐ نے اٹھالی اور فرمایا کہ اب تجھ کو کون بچائے گا اس نے کہا کوئی نہیں۔

٨٤- بَابُ لُبْسِ الْبَيْضَةِ باب خود پہننا

لوہے کا ٹوپ جس سے میدان جنگ میں سر کا بچاؤ کیا جاتا تھا۔

١٢٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ((أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ جُرْحِ النَّبِيِّ ﷺ يَومَ أُحُدٍ فَقَالَ: جُرِحَ وَجْهُ النَّبِيِّ ﷺ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ وهُشِمَتِ الْبَيْضَةُ عَلَى رَأْسِهِ، فَكَانَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلاَمُ تَغْسِلُ الدَّمَ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُمْسِكُ. فَلَمَّا رَأَتْ أَنَّ الدَّمَ لاَ يَزِيْدُ إِلاَّ كَثْرَةً أَخَذَتْ حَصِيْرًا فَأَحْرَقَتْهُ حَتَّى صَارَ رَمَادًا، ثُمَّ أَلْزَقَتْهُ، فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ)).

(۱۲۹) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے اور ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے' ان سے احد کی لڑائی میں نبی کریم ﷺ کے زخمی ہونے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے بتلایا آپؐ کے چہرہ مبارک پر زخم آئے اور آپؐ کے آگے کے دانت ٹوٹ گئے تھے اور خود آپؐ کے سر مبارک پر ٹوٹ گئی تھی۔ (جس سے سر پر زخم آئے تھے) حضرت فاطمہؓ خون دھو رہی تھیں اور علی کرم اللہ وجہہ پانی ڈال رہے تھے۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ خون برابر بڑھتا ہی جا رہا ہے تو انہوں نے ایک چٹائی جلائی اور اس کی راکھ کو آپؐ کے زخموں پر لگا دیا جس سے خون بہنا بند ہو گیا۔

تشریح: جنگ احد میں سب سے زیادہ المناک حادثہ یہ ہوا کہ رسول کریم ﷺ کو چوٹیں آئیں اور آپؐ زخمی ہو گئے۔ چہرہ کا زخم ابن قمیہ کے ہاتھوں سے ہوا اور دانتوں کا صدمہ عتبہ ابن ابی وقاص کے ہاتھوں سے پہنچا اور خود کو آپؐ کے سر مبارک پر توڑنے والا عبداللہ بن ہشام تھا۔ خود' لوہے کا ٹوپ جو سر کی حفاظت کے لئے سر ہی پر پہنا جاتا ہے۔ حدیث سے اس کا پہننا ثابت ہوا۔ جنگ احد کے تفصیلی حالات کتاب المغازی میں آئیں گے' ان شاء اللہ۔

٨٥- بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ كَسْرَ السِّلاَحِ عِنْدَ الْمَوتِ

باب کسی کی موت پر اس کے ہتھیار وغیرہ توڑنے درست نہیں

١٣٠- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ

(۱۳۰) ہم سے عمرو بن عباس نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے بیان کیا' ان سے سفیان ثوری نے' ان سے ابو اسحاق نے اور ان

الْحَارِثِ قَالَ: ((مَا تَرَكَ النَّبِيُّ ﷺ إِلاَّ سِلاَحَهُ وَبَغْلَةً بَيْضَاءَ وَأَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً)).

سے عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے ہتھیار' ایک سفید خچر اور ایک قطعہ اراضی جسے آپ پہلے ہی صدقہ کر چکے تھے کے سوا اور کوئی چیز نہیں چھوڑی تھی۔

تشریح عرب جاہلیت کا یہ دستور تھا کہ جب کسی قبیلہ کا سردار یا قبیلہ کا کوئی بہادر مرجاتا تو اس کے ہتھیار توڑ دیئے جاتے' یہ اس بات کی علامت سمجھی جاتی تھی کہ اب ان ہتھیاروں کا حقیقی معنوں میں کوئی اٹھانے والا باقی نہیں رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ اسلام میں ایسا عمل ہرگز جائز نہیں۔ رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد آپؐ کے ہتھیار وغیرہ سب باقی رکھے گئے۔ اسی سے ترجمۃ الباب ثابت ہوا۔ امام بخاریؒ نے یہ باب لا کر اشارہ کیا کہ شریعت اسلامی میں یہ کام منع ہے کیونکہ اس میں عمل کا ضائع کرنا ہے۔

٨٦- بَابُ تَفَرُّقِ النَّاسِ عَنِ الإِمَامِ عِنْدَ الْقَائِلَةِ وَالاِسْتِظْلاَلِ بِالشَّجَرِ

باب دوپہر کے وقت درختوں کا سایہ حاصل کرنے کے لئے فوجی لوگ امام سے جدا ہو کر (متفرق درختوں کے سائے تلے) پھیل سکتے ہیں

١٣١ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا سِنَانُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ وَأَبُو سَلَمَةَ أَنَّ جَابِرًا أَخْبَرَهُ. حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سِنَانِ بْنِ أَبِي سِنَانٍ الدُّؤَلِيِّ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ ((أَنَّهُ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ

(۱۳۱) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا کہ ہم کو شعیب نے خبردی' انہیں زہری نے' ان سے سنان بن ابی سنان اور ابو سلمہ نے بیان کیا اور ان دونوں حضرات کو جابر رضی اللہ عنہ نے خبر دی۔ اور ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' انہیں ابراہیم بن سعد نے خبر دی' انہیں ابن شہاب نے خبر دی' انہیں سنان بن ابی سنان الدؤلی نے اور انہیں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک لڑائی میں شریک تھے۔ ایک ایسے جنگل میں جہاں ببول کے درخت بکثرت تھے۔ قیلولہ کا وقت ہو گیا'

فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعِضَاهِ، فَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْعِضَاهِ يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ، فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ ثُمَّ نَامَ، فَاسْتَيْقَظَ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ وَهُوَ لَا يَشْعُرُ بِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ هَذَا اخْتَرَطَ سَيْفِي فَقَالَ: مَنْ يَمْنَعُكَ؟ قُلْتُ: اللهُ)). فَشَامَ السَّيْفَ، فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ. ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ)).

تمام صحابہ سائے کی تلاش میں وادی میں پھیل گئے اور نبی کریم ﷺ نے بھی ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا۔ آپؐ نے تلوار لٹکادی تھی اور سو گئے تھے۔ جب آپؐ بیدار ہوئے تو آپؐ کے پاس ایک اجنبی موجود تھا اس اجنبی نے کہا تھا کہ اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ پھر آنحضرت ﷺ نے آواز دی اور جب صحابہ رضی اللہ عنہم آپؐ کے قریب پہنچے تو آپؐ نے فرمایا کہ اس شخص نے میری ہی تلوار مجھ پر کھینچ لی تھی اور مجھ سے کہنے لگا تھا کہ اب تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچا سکے گا؟ میں نے کہا کہ اللہ اور تلوار نیام میں کر لی' اب یہ بیٹھا ہوا ہے آنحضرتؐ نے اسے کوئی سزا نہیں دی تھی۔

نبی اکرم ﷺ کے لفظ اللہ کہنے سے ہی وہ شخص دہشت زدہ ہو گیا اور اس نے تلوار نیام میں کر لی۔ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے یہاں حضرت امام بخاری اس حدیث کو یہ امر ثابت کرنے کے لئے لائے کہ فوجی لوگ دوپہر میں کہیں چلتے ہوئے جنگل میں قیلولہ کریں تو اپنی پسند کے مطابق سایہ دار درخت تلاش کر سکتے ہیں اور اپنے قائد سے آرام کرنے کے لئے الگ ہو سکتے ہیں اور یہ آداب جنگ کے منافی نہیں ہے۔

٨٨- بَابُ مَا قِيلَ فِي الرِّمَاحِ

باب بھالوں (نیزوں) کا بیان

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((جُعِلَ رِزْقِي تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِي، وَجُعِلَ الذِّلَّةُ وَالصَّغَارُ عَلَى مَنْ خَالَفَ أَمْرِي)).

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری روزی میرے نیزے کے سائے کے نیچے مقدر کی گئی ہے اور جو میری شریعت کی مخالفت کرے اس کے لئے ذلت اور خواری کو مقدر کیا گیا ہے۔

اس حدیث کو امام احمد نے (مسند احمد ۲/ ۵۰) وصل کیا ہے۔ مطلب یہ کہ میرا پیشہ سپاہ گری

ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ میری امت کی سوداگری جہاد ہے۔

١٣٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ، حَتَّى إِذَا كَانَ بِبَعْضِ طَرِيقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ أَصْحَابٍ لَهُ مُحْرِمِينَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ، فَرَأَى حِمَارًا وَحْشِيًّا، فَاسْتَوَى عَلَى فَرَسِهِ، فَسَأَلَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُنَاوِلُوهُ سَوطَهُ فَأَبَوا، فَسَأَلَهُمْ رُمْحَهُ فَأَبَوا، فَأَخَذَهُ ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ فَقَتَلَهُ، فَأَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبَى بَعْضٌ، فَلَمَّا أَدْرَكُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ سَأَلُوهُ عَنْ ذَلِكَ قَالَ ((إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أَطْعَمَكُمُوهَا اللهُ)).

وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ فِي الْحِمَارِ الْوَحْشِيِّ مِثْلُ حَدِيثِ أَبِي النَّضْرِ قَالَ: ((هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ؟)).

(۱۳۲) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں عمر بن عبیداللہ کے مولیٰ ابو النضر نے اور انہیں ابو قتادہ انصاری کے مولیٰ نافع نے اور انہیں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے مکہ کے راستے میں آپ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ جو احرام باندھے ہوئے تھے' لشکر سے پیچھے رہ گئے۔ خود ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے ابھی احرام نہیں باندھا تھا۔ پھر انہوں نے ایک گور خر دیکھا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے' اس کے بعد انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کوڑا اٹھا دیں انہوں نے اس سے انکار کیا' پھر انہوں نے اپنا نیزہ مانگا اس کے دینے سے انہوں نے انکار کیا' آخر انہوں نے خود اسے اٹھایا اور گور خر پر جھپٹ پڑے اور اسے مار لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے بعض نے تو اس گور خر کا گوشت کھایا اور بعض نے اس کے کھانے سے انکار کیا۔ پھر جب یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو اس کے متعلق مسئلہ پوچھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو ایک کھانے کی چیز تھی جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کی۔ اور زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ان سے عطاء بن یسار نے بیان کیا اور ان سے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے گور خر کے (شکار سے) متعلق ابو النضر ہی کی حدیث کی طرح (البتہ یہ زائد ہے کہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے دریافت فرمایا کیا اس کا کچھ بچا ہوا گوشت ابھی
تمہارے پاس موجود ہے؟

تشریح اس حدیث میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کا نیزوں سے مسلح ہونا مذکور ہوا ہے' اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان کے لئے یہ امر باعث فخر ہے کہ وہ ہر حال میں اللہ کا سپاہی ہے ہر حال میں سپاہیانہ زندگی گزارنا یہی اس کا اوڑھنا اور بچھونا ہے۔ صد افسوس کہ عام اہل اسلام بلکہ خواص تک ان حقائق اسلام سے حد درجہ غافل ہو گئے ہیں۔ علمائے ظواہر صرف فروعی مسائل میں الجھ کر رہ گئے اور حقائق اسلام نظروں سے بالکل اوجھل ہو گئے جس کی سزا سارے مسلمان عام طور پر غلامانہ زندگی کی شکل میں بھگت رہے ہیں۔
الا من شاء اللہ

٨٨- بَابُ مَا قِيْلَ فِي دِرْعِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْقَمِيصِ فِي الْحَرْبِ

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : أَمَّا خَالِدٌ فَقَدْ احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ فِي سَبِيْلِ اللهِ

١٣٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ : ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ. اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ)). فَأَخَذَ أَبُوبَكْرٍ بِيَدِهِ فَقَالَ: حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَدْ

باب آنحضرت ﷺ کا لڑائی میں زرہ پہننا

اسی طرح کرتہ (لوہے) کا اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ "خالد بن ولید نے تو اپنی زرہیں اللہ کے راستے میں وقف کر رکھی ہیں"
(پھر اس سے زکوٰۃ کا مانگنا بے جا ہے)

(۱۳۳) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوہاب ثقفی نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد حذاء نے بیان کیا' ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ دعا فرما رہے تھے' اس وقت آپ ایک خیمہ میں تشریف فرما تھے' کہ اے اللہ! میں تیرے عہد اور تیرے وعدے کا واسطہ دے کر فریاد کرتا ہوں اے اللہ! اگر تو چاہے تو آج کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے گی۔ اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا بس کیجئے اے اللہ کے رسول! آپ نے اپنے رب

أَلْحَحْتَ عَلَى رَبِّكَ. وَهُوَ فِي الدِّرْعِ، فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ: ((﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ. بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ﴾)). وَقَالَ وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ ((يَوْمَ بَدْرٍ))

کے حضور میں دعا کی حد کر دی ہے۔ آنحضرت اس وقت زرہ پہنے ہوئے تھے۔ آپؐ باہر تشریف لائے تو زبان مبارک پر یہ آیت تھی "جماعت (مشرکین) جلد ہی شکست کھا کر بھاگ جائے گی اور پیٹھ دکھانا اختیار کرے گی اور قیامت کے دن کا ان سے وعدہ ہے اور قیامت کا دن بڑا ہی بھیانک اور تلخ ہو گا" اور وہیب نے بیان کیا' ان سے خالد نے بیان کیا کہ بدر کے دن کا (یہ واقعہ ہے)

تشریح: یعنی اے اللہ! آج تو اپنا وعدہ اپنے فضل و کرم سے پورا کر دے۔ وعدہ یہ تھا کہ یا تو قافلہ آئے گا یا کافروں پر فتح ہو گی۔ آنحضرت ﷺ کو اللہ کے وعدہ پر کامل بھروسہ تھا۔ مگر مسلمانوں کی بے سروسامانی اور قلت اور کافروں کی کثرت کو دیکھ کر بہ مقتضائے بشریت آپ نے فرمایا لم تعبد بعد الیوم کا مطلب یہ کہ دنیا میں آج تیرے خالص پوجنے والے یہی تین سو تیرہ آدمی ہیں' اگر تو ان کو بھی ہلاک کر دے گا تو تیری مرضی۔ چونکہ میرے بعد پھر کوئی پیغمبر آنے والا نہیں تو قیامت تک شرک ہی شرک رہے گا اور تجھے کوئی نہ پوجے گا۔ اللہ نے اپنے پیارے نبی کی دعاؤں کو قبول فرمایا اور بدر میں کافروں کو وہ شکست دی کہ آئندہ کے لئے ان کی کمر ٹوٹ گئی اور اہل اسلام کی ترقی کے راستے کھل گئے۔ حدیث ہذا سے میدان جنگ میں زرہ پہننا ثابت ہوا۔ آج کل مشینی دور ہے لہٰذا میدان جنگ کے بھی قدیم اطوار بدل گئے ہیں۔

١٣٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((تُوُفِّي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِثَلاَثِينَ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ)). وَقَالَ يَعْلَى حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ ((دِرْعٌ مِنْ

(۱۳۴) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی' انہیں اعمش نے' انہیں ابراہیم نے' انہیں اسود نے اور ان سے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپؐ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع جو کے بدلے میں رہن رکھی ہوئی تھی۔ اور یعلیٰ نے بیان کیا کہ ہم سے اعمش نے بیان کیا کہ لوہے کی

حَدِيْدٍ)) وَقَالَ مُعَلَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ وَقَالَ ((رَهَنَهُ دِرْعًا مِنْ حَدِيْدٍ)).

زرہ (تھی) اور معلی نے بیان کیا' ان سے عبدالواحد نے بیان کیا' ان سے اعمش نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے لوہے کی ایک زرہ رہن رکھی تھی۔

اس حدیث سے زرہ رکھنے کا ثبوت ہوا۔ زرہ لوہے کا کرتہ جس سے جنگ میں سارا جسم چھپ جاتا ہے اور اس پر کسی نیزے یا برچھے کا اثر نہ ہوتا تھا۔ قدیم زمانے میں تقریباً ساری ہی دنیا میں میدان جنگ میں زرہ پہننے کا رواج تھا۔

۱۳۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الْبَخِيْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ مَثَلُ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ قَدِ اضْطُرَّتْ أَيْدِيْهِمَا إِلَى تَرَاقِيْهِمَا، فَكُلَّمَا هَمَّ الْمُتَصَدِّقُ بِصَدَقَتِهِ اتَّسَعَتْ عَلَيْهِ حَتَّى تُعْفِيَ أَثَرَهُ، وَكُلَّمَا هَمَّ الْبَخِيْلُ بِالصَّدَقَةِ انْقَبَضَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ إِلَى صَاحِبَتِهَا وَتَقَلَّصَتْ عَلَيْهِ وَانْضَمَّتْ يَدَاهُ إِلَى تَرَاقِيْهِ)). فَسَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ ((فَيَجْتَهِدُ أَنْ يُوَسِّعَهَا فَلاَ تَتَّسِعُ)).

(۱۳۵) ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن طاؤس نے بیان کیا' ان سے ان کے باپ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بخیل (جو زکوٰۃ نہیں دیتا) اور زکوٰۃ دینے والے (سخی) کی مثال دو آدمیوں جیسی ہے' دونوں لوہے کے کرتے (زرہ) پہنے ہوئے ہیں' دونوں کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے ہیں زکوٰۃ دینے والا (سخی) جب بھی زکوٰۃ کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا کرتہ اتنا کشادہ ہو جاتا ہے کہ زمین پر چلنے میں گھسٹتا جاتا ہے لیکن جب بخیل صدقہ کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ کا ایک ایک حلقہ اسکے بدن پر تنگ ہو جاتا ہے اور اس طرح سکڑ جاتا ہے کہ اسکے ہاتھ اسکی گردن سے جڑ جاتے ہیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ پھر بخیل اسے ڈھیلا کرنا چاہتا ہے لیکن وہ ڈھیلا نہیں ہوتا۔

تشریح یہ حدیث کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سخی کا دل تو زکوٰۃ اور صدقہ

دینے سے خوش اور کشادہ ہو جاتا ہے اور بخیل اول تو زکوۃ دیتا نہیں دوسرے جبراً قہراً کچھ دے بھی دے تو دل تنگ اور رنجیدہ ہو جاتا ہے' اس کی زرہ کے حلقے سکڑنے کی یہی تعبیر ہے۔ بخل کی مذمت میں بہت سی آیات و احادیث موجود ہیں۔ مرد مومن زکوۃ نکالنے اور اللہ کے لیے خرچ کرنے سے اس قدر خوش ہوتا ہے گویا اس کی زرہ نے کشادہ ہو کر اس کے سارے جسم کو ڈھانپ لیا۔ اس کی زرہ کی کشادگی سے بھی زیادہ اس کا دل کشادہ ہو جاتا ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو یہ خوبی عطا کرے آمین۔ چونکہ اس حدیث میں زرہ کا ذکر تھا' اس لئے حضرت امام بخاری یہاں اس کو لائے اور زرہ کا اثبات فرمایا۔

٨٩- بَابُ الْجُبَّةِ فِي السَّفَرِ وَالْحَرْبِ

باب سفر میں اور لڑائی میں جبہ پہننے کا بیان

١٣٦- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنْ أَبِي الضُّحَى مُسْلِمٍ هُوَ ابْنُ صُبَيْحٍ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَالَ: ((انْطَلَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِحَاجَتِهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ، فَتَلَقَّيْتُهُ بِمَاءٍ - وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ - فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، وَغَسَلَ وَجْهَهُ، فَذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَيْهِ مِنْ كُمَّيْهِ فَكَانَا ضَيِّقَيْنِ، فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتُ، فَغَسَلَهُمَا، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَعَلَى خُفَّيْهِ)).

(١٣٦) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبدالواحد نے بیان کیا' ان سے اعمش نے بیان کیا' ان سے ابو الضحیٰ مسلم نے' جو صبیح کے صاحبزادے ہیں' ان سے مسروق نے بیان کیا اور ان سے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ قضاء حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ جب آپؐ واپس ہوئے تو میں پانی لے کر خدمت میں حاضر ہوا' آپؐ شامی جبہ پہنے ہوئے تھے۔ پھر آپؐ نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنے چہرہ پاک کو دھویا۔ اس کے بعد (ہاتھ دھونے کے لئے) آستین چڑھانے کی کوشش کی لیکن آستین تنگ تھی اس لئے ہاتھوں کو نیچے سے نکالا پھر انہیں دھویا اور سر کا مسح کیا اور دونوں موزوں کا بھی مسح کیا۔

٩٠- بَابُ الْحَرِيرِ فِي

باب لڑائی میں حریر یعنی خالص ریشمی کپڑا

الْحَرْبِ پہننا

تشریح: اس مسئلہ میں اختلاف ہے' امام مالک اور امام ابو حنیفہؒ نے مطلقاً اس کا پہننا مردوں کے لئے جائز نہیں رکھا اور امام شافعی اور امام ابو یوسف نے کہا ضرورت کے لئے جائز ہے جیسے خارش یا جوؤں میں اور اہلحدیث کے نزدیک لڑائی میں بھی جائز ہے بلکہ ابن ماجشون نے کہا مستحب ہے دشمن کو ڈرانے کے لئے۔

۱۳۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ فِي قَمِيْصٍ مِنْ حَرِيْرٍ مِنْ حِكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا))

(۱۳۷) ہم سے احمد بن مقدام نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا' کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر کو خارش کے مرض کی وجہ سے ریشمی کرتہ پہننے کی اجازت دے دی تھی' جو ان دونوں کو لاحق ہو گئی تھی جو اس مرض میں مفید ہے۔

تشریح: یہ حدیث لا کر حضرت امام بخاری نے اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جو آگے بیان کیا کہ یہ اجازت جہاد میں ہوئی اور ابوداؤد (کتاب اللباس باب فی لبس الحریر لعذر۔ ۴۰۵۶) کی روایت میں ہے کہ یہ اجازت سفر میں دی۔ اب دوسری روایت میں اجازت کی علت جوئیں مذکور ہیں اس روایت میں کھجلی۔ دونوں میں تطبیق یوں ہو گی کہ پہلے جوئیں پڑی ہوں گی پھر جوؤں کی وجہ سے کھجلی پیدا ہو گئی ہو گی۔ کہتے ہیں ریشمی کپڑا خارش کو کھو دیتا ہے اور جوؤں کو مار ڈالتا ہے (تیسیر الباری ۳/ ۱۸۳)

۱۳۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ح حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ((أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرَ

(۱۳۸) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے (دوسری سند) اور ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ

شَكَوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ - يَعْنِي الْقُمْلَ - فَأَرْخَصَ لَهُمَا فِي الْحَرِيرِ، فَرَأَيْتُهُ عَلَيْهِمَا فِي غَزَاةٍ)).

سے جوؤں کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں ریشمی کپڑے کے استعمال کی اجازت دے دی' پھر میں نے جہاد میں انہیں ریشمی کپڑا پہنے ہوئے دیکھا۔

۱۳۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ: أَخْبَرَنِي قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ قَالَ: ((رَخَّصَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوفٍ وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فِي حَرِيرٍ)).

(۱۳۹) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے' انہیں قتادہ نے خبر دی اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما کو ریشمی کپڑے پہننے کی اجازت دے دی تھی۔

۱۴۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: ((رَخَّصَ - أَوْ رُخِّصَ - لَهُمَا لِحِكَّةٍ بِهِمَا)).

(۱۴۰) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے' کہا ہم سے شعبہ نے' انہوں نے قتادہ سے سنا اور انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ (نبی کریم ﷺ نے) رخصت دی تھی یا (یہ بیان کیا کہ) رخصت دی گئی تھی' ان دونوں حضرات کو خارش کی وجہ سے جو ان کو لاحق ہو گئی تھی۔

۹۱- بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي السِّكِّينِ

باب چھری کا استعمال کرنا درست ہے

۱۴۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَأْكُلُ مِنْ

(۱۴۱) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' ان سے جعفر بن عمرو بن امیہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ شانے کا گوشت

كَتِفٍ يَحْتَزُّ مِنهَا، ثُمَّ دُعِيَ إِلَى الصَّلاَةِ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ)). حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَزَادَ: ((فَأَلْقَى السِّكِّيْنَ)).

(چھری سے) کاٹ کر کھا رہے تھے' پھر نماز کے لئے اذان ہوئی تو آپؐ نے نماز پڑھی لیکن وضو نہیں کیا۔ ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی اور انہیں زہری نے (اس روایت میں) یہ زیادتی بھی موجود ہے کہ (نماز کے لئے) آپؐ نے چھری ڈال دی۔

یہ حدیث کتاب الوضوء میں گزر چکی ہے اور یہاں امام بخاری اس کو اس لئے لائے کہ جب چھری کا استعمال درست ہوا تو جہاد میں بھی اس کو رکھ سکتے ہیں۔ یہ بھی ایک ہتھیار ہے۔ مجاہدین کو بہت سی ضروریات میں چھری بھی کام آ سکتی ہے' اس لئے اس کا بھی سفر میں ساتھ رکھنا جائز ہے۔

۹۲- بَابُ مَا قِيْلَ فِي قِتَالِ الرُّوْمِ

باب نصاریٰ سے لڑنے کی فضیلت کا بیان

۱٤۲- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيْدَ الدِّمِشْقِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ أَنَّ عُمَيْرَ بْنَ الأَسْوَدِ الْعَنْسِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ أَتَى عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَهُوَ نَازِلٌ فِي سَاحِلِ حِمْصَ وَهُوَ فِي بِنَاءٍ لَهُ وَمَعَهُ أُمُّ حَرَامٍ، قَالَ عُمَيْرٌ: فَحَدَّثَتْنَا أُمُّ حَرَامٍ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوا)). قَالَتْ أُمُّ حَرَامٍ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ

(۱۴۲) ہم سے اسحاق بن یزید دمشقی نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن حمزہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ثور بن یزید نے بیان کیا' ان سے خالد بن معدان نے اور ان سے عمیر بن اسود عنسی نے بیان کیا کہ وہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کا قیام ساحل حمص پر اپنے ہی ایک مکان میں تھا اور آپ کے ساتھ (آپ کی بیوی) ام حرام رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ عمیر نے بیان کیا کہ ہم سے ام حرامؓ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے' آپؐ نے فرمایا تھا کہ میری امت کا سب سے پہلا لشکر جو دریائی سفر کر کے جہاد کے لئے جائے گا' اس نے (اپنے لئے رحمت و مغفرت) واجب کر لی۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے کہا تھا یا رسول اللہ! کیا

أَنَا فِيهِمْ؟ ((قَالَ أَنتِ فِيهِمْ)). ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ: ((أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ مَغْفُورٌ لَهُمْ)). فَقُلْتُ: أَنَا فِيهِمْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ : ((لَا)).

میں بھی ان کے ساتھ ہوں گی؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں، تم بھی ان کے ساتھ ہو گی۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا سب سے پہلا لشکر میری امت کا جو قیصر کے شہر (قسطنطنیہ) پر چڑھائی کرے گا، ان کی مغفرت ہو گی۔ میں نے کہا میں بھی ان کے ساتھ ہوں گی یا رسول اللہ؟ آپؐ نے فرمایا کہ نہیں۔

تشریح پہلا جہاد حضرت عثمان کے زمانہ میں (حضرت معاویہ کی قیادت میں) ۲۸ھ میں ہوا جس پر جزیرہ قبرص کے نصاریٰ پر چڑھائی کی گئی، اسی میں حضرت ام حرامؓ شریک تھیں، واپسی میں یہ راستہ پر سواری سے گر کر شہید ہو گئیں۔ دوسرا جہاد ۵۵ھ میں بزمانہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہوا جس میں قسطنطنیہ پر حملہ کیا گیا تھا۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اسی میں شہادت پائی اور قسطنطنیہ ہی میں دفن کئے گئے۔ یہ لشکر یزید بن معاویہ کے زیر قیادت تھا۔ مگر خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہی کی تھی اس لئے اس سے یزید کی خلافت کی صحت پر دلیل پکڑنا غلط ہوا اور لشکر والوں کی بخشش کی جو بشارت دی گئی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ لشکر کا ہر ہر فرد بخشا جائے۔ خود آنحضرتؐ کے ساتھ ایک آدمی خوب بہادری سے لڑا تھا۔ آپؐ نے اس کے بارے میں فرمایا کہ وہ دوزخی ہے پس بہشتی اور دوزخی ہونے میں خاتمہ کا اعتبار ہے۔ [1]

---

[1] تیسیر الباری ۳/ ۱۶۵۔

نوٹ: صحیح بخاری کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مغفور لھم کی بشارت قسطنطنیہ پر پہلا حملہ کرنے والوں کے لیے ہے اور سنن ابوداؤد کی ایک حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یزید والے حملے سے پہلے بھی قسطنطنیہ پر حملہ ہوا جس میں پورے لشکر کے امیر عبدالرحمٰن بن خالد بن الولید رحمہ اللہ تھے۔ اسلم ابو عمران سے مروی ہے کہ: غزونا من المدينة نريد القسطنطينية و على الجماعة عبدالرحمن بن خالد بن الوليد الخ۔ ابوداؤد ۲۵۱۲، مستدرک حاکم ۲/ ۸۴، ۸۵ تفسیر ابن ابی حاتم الرازی ۱/ ۳۳۰، ۳۳۱ تفسیر طبری ۲/ ۱۱۸، ۱۱۹ احکام القرآن للجصاص ۱/ ۳۲۶، ۳۲۷۔ تاریخ دمشق مصور ۹/ ۹۲۹ نسائی کبری ۶/ ۲۹۹ تفسیر نسائی ۱/ ۲۳۸۔ ہم مدینہ سے قسطنطنیہ پر غزوے کے لیے نکلے اور پوری جماعت کے امیر عبدالرحمٰن بن خالد بن الولید تھے الخ امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے ۴۴ھ اور ۴۶ھ کے واقعات کے ضمن میں بلاد روم میں ان کی زیر امارت جہاد کا ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ ۸/ ۲۸۲۵ امام طبری نے ۴۴ھ اور ۴۵ھ کے تحت ان کے اس جہاد =

نوٹ: یہاں علامہ وحید الزماں ؒ کو ایک زبردست غلط فہمی ہوئی ہے۔ اور نبی ﷺ کی پیشین گوئی کی بے جا تاویل کر ڈالی ہے۔ حالانکہ نبی ﷺ کی کہی ہوئی بات حرف بحرف پوری ہوتی ہے۔ نبی ﷺ کے ساتھ جو لشکر لڑ رہا تھا' ان کیلئے سبھی کے جنتی ہونے کی پیشین گوئی آپؐ نے نہیں فرمائی تھی۔ اس کے برعکس قسطنطنیہ کے سارے لشکریوں کے جنتی ہونے کی آپؐ نے پیشین گوئی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو محدود کرنے کا اختیار کسی انسان کے پاس نہیں ہے۔ (محمود الحسن اسد)

۹۳- بَابُ قِتَالِ الْيَهُودِ

باب یہودیوں سے لڑائی ہونے کا بیان

۱٤٣- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرْوِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((تُقَاتِلُونَ الْيَهُودَ حَتَّى يَخْتَبِيءَ أَحَدُهُمْ وَرَاءَ الْحَجَرِ فَيَقُولُ يَا عَبْدَ اللهِ، هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَائِي فَاقْتُلْهُ)).

(۱۴۳) ہم سے اسحاق بن محمد فروی نے بیان کیا' کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا (ایک دور آئے گا جب) تم یہودیوں سے جنگ کرو گے۔ کوئی یہودی اگر پتھر کے پیچھے چھپ جائے گا تو وہ پتھر بھی بول اٹھے گا کہ "اے اللہ کے بندے! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا بیٹھا ہے اسے قتل کر ڈال۔"

۱٤٤- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ:

(۱۴۴) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا کہ ہم کو جریر نے خبر دی عمارہ بن قعقاع سے' انہیں ابو زرعہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک یہودیوں سے

= کا ذکر کیا ہے تاریخ طبری ۴ / ۱۶۱' ۱۷۰ اور عبدالرحمن ؓ ۴۶ھ میں شہید کر دیئے گئے تھے۔ جبکہ یزید ۴۹ھ یا اس کے بعد قسطنطنیہ کی جنگ میں حاضر ہوا ہے۔ پس اس توضیح سے معلوم ہوا کہ یزید کو اول جیش کا مصداق سمجھ کر اس کے جنتی ہونے کا فتویٰ صادر کرنا درست نہیں۔ جنت اور جہنم کا معاملہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔ البتہ ہمیں ہر فوت شدہ مسلمان کے لیے دعائے مغفرت کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمائے آمین۔ (ابوالحسن)

((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوا الْيَهُودَ، حَتّٰى يَقُولَ الْحَجَرُ وَرَاءَهُ الْيَهُودِيُّ: يَا مُسْلِمُ، هٰذَا يَهُودِيٌّ وَرَائِي فَاقْتُلْهُ)).

تمہاری جنگ نہ ہو لے گی اور وہ پتھر بھی اس وقت بول اٹھیں گے جس کے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہو گا کہ اے مسلمان! یہ یہودی میری آڑ لے کر چھپا ہوا ہے اسے قتل کر ڈالو۔

یہ قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد ہو گا۔

٩٤- بَابُ قِتَالِ التُّرْكِ باب ترکوں سے جنگ کا بیان

تشریح ترک سے مراد یہاں وہ قوم ہے جو یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہے ان کو قوم تار تار کہا گیا ہے۔ یہ لوگ خلفاء کے عہد تک کافر تھے یہاں تک کہ ہلاکو خاں ترک نے عربوں پر چڑھائی کی اور خلافت بنو عباسیہ کا کام تمام کیا۔ اس کے کچھ بعد ترک مشرف باسلام ہوئے جن کے اسلام کی مختصر کہانی یہ ہے۔

تاتاری دولت: ایل خانیہ کا وہ پہلا بادشاہ جس نے اسلام قبول کیا تکودار تھا' یہ بادشاہ ہلاکو خاں کا چھوٹا لڑکا تھا' جو اباقا خاں کے بعد مغل تخت و تاج کا مالک ہوا۔ ڈاکٹر سر تھامس آرنلڈ نے پریچنگ آف اسلام میں اس دور کے عیسائی مؤرخ کے حوالہ سے تکو دار خاں کا ایک مکتوب نقل کیا ہے جو اس نے سلطان مصر کے نام ارسال کیا تھا۔ مکتوب نقل کرنے سے پہلے وہ عیسائی مورخ تکوودار کا تعارف کراتے ہوئے لکھتا ہے۔

تکوودار کی تعلیم و تربیت عیسوی مذہب کے مطابق ہوئی تھی۔ بچپن میں اسے اصطباغ ملا تھا اور اس کا نام نکولس رکھا گیا تھا لیکن نکولس جب جوان ہوا تو اسے مسلمانوں کی صحبت نصیب ہو گئی' مسلمانوں کی صحبت نے نکولس پر بہت اثر ڈالا وہ اس تعلق اور میل جول کو بہت عزیز رکھنے لگا تھا۔ مسلمانوں کے ساتھ نکولس کے میل جول کا یہ نتیجہ نکلا کہ وہ مسلمان ہو گیا اور اس نے اپنا نام سلطان محمد رکھا۔ اسلامی نظریات قبول کر کے نکولس یعنی سلطان محمد نے اس امر کی کوشش کی کہ اس کی پوری قوم تاتاری اسلام کی روشنی سے منور ہو جائے۔ وہ ایک باسطوت شہنشاہ تھا۔ اس نے اسلامی توحید اور اسلامی اخلاق قبول کرنے والوں کے لئے انعام و اکرام مقرر کیا اور انہیں اختیار اور عزت کے عہدوں پر مامور کیا۔ شہنشاہ کے اس اعزاز و اکرام کا تاتاری عوام پر بڑا اثر پڑا اور تاتاریوں کی بڑی تعداد نے توحید و آخرت کا اسلامی تصور قبول کر لیا۔

اس تعارفی تمہید کے بعد اس دور کا عیسائی مورخ سلطان محمد (نکولس) کا وہ تاریخی مکتوب نقل

کرتا ہے جو اس نے مصری فرمانروا کے نام بھیجا تھا۔ وہ مکتوب یہ ہے:

سلطان محمد کا فرمان شاہ مصر کے نام۔ بعد تمہید کے واضح ہو کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں ہدایت کی روشنی عطا فرمائی۔ جوانی کے آغاز ہی میں ہم کو اپنی الوہیت و وحدانیت کا اقرار کرنے اور حضرت محمد ﷺ کی پیغمبرانہ صداقت کو تسلیم کرنے اور خدا کے نیک بندوں کے بارے میں اچھی رائے رکھنے کی توفیق بخشی۔ ﴿ فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام ﴾ (الانعام: ۱۲۵) ترجمہ: خدا تعالیٰ جس کو زندگی کے بہترین راستہ پر چلانا چاہتا ہے تو اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔ ہم اس وقت سے آج تک دین حق کو سربلند کرنے اور مسلمانوں کے معاملات کو سدھارنے پر توجہ کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ والد بزرگوار ہلاکو خاں اور برادر بزرگ (اباقا خاں) کی طرف سے حکمرانی کی ذمہ داری ہم پر آ پڑی اور خدا تعالیٰ نے ہماری آرزوؤں کو پورا کرنے کا موقع فراہم کیا۔ ایک وقت تھا کہ مقدس کورلتائی (مجلس امراء) میں یہ فیصلہ ہوا کہ ہمارے برادر بزرگ کے حکم سے فوج کشی کی مہم کو جاری رکھا جائے اور ہماری ان افواج کو ہر طرف روانہ کیا جائے جن کی کثرت سے خدا کی زمین باوجود وسیع ہونے کے تنگ ہو چکی تھی اور جن افواج کی صولت و ہیبت سے دنیا کا دل کانپتا اور تھر تھراتا تھا اور افواج کشی کا فیصلہ ہمارے ایوان امراء کے شہزادگان اور سپہ سالاران ایسے مستحکم عزم وارادہ سے کرتے کہ جس کے سامنے پہاڑ جھک جائیں اور سنگ خارا کی چٹانیں موم ہو جائیں۔ لیکن آج وہ وقت ہے کہ ہماری مجلس شہزادگان و امراء میں یہ مشورہ ہوتا ہے کہ اسلام کے کلمہ کو سربلند کیا جائے' خونریزی کا سلسلہ بند کیا جائے' چاروں طرف امن و امان کا دور دورہ ہو' ہماری مملکت کے حکام ہماری شفقت سے آرام پائیں کیونکہ ہم خدا کی عظمت کو تسلیم کرتے ہیں اور بندگان خدا پر مہربان ہیں۔ ہمارے اس فیصلہ کو شیخ الاسلام قدوۃ العارفین کے نیک مشوروں نے تقویت دی ہے۔ ہم نے قاضی القضاۃ قطب الدین شیرازی اور اتابک بہاء الدین کو اطراف ملک میں بھیجا ہے تاکہ وہ عوام کو ہمارے اس طریقہ کار سے آگاہ کریں' اسلام تمام پچھلے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ اب خدا نے ہم کو حق کی پیروی کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

ہلاکو خاں کے لڑکے تکودار خاں کے اس مکتوب کے بعد سر تھامس لکھتا ہے۔ مغل تاریخ کے جاننے والے کو اس مکتوب کے مطالعہ سے راحت اور سکون حاصل ہوا ہو گا۔

١٤٥ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ

(۱۴۵) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا' ان سے جریر بن حازم نے بیان کیا' کہا میں نے حسن سے سنا' انہوں نے کہا کہ ہم سے عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' کہا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

ﷺ: ((إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ تُقَاتِلُوا قَوْمًا يَنْتَعِلُونَ نِعَالَ الشَّعْرِ، وَإِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ تُقَاتِلُوا قَوْمًا عِرَاضَ الْوُجُوهِ كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ)).

قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ تم ایسی قوم سے جنگ کرو گے جو بالوں کی جوتیاں پہنتے ہوں گے (یا ان کے بال بہت لمبے ہوں گے) اور قیامت کی ایک نشانی یہ ہے کہ ان لوگوں سے لڑو گے جن کے منہ چوڑے چوڑے ہوں گے گویا وہ ڈھالیں ہیں چمڑا جمی ہوئی۔

تشریح یعنی بہت موٹے منہ والے ہوں گے۔ حدیث میں مطوقة یا مطرقة ہے معنی دونوں کے ایک ہی ہیں اقوام تاتار مراد ہیں جو بعد میں دولت اسلام سے مشرف ہوئے۔

ترک سے مراد یہاں وہ قوم ہے جو یافث بن نوح کی اولاد میں ہے۔ علی العموم تاتار کے لوگ آنحضرت ﷺ اور خلفائے اسلام کے زمانوں تک کافر رہے۔ یہاں تک کہ ہلاکو خاں ترک نے عربوں پر چڑھائی کر کے خلافت عباسیہ کا کام تمام کیا۔ اس کے بعد کچھ ترک مشرف باسلام ہوئے۔ وہب بن منبہ نے کہا کہ ترک یاجوج ماجوج کے چچیرے بھائی ہیں۔ جب سد بنائی گئی تو یہ لوگ غائب تھے۔ وہ دیوار کے اسی طرف رہ گئے۔ اسی لئے ان کا نام ترک یعنی متروک ہو گیا' واللہ اعلم بالصواب۔

۱۴۶ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ الأَعْرَجِ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((لاَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا التُّرْكَ، صِغَارَ الأَعْيُنِ حُمْرَ الْوُجُوهِ، ذُلْفَ الأُنُوفِ، كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ. وَلاَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ)).

(۱۴۶) ہم سے سعید بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے' کہا مجھ سے میرے باپ ابراہیم بن سعد نے' ان سے صالح بن کیسان نے' ان سے اعرج نے' اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم ترکوں سے جنگ نہ کر لو گے' جن کی آنکھیں چھوٹی ہوں گی' چہرے سرخ ہوں گے' ناک موٹی پھیلی ہوئی ہوگی' ان کے چہرے ایسے ہوں گے جیسے تہ بند چمڑا لگی ہوئی ہوتی ہے اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک تم ایک ایسی قوم سے جنگ نہ کر لو گے جن کے جوتے بال کے بنے ہوئے ہوں گے۔

٩٥- بَابُ قِتَالِ الَّذِيْنَ يَنْتَعِلُونَ الشَّعَرَ

باب ان لوگوں سے لڑائی کا بیان جو بالوں کی جوتیاں پہنے ہوں گے

١٤٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَومًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ، وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَومًا كَأَنَّ وُجُوهَهُم الْمَجَانُّ الْمُطَرَّقَةُ)). قَالَ سُفْيَانُ: وَزَادَ فِيْهِ أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً (صِغَارَ الْأَعْيُنِ ذُلْفِ الْأُنُوفِ كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطَرَّقَةُ).

(۱۴۷) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے' ان سے زہری نے' ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم ایک ایسی قوم سے لڑائی نہ کرلو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم ایک ایسی قوم سے جنگ نہ کرلو گے جن کے چہرے تہ شدہ ڈھالوں جیسے ہوں گے۔ سفیان نے بیان کیا کہ اس میں ابو الزناد نے اعرج سے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ زیادہ نقل کیا کہ ان کی آنکھیں چھوٹی ہوں گی' ناک موٹی' چہرے ایسے ہوں گے جیسے تہ بتہ چمڑہ لگی ڈھال ہوتی ہے۔

اس حدیث میں بھی قوم ترک کا بیان ہے اور یہ ان کے قبول اسلام سے پہلے کا ذکر ہے۔ کہتے ہیں کہ دنیا میں تین قومیں ایسی ہیں کہ انہوں نے خاص طور پر ساری قوم نے اسلام قبول کر لیا' عرب' ترک اور افغان۔ یہ جب اسلام میں داخل ہوئے تو روئے زمین پر سب ہی مسلمان ہو گئے۔ (ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء)

٩٦- بَابُ مَنْ صَفَّ أَصْحَابَهُ عِنْدَ الْهَزِيْمَةِ وَنَزَلَ عَنْ دَابَّتِهِ وَاسْتَنْصَرَ

باب ہار جانے کے بعد امام کا سواری سے اترنا اور بچے کھچے لوگوں کی صف باندھ کر اللہ سے مدد مانگنا

١٤٨- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ

(۱۴۸) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا' کہا ہم سے

حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ - وَسَأَلَهُ رَجُلٌ: أَكُنْتُمْ فَرَرْتُمْ يَا أَبَا عُمَارَةَ يَوْمَ حُنَيْنٍ - قَالَ لَا وَاللهِ، مَا وَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ وَلَكِنَّهُ خَرَجَ شُبَّانُ أَصْحَابِهِ وَخِفَافُهُمْ حُسَّرًا لَيْسَ بِسَلَاحٍ، فَأَتَوْا قَوْمًا رُمَاةً جَمْعَ هَوَازِنَ وَبَنِي نَصْرٍ، مَا يَكَادُ يَسْقُطُ لَهُمْ سَهْمٌ، فَرَشَقُوهُمْ رَشْقًا مَا يَكَادُونَ يُخْطِئُونَ، فَأَقْبَلُوا هُنَالِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ عَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ وَابْنُ عَمِّهِ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَقُودُ بِهِ، فَنَزَلَ وَاسْتَنْصَرَ ثُمَّ قَالَ: ((أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ، أَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ)). ثُمَّ صَفَّ أَصْحَابَهُ)).

زہیر نے‘ ان سے ابو اسحاق نے‘ کہا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا‘ ان سے ایک صاحب نے پوچھا تھا کہ ابو عمارہ! کیا آپ لوگوں نے حنین کی لڑائی میں فرار اختیار کیا تھا؟ براء رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں خدا کی قسم‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پشت ہرگز نہیں پھیری تھی۔ البتہ آپؐ کے اصحاب میں جو نوجوان بے سرو سامان تھے جن کے پاس زرہ تھی نہ خود اور وہ کوئی ہتھیار بھی نہیں لے گئے تھے‘ انہوں نے ضرور میدان چھوڑ دیا تھا۔ کیونکہ مقابلہ میں ہوازن اور بنو نصر کے بہترین تیرانداز تھے کہ کم ہی ان کا کوئی تیر خطا جاتا۔ چنانچہ انہوں نے خوب تیر برسائے اور شاید ہی کوئی نشانہ ان کا خطا ہوا ہو (مسلمان) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر جمع ہو گئے۔ آپؐ اپنے سفید خچر پر سوار تھے اور آپؐ کے چچیرے بھائی ابو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب آپؐ کی سواری کی لگام تھامے ہوئے تھے۔ حضور نے سواری سے اتر کر اللہ تعالیٰ سے مدد کی دعا مانگی۔ پھر فرمایا میں نبی ہوں اس میں غلط بیانی کا کوئی شائبہ نہیں‘ میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں۔ اس کے بعد آپؐ نے اپنے اصحاب کی (نئے طریقے پر) صف بندی کی۔

٩٧- بَابُ الدُّعَاءِ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ بِالْهَزِيْمَةِ وَالزَّلْزَلَةِ

باب مشرکین کے لئے شکست اور زلزلے کی بد دعا کرنا

١٤٩- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ

(۱۴۹) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا‘ کہا

مُوسَى أَخْبَرَنَا عِيسَى حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الأَحْزَابِ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَلأَ اللهُ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا شَغَلُونَا عَنْ صَلاَةِ الْوُسْطَى حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ)).

ہم کو عیسیٰ نے خبر دی' کہا ہم سے ہشام نے' ان سے محمد نے' ان سے عبیدہ نے اور ان سے علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوہ احزاب کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے (مشرکین کو) یہ بد دعا دی کہ اے اللہ! ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔ انہوں نے ہم کو صلوٰۃ وسطیٰ (عصر کی نماز) نہیں پڑھنے دی۔ (اس وقت فرمایا) جب سورج غروب ہو چکا تھا اور عصر کی نماز قضا ہو گئی تھی۔

١٥٠- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ ذَكْوَانَ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْعُو فِي الْقُنُوتِ: ((اللَّهُمَّ أَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، اللَّهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ، اللَّهُمَّ أَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيْعَةَ، اللَّهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ. اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ، اللَّهُمَّ سِنِيْنَ كَسِنِي يُوسُفَ)).

(١٥٠) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے ابن ذکوان نے' ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ (صبح کی) دعائے قنوت میں یہ دعاء پڑھتے تھے اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دے' اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات دے' اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے' اے اللہ! تمام کمزور مسلمانوں کو نجات دے۔ (جو مکہ میں مشرکین کی سختیاں جھیل رہے ہیں) رضوان اللہ علیہم ۔ اے اللہ! مضر پر اپنا سخت عذاب نازل کر۔ اے اللہ! ایسا قحط نازل کر جیسا یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں پڑا تھا۔

نبی اکرم ﷺ یہ دعا دوسری رکعت کے رکوع سے فارغ ہونے کے بعد پڑھتے تھے۔

١٥١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا

(١٥١) ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' انہیں اسماعیل بن

إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: دَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَومَ الأَحْزَابِ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ ((اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعِ الْحِسَابِ، اللَّهُمَّ اهْزِمِ الأَحْزَابَ، اللَّهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ))

ابی خالد نے خبر دی اور انہوں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ بیان کرتے تھے کہ غزوۂ احزاب کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا کی تھی اے اللہ! کتاب کے نازل کرنے والے (قیامت کے دن) حساب بڑی سرعت سے لینے والے اے اللہ! مشرکوں اور کفار کی جماعتوں کو شکست دے۔ اے اللہ! انہیں شکست دے اور انہیں جھنجھوڑ کر رکھ دے۔

۱۵۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَونٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَنَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ، وَنُحِرَتْ جَزُورٌ بِنَاحِيَةِ مَكَّةَ فَأَرْسَلُوا فَجَاءُوا مِنْ سَلاَهَا وَطَرَحُوهُ عَلَيْهِ، فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَلْقَتْهُ عَنْهُ، فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، لأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَةَ

(۱۵۲) ہم سے عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے جعفر بن عون نے بیان کیا' ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے' ان سے عمرو بن میمون نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کعبہ کے سائے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ابو جہل اور قریش کے بعض دوسرے لوگوں نے کہا کہ کون اونٹ کی اوجھڑی لا کر ان پر ڈالے گا؟ مکہ کے کنارے ایک اونٹ ذبح ہوا تھا ان سبھوں نے اپنے آدمی بھیجے اور وہ اس اونٹ کی اوجھڑی اٹھالائے اور اسے نبی کریم ﷺ کے اوپر ڈال دیا۔ اس کے بعد فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور انہوں نے آپ ﷺ کے اوپر سے اس گندگی کو ہٹایا۔ آنحضرت ﷺ نے اس وقت یہ بد دعا کی کہ اے اللہ! قریش کو پکڑ' اے اللہ! قریش کو پکڑ' اے اللہ! قریش کو پکڑ' ابو جہل بن ہشام' عتبہ بن ربیعہ' شیبہ بن ربیعہ' ولید بن عتبہ' ابی بن خلف اور عقبہ بن ابی

بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ)). قَالَ عَبْدُ اللهِ : فَلَقَدْ رَأَيْتُهُمْ فِي قَلِيبِ بَدْرٍ قَتْلَى)) قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: وَنَسِيتُ السَّابِعَ. وقَالَ يُوسُفُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ((أُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ))، وَقَالَ شُعْبَةُ : ((أُمَيَّةُ أَوْ أُبَيٌّ)) وَالصَّحِيحُ أُمَيَّةُ.

معیط سب کو پکڑ لے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا چنانچہ میں نے ان سب کو جنگ بدر میں بدر کے کنویں میں دیکھا کہ سب کو قتل کر کے اس میں ڈال دیا گیا تھا۔ ابو اسحاق نے کہا کہ میں ساتویں شخص کا نام بھول گیا اور یوسف بن ابی اسحاق نے کہا کہ ان سے ابو اسحاق نے (سفیان کی روایت میں ابی بن خلف کی بجائے) امیہ بن خلف بیان کیا اور شعبہ نے کہا کہ امیہ یا ابی (شک کے ساتھ ہے) لیکن صحیح امیہ ہے۔

١٥٣- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ الْيَهُودَ دَخَلُوا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا: السَّامُ عَلَيْكَ، فَلَعَنْتُهُمْ. فَقَالَ: مَالَكِ؟ قَالَتْ: أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا: قَالَ: ((فَلَمْ تَسْمَعِي مَا قُلْتُ: وَعَلَيْكُمْ)).

(۱۵۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ایوب سختیانی نے' ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ بعض یہودی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا السام علیکم (تم پر موت آئے) میں نے ان پر لعنت بھیجی۔ آپؐ نے فرمایا کیا بات ہوئی؟ میں نے کہا کیا انہوں نے بھی جو کہا تھا آپؐ نے نہیں سنا؟ آپؐ نے فرمایا' کیا اور تم نے نہیں سنا کہ میں نے اس کا کیا جواب دیا "وعلیکم" یعنی تم پر بھی وہی آئے

یعنی میں نے کوئی برا لفظ زبان سے نہیں نکالا صرف ان کی بات ان ہی پر لوٹا دی۔ اسی لئے نامعقول اور بے ہودی حرکتوں کا جواب یونہی ہونا چاہئے۔ آیت قرآنی ﴿ ادفع بالتی ھی احسن ﴾ (فصلت : ۳۴) کا تقاضا ہے کہ برائی کا جواب بھلائی سے دیا جائے۔ یہودی کی فطرت ہمیشہ سے شرپسند رہی ہے۔ خود اپنے انبیاء کے ساتھ ان کا برتاؤ اچھا نہیں رہا تو اور کسی کی کیا حقیقت ہے۔ آنحضرت ﷺ کی مخالفت میں یہودیوں نے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی' یہاں تک کہ ملاقات کے

وقت زبان کو توڑ مروڑ کر السلام علیکم کی جگہ السام علیکم کہہ ڈالتے کہ تم پر موت آئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی اس حرکت پر اطلاع پاکر اتنا ہی کافی سمجھا "وعلیکم" یعنی تم پر بھی وہی آئے جو میرے لئے منہ سے نکال رہے ہو۔ اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہو رہا ہے کہ آپؐ نے یہود کی اس حرکت کے جواب میں حضرت عائشہؓ کے لعن طعن والے جواب کو پسند نہیں فرمایا بلکہ جو جواب آپؐ نے دیا' اسی کو کافی سمجھا۔ یہ آپ کے کمال اخلاق حسنہ کی دلیل ہے۔ ﷺ

٩٨- بَابُ هَلْ يُرْشِدُ الْمُسْلِمُ أَهْلَ الْكِتَابِ أَوْ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ؟

باب مسلمان اہل کتاب کو دین کی بات بتلائے یا ان کو قرآن سکھائے؟

١٥٤- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَتَبَ إِلَى قَيْصَرَ وَقَالَ: ((فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الأَرِيسِيِّينَ)).

(۱۵۴) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا' کہا ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے خبر دی' کہا مجھے میرے بھتیجے ابن شہاب نے خبر دی' ان سے ان کے چچا نے بیان کیا' انہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے (روم کے بادشاہ) قیصر کو (خط) لکھا جس میں آپؐ نے یہ بھی لکھا تھا کہ اگر تم نے (اسلام کی دعوت سے) منہ موڑا تو (اپنے گناہ کے ساتھ) ان کاشتکاروں کا بھی گناہ تم پر پڑے گا (جن پر تم حکمرانی کر رہے ہو)

یہ حدیث تفصیل کے ساتھ کتاب العلم میں گزر چکی ہے۔ اس خط میں آپ نے قرآن مجید کی آیت بھی لکھی تھی تو باب کا ترجمہ ثابت ہو گیا یعنی اہل کتاب کو قرآن سکھانا مگر یہ جب ہے کہ ان سے خیر کی امید ہو۔ اگر ان سے گستاخی اور بے ادبی کا خطرہ ہے تو ان کو قرآن شریف ہرگز ہرگز نہیں سکھانا چاہئے۔

٩٩- بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمُشْرِكِينَ بِالْهُدَى لِيَتَأَلَّفَهُمْ

باب مشرکین کا دل ملانے کے لئے ان کی ہدایت کی دعا کرنا

١٥٥- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ

(۱۵۵) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو

أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَدِمَ طُفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو الدَّوْسِيُّ وَأَصْحَابُهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ دَوْسًا عَصَتْ وَأَبَتْ، فَادْعُ اللهَ عَلَيْهَا، فَقِيلَ: هَلَكَتْ دَوْسٌ. قَالَ: ((اللَّهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَائْتِ بِهِمْ)).

شعیب نے خبر دی' کہا ہم سے ابوالزناد نے' ان سے عبدالرحمٰن نے' کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ قبیلہ دوس کے لوگ سرکشی پر اتر آئے ہیں اور اللہ کا کلام سننے سے انکار کرتے ہیں۔ آپؐ ان پر بددعا کیجئے! بعض صحابہ نے کہا کہ اب دوس کے لوگ برباد ہو جائیں گے۔ لیکن آپؐ نے فرمایا اے اللہ! دوس کے لوگوں کو ہدایت دے اور انہیں (اسلام میں) کھینچ لا۔

حضرت ابوہریرہؓ بھی قبیلہ دوس کے تھے۔ لوگوں نے بد دعا کی درخواست کی تھی مگر نبی ﷺ نے ان کی ہدایت کی دعا فرمائی جو قبول ہوئی اور بعد میں اس قبیلہ کے لوگ خوشی خوشی مسلمان ہو گئے۔

۱۰۰ - بَابُ

باب

دَعْوَةِ الْيَهُودِ وَالنَّصْرَانِيِّ، وَعَلَى مَا يُقَاتَلُونَ عَلَيْهِ؟ وَمَا كَتَبَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى كِسْرَى وَقَيْصَرَ، وَالدَّعْوَةُ قَبْلَ الْقِتَالِ

یہود اور نصاریٰ کو کیونکر دعوت دی جائے اور کس بات پر ان سے لڑائی کی جائے اور ایران اور روم کے بادشاہوں کو نبی کریم ﷺ کا خطوط لکھنا اور لڑائی سے پہلے اسلام کی دعوت دینا۔

۱۵۶ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: ((لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّومِ قِيلَ لَهُ: إِنَّهُمْ لاَ يَقْرَؤُونَ كِتَابًا إِلاَّ أَنْ يَكُونَ مَخْتُومًا، فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ

(۱۵۶) ہم سے علی بن جعد نے بیان کیا' کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی قتادہ سے' انہوں نے کہا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ آپ بیان کرتے تھے کہ جب نبی کریم ﷺ نے شاہ روم کو خط لکھنے کا ارادہ کیا تو آپ سے کہا گیا کہ وہ لوگ کوئی خط اس وقت تک قبول نہیں کرتے جب تک وہ سر بمہر نہ ہو' چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ایک چاندی کی

فِضَّةٍ، فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي يَدِهِ، وَنَقَشَ فِيهِ : مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ)).

انگوٹھی بنوائی۔ گویا دست مبارک پر اس کی سفیدی میری نظروں کے سامنے ہے۔ اس انگوٹھی پر "محمد رسول اللہ" کھدا ہوا تھا۔

مقصد یہ ہے کہ اسلام کی دعوت باضابطہ تحریری طور پر سربراہ کی مہر سے مزین ہونی چاہئے۔ یہ جب ہے کہ شاہان عالم کو دعوتی خطوط لکھے جائیں اس سے تحریری تبلیغ کا بھی مسنون ہونا ثابت ہوا۔

۱۵۷-حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ: ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَى كِسْرَى، فَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ الْبَحْرَيْنِ يَدْفَعُهُ عَظِيمُ الْبَحْرَيْنِ إِلَى كِسْرَى. فَلَمَّا قَرَأَهُ كِسْرَى خَرَّقَهُ، فَحَسِبْتُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ: فَدَعَا عَلَيْهِمِ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُمَزَّقُوا كُلَّ مُمَزَّقٍ)).

(۱۵۷) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' انہوں نے کہا مجھ سے عقیل نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے کہا کہ مجھے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی اور انہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا خط کسریٰ کے پاس بھیجا۔ آپؐ نے (ایلچی سے) یہ فرمایا تھا کہ وہ آپؐ کے خط کو بحرین کے گورنر کو دے دیں' بحرین کا گورنر اسے کسریٰ کے دربار میں پہنچا دے گا۔ جب کسریٰ نے مکتوب مبارک پڑھا تو اسے اس نے پھاڑ ڈالا۔ مجھے یاد ہے کہ سعید بن مسیب نے بیان کیا تھا کہ پھر نبی کریم ﷺ نے اس پر بددعا کی تھی کہ وہ بھی پارہ پارہ ہو جائے۔ (چنانچہ ایسا ہی ہوا)

تواریخ میں مذکور ہے کہ فرزند کسریٰ جو ایک نوجوان عیاش قسم کا آدمی تھا اور وہ موقع کا انتظار کر رہا تھا کہ اپنے والد کسریٰ کو ختم کر کے جلد سے جلد تخت اور خزانوں کا مالک بن جائے۔ چنانچہ جب کسریٰ نے یہ حرکت کی اس کے بعد جلد ہی ایک رات کو اس کے لڑکے نے کسریٰ کے پیٹ میں چھرا گھونپ دیا اور اسے ختم کر دیا۔ بعد میں وہ تخت و تاج کا مالک بنا تو اس نے خزانوں کا جائزہ لیتے ہوئے خزانے میں ایک دوا کی شیشی پائی جس پر قوت باہ کی دوا لکھا ہوا تھا۔ اس نے سوچا کہ والد صاحب اسی دوا کو کھا کھا کر آخر تک داد عیش دیتے رہے مجھ کو بھی دوا کھا لینی چاہئے۔ درحقیقت اس شیشی میں سم

الفار تھا۔ اس نے اس کو کھایا اور فوراً ہی وہ بھی ختم ہو گیا۔ اس طرح اس کی سلطنت پارہ پارہ ہو گئی اور عہد فاروقی میں سارا ملک اسلامی قلمرو میں شامل ہو گیا اور اللہ کے سچے رسول ﷺ کی دعا نے پورا پورا اثر دکھلایا۔ کرمانی وغیرہ میں ہے کہ اس کے لڑکے کا نام شیرویہ تھا جس نے اپنے باپ پرویز نامی کا پیٹ چاک کیا اور چھ ماہ بعد خود بھی وہ مذکورہ زہر کھا کر ہلاک ہو گیا۔ عہد فاروقی میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں یہ ملک فتح ہوا۔ یہاں روایت میں یہی خسرو پرویز مراد ہے جو لقب کسریٰ سے یاد کیا گیا (حاشیہ بخاری شریف' جلد: اول / ص: ۱۵)

۱۰۱ - بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْإِسْلَامِ وَالنُّبُوَّةِ

باب نبی کریم ﷺ کا (غیر مسلموں کو) اسلام اور نبوت کی طرف دعوت دینا

وَأَنْ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللهِ، وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللهُ الْكِتَابَ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ [آل عمران : ۷۹]

اور اس بات کی دعوت کہ وہ خدا کو چھوڑ کر باہم ایک دوسرے کو اپنا رب نہ بنائیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ کسی بندے کیلئے یہ لائق نہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ اسے (کتاب و حکمت) عطا فرمائے تو (وہ بجائے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لوگوں سے اپنی عبادت کیلئے کہے) آخر آیت تک

تشریح حضرت امام بخاری بتلانا چاہتے ہیں کہ اسلامی جہاد کا مقصد عظیم محض ملک گیری نہیں بلکہ اس کا مقصد عظیم اللہ پاک کے دین برحق اسلام کو ہر ملک میں پھیلانا ہے تاکہ دنیا میں ہر جگہ اللہ کی حکومت کا تصور اشاعت پائے اور دنیا امن و امان کا گہوارہ بن جائے اور کوئی انسان دوسرے لوگوں پر ایسی برتری اپنے لئے نہ اختیار کرے کہ لوگ اسے خدائی درجہ میں سمجھنے پر مجبور ہو جائیں۔ اسلامی جہاد کا مقصد عبادت الٰہی اور مساوات انسانی کو فروغ دینا ہے اور اس ملوکیت کو جڑ سے اکھاڑنا جس میں ایک انسان تخت پر بیٹھ کر اپنے دوسرے ہم جنس انسانوں سے اپنی خدائی تسلیم کرائے حتیٰ کہ انبیاء و رسل جو مقبولان بارگاہ احدیت ہوتے ہیں' ان کو بھی یہ لائق نہیں کہ وہ خدائی کے کچھ حصہ دار بننے کا دعویٰ کر سکیں۔ اسلام کے اسی انسانیت نواز پہلو کا اثر تھا کہ نوع انسان نے ملک اور مذہب کے نام پر ہونے والے مظالم کا احساس کیا اور دنیاوی بادشاہوں اور مذہبی رہنماؤں کی اصل حقیقت کی طرف متوجہ کیا کہ وہ انسان ہونے کے ناطے پوری بنی نوع انسان کے خادم ہیں۔ اگر وہ اپنی حدود سے آگے بڑھیں گے تو ان کا مقام رفعت ذلت سے تبدیل ہو سکے گا۔ آج جمہوریت اور مساوات کی جو لہریں دنیا میں موج زن ہیں' ان کو پیدا کرنے میں اسلام نے ایک زبردست کردار ادا کیا

ہے۔ سچ ہے۔ ~

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے — یہ سب پود اسی کی لگائی ہوئی ہے

۱۵۸- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَخْبَرَهُ ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَتَبَ إِلَى قَيْصَرَ يَدْعُوهُ إِلَى الإِسْلَامِ، وَبَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَيْهِ مَعَ دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ، وَأَمَرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ بُصْرَى لِيَدْفَعَهُ إِلَى قَيْصَرَ، وَكَانَ قَيْصَرُ لَمَّا كَشَفَ اللهُ جُنُودَ فَارِسَ مَشَى مِنْ حِمْصَ إِلَى إِيلِيَاءَ شُكْرًا لِمَا أَبْلَاهُ اللهُ فَلَمَّا جَاءَ قَيْصَرَ كِتَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ حِينَ قَرَأَهُ: التَمِسُوا لِي هَا هُنَا أَحَدًا مِنْ قَوْمِهِ لأَسْأَلَهُمْ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ)).

(۱۵۸) ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے صالح بن کیسان نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے اور انہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے قیصر کو ایک خط لکھا جس میں آپؐ نے اسے اسلام کی دعوت دی تھی۔ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو آپؐ نے مکتوب دے کر بھیجا اور انہیں حکم دیا تھا کہ مکتوب بصریٰ کے گورنر کے حوالہ کر دیں وہ اسے قیصر تک پہنچا دے گا۔ جب فارس کی فوج (اس کے مقابلے میں) شکست کھا کر پیچھے ہٹ گئی تھی تو اس انعام کے شکرانہ کے طور پر جو اللہ تعالیٰ نے اس پر کیا تھا ابھی قیصر حمص سے ایلیاء (بیت المقدس) تک پیدل چل کر آیا تھا۔ جب اس کے پاس رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک پہنچا اور اس کے سامنے پڑھا گیا تو اس نے کہا کہ اگر ان کی (آنحضرت ﷺ کی) قوم کا کوئی شخص یہاں ہو تو اسے تلاش کر کے لاؤ تاکہ میں اس رسول ﷺ کے متعلق اس سے کچھ سوالات کروں۔

۱۵۹- قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَأَخْبَرَنِي أَبُو سُفْيَانَ أَنَّهُ كَانَ بِالشَّامِ فِي رِجَالٍ مِنْ قُرَيْشٍ

(۱۵۹) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مجھے ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ قریش کے ایک قافلے کے ساتھ وہ ان دنوں شام میں مقیم تھے۔ یہ قافلہ اس دور میں

قَدِمُوا تِجَارًا فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَتْ بَيْنَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَبَيْنَ كُفَّارِ قُرَيْشٍ. قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: فَوَجَدْنَا رَسُولَ قَيْصَرَ بِبَعْضِ الشَّامِ، فَانْطَلَقَ بِي وَبِأَصْحَابِي حَتَّى قَدِمْنَا إِيلِيَاءَ، فَأُدْخِلْنَا عَلَيْهِ، فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ فِي مَجْلِسِ مُلْكِهِ وَعَلَيْهِ التَّاجُ، وَإِذَا حَوْلَهُ عُظَمَاءُ الرُّومِ. فَقَالَ لِتَرْجُمَانِهِ: سَلْهُمْ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ نَسَبًا إِلَى هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ؟ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: فَقُلْتُ أَنَا أَقْرَبُهُمْ إِلَيْهِ نَسَبًا. قَالَ: مَا قَرَابَةُ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ؟ فَقُلْتُ هُوَ ابْنُ عَمِّي. وَلَيْسَ فِي الرَّكْبِ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ غَيْرِي. فَقَالَ قَيْصَرُ: أَدْنُوهُ. وَأَمَرَ بِأَصْحَابِي فَجُعِلُوا خَلْفَ ظَهْرِي عِنْدَ كَتِفِي. ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ: قُلْ لِأَصْحَابِهِ إِنِّي سَائِلٌ هَذَا الرَّجُلَ عَنِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، فَإِنْ كَذَبَ فَكَذِّبُوهُ. قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: وَاللهِ لَوْ لَا الْحَيَاءُ يَوْمَئِذٍ مِنْ أَنْ يَأْثُرَ

یہاں تجارت کی غرض سے آیا تھا جس میں آنحضرت اور کفار قریش میں باہم صلح ہو چکی تھی۔ ابو سفیان نے کہا کہ قیصر کے آدمی کی ہم سے شام کے ایک مقام پر ملاقات ہوئی اور وہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو اپنے ساتھ لے کر چلا پھر جب ہم ایلیا پہنچے تو قیصر کے دربار میں ہماری باریابی ہوئی۔ اس وقت قیصر دربار میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سر پر تاج تھا اور روم کے امراء اس کے ارد گرد تھے' اس نے اپنے ترجمان سے کہا کہ ان سے پوچھو کہ جنہوں نے ان کے یہاں نبوت کا دعویٰ کیا ہے' نسب کے اعتبار سے ان سے قریب ان میں سے کون شخص ہے؟ ابو سفیان نے بیان کیا کہ میں نے کہا میں نسب کے اعتبار سے ان کے زیادہ قریب ہوں۔ قیصر نے پوچھا تمہاری اور ان کی قرابت کیا ہے؟ میں نے کہا (رشتے میں) وہ میرے چچازاد بھائی ہوتے ہیں' اتفاق تھا کہ اس مرتبہ قافلے میں میرے سوا بنی عبد مناف کا اور کوئی آدمی موجود نہیں تھا۔ قیصر نے کہا کہ اس شخص کو مجھ سے قریب کر دو اور جو لوگ میرے ساتھ تھے اس کے حکم سے میرے پیچھے قریب میں کھڑے کر دیئے گئے۔ اس کے بعد اس نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس شخص کے ساتھیوں سے کہہ دو کہ اس سے میں ان صاحب کے بارے میں پوچھوں گا جو نبی ہونے کے مدعی ہیں' اگر یہ ان کے بارے میں کوئی جھوٹ بات کہے تو تم فوراً اس کی

أَصْحَابِي عَنِّي الْكَذِبَ لَكَذَبْتُهُ حِينَ سَأَلَنِي عَنْهُ، وَلَكِنِّي اسْتَحْيَيْتُ أَنْ يَأْثِرُوا الْكَذِبَ عَنِّي فَصَدَقْتُهُ. ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ: قُلْ لَهُ كَيْفَ نَسَبُ هَذَا الرَّجُلِ فِيكُمْ؟ قُلْتُ: هُوَ فِينَا ذُو نَسَبٍ. قَالَ: فَهَلْ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَبْلَهُ؟ قُلْتُ: لاَ. فَقَالَ: كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ عَلَى الْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ؟ قُلْتُ: لاَ. قَالَ: فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ؟ قُلْتُ: لاَ. قَالَ: فَأَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُونَهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ؟ قُلْتُ: بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ. قَالَ: فَيَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ؟ قُلْتُ: بَلْ يَزِيدُونَ. قَالَ: فَهَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ سَخْطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ؟ قُلْتُ: لاَ. قَالَ: فَهَلْ يَغْدِرُ؟ قُلْتُ: لاَ، وَنَحْنُ الآنَ مِنْهُ فِي مُدَّةٍ نَحْنُ نَخَافُ أَنْ يَغْدِرَ. قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: وَلَمْ يُمْكِنِّي كَلِمَةٌ أُدْخِلُ فِيهَا شَيْئًا أَنْتَقِصُهُ بِهِ – لاَ أَخَافُ أَنْ تُؤْثَرَ عَنِّي – غَيْرُهَا. قَالَ: فَهَلْ

تکذیب کردو۔ ابو سفیان نے بیان کیا کہ خدا کی قسم! اگر اس دن اس بات کی شرم نہ ہوتی کہ کہیں میرے ساتھی میری تکذیب نہ کر بیٹھیں تو میں ان سوالات کے جوابات میں ضرور جھوٹ بول جاتا جو اس نے آنحضرتؐ کے بارے میں کیے تھے لیکن مجھے تو اس کا خطرہ لگا رہا کہ کہیں میرے ساتھی میری تکذیب نہ کردیں۔ اس لیے میں نے سچائی سے کام لیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے ترجمان سے کہا اس سے پوچھو کہ تم لوگوں میں ان صاحبؐ کا نسب کیسا سمجھا جاتا ہے؟ میں نے بتایا کہ ہم میں ان کا نسب بہت عمدہ سمجھا جاتا ہے۔ اس نے پوچھا اچھا یہ نبوت کا دعویٰ اس سے پہلے بھی تمہارے یہاں کسی نے کیا تھا؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ اس نے پوچھا کیا اس دعویٰ سے پہلے ان پر کوئی جھوٹ کا الزام تھا؟ میں نے کہا کہ نہیں' اس نے پوچھا ان کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ گزرا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ اس نے پوچھا تو اب بڑے امیر لوگ ان کی اتباع کرتے ہیں یا کمزور اور کم حیثیت کے لوگ؟ میں نے کہا کہ کمزور اور معمولی حیثیت کے لوگ۔ اس نے پوچھ کہ اس کے ماننے والوں کی تعداد بڑھتی رہتی ہے، گھٹتی جا رہی ہے؟ میں نے کہا جی نہیں تعداد برابر بڑھتی جا رہی ہے۔ اس نے پوچھا کوئی ان کے دین سے بیزار ہو کر اسلام لانے کے بعد پھر بھی گیا ہے کیا؟ میں نے کہا کہ نہیں' اس نے پوچھا' انہوں نے

قَاتَلْتُمُوهُ أَوْ قَاتَلَكُمْ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: فَكَيْفَ كَانَتْ حَرْبُهُ وَحَرْبُكُمْ؟ قُلْتُ: دُوَلاً وَسِجَالاً : يُدَالُ عَلَيْنَا الْمَرَّةَ وَنُدَالُ عَلَيْهِ الأُخْرَى. قَالَ: فَمَا ذَا يَأْمُرُكُمْ؟ قَالَ: يَأْمُرُنَا أَنْ نَعْبُدَ اللهَ وَحْدَهُ لاَ نُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَيَنْهَانَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا، وَيَأْمُرُنَا بِالصَّلاَةِ، وَالصَّدَقَةِ، وَالْعَفَافِ، وَالْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ، وَأَدَاءِ الأَمَانَةِ. فَقَالَ لِتَرْجُمَانِهِ حِيْنَ قُلْتُ ذٰلِكَ لَهُ: قُلْ لَهُ إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ نَسَبِهِ فِيْكُمْ، فَزَعَمْتَ أَنَّهُ ذُو نَسَبٍ، وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي نَسَبِ قَوْمِهَا. وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَالَ أَحَدٌ مِنْكُمْ هٰذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ؟ فَزَعَمْتَ أَنْ لاَ، فَقُلْتُ لَوْ كَانَ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ قُلْتُ رَجُلٌ يَأْتَمُّ بِقَوْلٍ قَدْ قِيْلَ قَبْلَهُ. وَسَأَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُوْلَ مَا قَالَ؟ فَزَعَمْتَ أَنْ لاَ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَدَعَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ

کبھی وعدہ خلافی بھی کی ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں لیکن آج کل ہمارا ان سے ایک معاہدہ ہو رہا ہے اور ہمیں ان کی طرف سے معاہدہ کی خلاف ورزی کا خطرہ ہے۔ ابو سفیان نے کہا کہ پوری گفتگو میں سوا اس کے اور کوئی ایسا موقعہ نہیں ملا جس میں میں کوئی ایسی بات ملا سکوں جس سے آنحضرتؐ کی توہین ہو۔ اور اپنے ساتھیوں کی طرف سے بھی جھٹلانے کا ڈر نہ ہو۔ اس نے پھر پوچھا کیا تم نے کبھی ان سے لڑائی کی ہے یا انہوں نے تم سے جنگ کی ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں' اس نے پوچھا تمہاری لڑائی کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ میں نے کہا لڑائی میں ہمیشہ کسی ایک گروہ نے فتح نہیں حاصل کی۔ کبھی وہ ہمیں مغلوب کر لیتے ہیں اور کبھی ہم انہیں' اس نے پوچھا وہ تمہیں کن کاموں کا حکم دیتے ہیں؟ کہا ہمیں وہ اس کا حکم دیتے ہیں کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کریں اور اس کا کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں' ہمیں ان بتوں کی عبادت سے وہ منع کرتے ہیں جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کیا کرتے تھے' نماز' صدقہ' پاک بازی و مروت' وفاء عہد اور امانت کے ادا کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ جب میں اسے یہ تمام باتیں بتا چکا تو اس نے اپنے ترجمان سے کہا' ان سے کہو کہ میں نے تم سے انؐ کے نسب کے متعلق دریافت کیا تو تم نے بتایا کہ وہ تمہارے یہاں صاحب نسب اور شریف سمجھے جاتے ہیں اور انبیاء بھی یوں ہی اپنی قوم کے

وَيَكْذِبَ عَلَى اللهِ. وَسَأَلْتُكَ هَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ؟ فَزَعَمْتَ أَنْ لاَ، فَقُلْتُ لَوْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مَلِكٌ قُلْتُ يَطْلُبُ مُلْكَ آبَائِهِ. وَسَأَلْتُكَ أَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُونَهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ؟ فَزَعَمْتَ أَنَّ ضُعَفَاؤُهُمْ اتَّبَعُوهُ، وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ. وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَزِيدُونَ أَوْ يَنْقُصُونَ؟ فَزَعَمْتَ أَنَّهُمْ يَزِيدُونَ، وَكَذَلِكَ الإِيمَانُ حَتَّى يَتِمَّ. وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ سَخْطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ؟ فَزَعَمْتَ أَنْ لاَ، فَكَذَلِكَ الإِيمَانُ حِينَ تَخْلِطُ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوبَ لاَ يَسْخَطُهُ أَحَدٌ. وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ؟ فَزَعَمْتَ أَنْ لاَ، وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ لاَ يَغْدِرُونَ. وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوهُ وَقَاتَلَكُمْ؟ فَزَعَمْتَ أَنْ قَدْ فَعَلَ، وَأَنَّ حَرْبَكُمْ وَحَرْبَهُ تَكُونُ دُوَلاً، وَيُدَالُ عَلَيْكُمُ الْمَرَّةَ وَتُدَالُونَ عَلَيْهِ الأُخْرَى، وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلَى وَتَكُونُ لَهَا الْعَاقِبَةُ، وَسَأَلْتُكَ بِمَاذَا

اعلیٰ نسب میں پیدا کیے جاتے ہیں۔ میں نے تم سے یہ پوچھا تھا کہ کیا نبوت کا دعویٰ تمہارے یہاں اس سے پہلے بھی کسی نے کیا تھا تم نے بتایا کہ ہمارے ہاں ایسا دعویٰ پہلے کسی نے نہیں کیا تھا' اس سے میں یہ سمجھا کہ اگر اس سے پہلے تمہارے یہاں کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہوتا تو میں یہ بھی کہہ سکتا تھا کہ یہ صاحب بھی اسی دعویٰ کی نقل کر رہے ہیں جو اس سے پہلے کیا جا چکا ہے۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ کیا تم نے دعویٰ نبوت سے پہلے کبھی ان کی طرف جھوٹ منسوب کیا تھا۔ تم نے بتایا کہ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ اس سے میں اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ ممکن نہیں کہ ایک شخص جو لوگوں کے متعلق کبھی جھوٹ نہ بول سکا ہو وہ خدا کے متعلق جھوٹ بول دے۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ ان کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ تھا' تم نے بتایا کہ نہیں۔ میں نے اس سے یہ فیصلہ کیا کہ اگر ان کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ گزرا ہوتا تو میں یہ بھی کہہ سکتا تھا کہ وہ اپنے باپ دادا کی سلطنت حاصل کرنا چاہتے ہیں' میں نے تم سے دریافت کیا کہ ان کی اتباع قوم کے بڑے لوگ کرتے ہیں یا کمزور اور بے حیثیت لوگ' تم نے بتایا کہ کمزور غریب قسم کے لوگ ان کی تابعداری کرتے ہیں اور یہی گروہ انبیاء کی (ہر دور میں) اطاعت کرنے والا رہا ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کہ ان کے تابعداروں کی تعداد بڑھتی رہتی ہے یا

يَأْمُرُكُمْ؟ فَزَعَمْتَ أَنَّهُ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا اللهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَيَنْهَاكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُكُمْ، وَيَأْمُرُكُمْ بِالصَّلَاةِ، وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ، وَالْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ، وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ. قَالَ: وَهَذِهِ صِفَةُ نَبِيٍّ قَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ، وَلَكِنْ لَمْ أَظُنَّ أَنَّهُ مِنْكُمْ، وَإِنْ يَكُ مَا قُلْتَ حَقًا فَيُوشَكُ أَنْ يَمْلِكَ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ، وَلَوْ أَرْجُوا أَنْ أَخْلُصَ إِلَيْهِ لَتَجَشَّمْتُ لُقِيَّهُ، وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ قَدَمَيْهِ. قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُرِيءَ، فَإِذَا فِيْهِ.

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللهِ وَرَسُولِهِ، إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ. سَلَامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى. أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ، أَسْلِمْ تَسْلَمْ، وَأَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ، فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ إِثْمُ الْأَرِيسِيِّينَ ﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى

گھٹتی بھی ہے؟ تم نے بتایا کہ وہ لوگ برابر بڑھ ہی رہے ہیں' ایمان کا بھی یہی حال ہے' یہاں تک کہ وہ مکمل ہو جائے' میں نے تم سے دریافت کیا کہ کیا کوئی شخص ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد کبھی اس سے پھر بھی گیا ہے؟ تم نے کہا کہ ایسا کبھی نہیں ہوا' ایمان کا بھی یہی حال ہے جب وہ دل کی گہرائیوں میں اتر جائے تو پھر کوئی چیز اس سے مومن کو ہٹا نہیں سکتی۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ کیا انہوں نے کبھی وعدہ خلافی بھی کی ہے؟ تم نے اس کا بھی جواب دیا کہ نہیں' انبیاء کی یہی شان ہے کہ وہ وعدہ خلافی کبھی نہیں کرتے۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ کیا تم نے کبھی ان سے یا انہوں نے تم سے جنگ بھی کی ہے؟ تم نے بتایا کہ ایسا ہوا ہے اور تمہاری لڑائیوں کا نتیجہ ہمیشہ کسی ایک ہی کے حق میں نہیں گیا۔ بلکہ کبھی تم مغلوب ہوئے ہو اور کبھی وہ۔ انبیاء کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا ہے وہ امتحان میں ڈالے جاتے ہیں لیکن انجام انہیں کا بہتر ہوتا ہے۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ وہ تم کو کن کاموں کا حکم دیتے ہیں؟ تم نے بتایا کہ وہ ہمیں اس کا حکم دیتے ہیں کہ اللہ کی عبادت کرو۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ' اور تمہیں تمہارے ان معبودوں کی عبادت سے منع کرتے ہیں جن کی تمہارے باپ دادا عبادت کیا کرتے تھے۔ تمہیں وہ نماز' صدقہ' پاکبازی' وعدہ وفائی اور اداء امانت کا

كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلاَّ نَعْبُدَ إِلاَّ اللهَ وَلاَ نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا، وَلاَ يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللهِ. فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾ [آل عمران : ٦٤].

قَالَ أَبُو سُفْيَانَ : فَلَمَّا أَنْ قَضَى مَقَالَتَهُ عَلَتْ أَصْوَاتُ الَّذِينَ حَوْلَهُ مِنْ عُظَمَاءِ الرُّومِ وَكَثُرَ لَغَطُهُمْ، فَلاَ أَدْرِي مَاذَا قَالُوا. وَأُمِرَ بِنَا فَأُخْرِجْنَا. فَلَمَّا أَنْ خَرَجْتُ مَعَ أَصْحَابِي وَخَلَوْتُ بِهِمْ قُلْتُ لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ، هٰذَا مَلِكُ بَنِي الأَصْفَرِ يَخَافُهُ. قَالَ أَبُو سُفْيَانَ وَاللهِ مَا زِلْتُ ذَلِيلاً مُسْتَيْقِنًا بِأَنَّ أَمْرَهُ سَيَظْهَرُ، حَتَّى أَدْخَلَ اللهُ قَلْبِي الإِسْلاَمَ وَأَنَا كَارِهٌ)).

حکم دیتے ہیں' اس نے کہا کہ ایک نبی کی یہی صفت ہے میرے بھی علم میں یہ بات تھی کہ وہ نبی مبعوث ہونے والے ہیں۔ لیکن یہ خیال نہ تھا کہ تم میں سے وہ مبعوث ہوں گے' جو باتیں تم نے بتائیں اگر وہ صحیح ہیں تو وہ دن بہت قریب ہے جب وہ اس جگہ پر حکمران ہوں گے جہاں اس وقت میرے دونوں قدم موجود ہیں۔ اگر مجھے ان تک پہنچ سکنے کی توقع ہوتی تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہونے کی پوری کوشش کرتا اور اگر میں ان کی خدمت میں موجود ہوتا تو ان کے پاؤں دھوتا۔ ابوسفیان نے بیان کیا کہ اس کے بعد قیصر نے رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک طلب کیا اور وہ اس کے سامنے پڑھا گیا اس میں لکھا ہوا تھا (ترجمہ) شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا ہی مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ یہ خط ہے محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی طرف سے روم کے بادشاہ ہرقل کی طرف' اس شخص پر سلامتی ہو جو ہدایت قبول کر لے۔ اما بعد میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اسلام قبول کرو' تمہیں بھی سلامتی و امن حاصل ہو گی اور اسلام قبول کرو اللہ تمہیں دہرا اجر دے گا لیکن اگر تم نے اس دعوت سے منہ موڑ لیا تو تمہاری رعایا کا گناہ بھی تم پر ہو گا۔ اور اے اہل کتاب! ایک ایسے کلمہ پر آ کر ہم سے مل جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان ایک ہی ہے یہ کہ ہم اللہ کے سوا اور کسی کی عبادت

نہ کریں نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں اور نہ ہم میں سے کوئی اللہ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو پروردگار بنائے۔ اب بھی اگر تم منہ موڑتے ہو تو اس کا اقرار کر لو کہ (اللہ تعالیٰ کے واقعی) فرمان بردار ہم ہی ہیں۔ ابو سفیان نے بیان کیا کہ جب ہرقل اپنی بات پوری کر چکا تو روم کے سردار اس کے ارد گرد جمع تھے' سب ایک ساتھ چیخنے لگے اور شور و غل بہت بڑھ گیا۔ مجھے کچھ پتہ نہیں چلا کہ یہ لوگ کیا کہہ رہے تھے۔ پھر ہمیں حکم دیا گیا اور ہم وہاں سے نکال دیئے گئے۔ جب میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے چلا آیا اور ان کے ساتھ تنہائی ہوئی تو میں نے کہا کہ ابن ابی کبشہ کا معاملہ بہت آگے بڑھ چکا ہے' بنو الاصفر کا بادشاہ بھی اس سے ڈرتا ہے' ابو سفیان نے بیان کیا کہ اللہ کی قسم! مجھے اسی دن سے اپنی ذلت کا یقین ہو گیا تھا اور برابر اس بات کا بھی یقین رہا کہ آنحضرت ﷺ ضرور غالب ہوں گے' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں بھی اسلام داخل کر دیا۔ حالانکہ (پہلے) میں اسلام کو برا جانتا تھا۔

تشریح اس طویل حدیث کو حضرت مجتہد مطلق امام بخاریؒ کئی جگہ لائے ہیں اور اس سے بہت سے مسائل کا استنباط فرمایا ہے۔ یہاں اس غرض سے لائے کہ اس سے یہاں غیر مسلموں کو دعوت اسلام پیش کرنے کے طریقوں پر روشنی پڑتی ہے۔ اس میں ہرقل کی طرف دعوت اسلام کا ذکر ہے جس کا لقب قیصر تھا۔ ہرقل عجمہ اور علم ہونے کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔ اس نے اکتیس سال تک حکومت کی تھی۔ آنحضرت ﷺ کا اسی دوران انتقال ہو چکا تھا۔ لفظ ایلیاء سے بیت المقدس

مراد ہے۔ یہاں حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے آپ ؐ کو اپنے چچا کا بیٹا بتلایا تھا حالانکہ آپ ؐ ان کے دادا کے چچا کے بیٹے ہیں۔ ابو سفیان کا نسب یہ ہے ابو سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ یہ ہے محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔ آپ کو یہاں ابو سفیانؓ نے ابن ابی کبشہ سے تشبیہ دی جو بنو خزاعہ کا ایک آدمی تھا اور سارے عرب کے خلاف وہ ستارہ شعریٰ کا پجاری تھا اور اسی مخالفت عرب کی وجہ سے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ابن ابی کبشہ سے تشبیہ دیا کرتے تھے۔

١٦٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ: ((لأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلاً يَفْتَحُ اللهُ عَلَى يَدَيْهِ))، فَقَامُوا يَرْجُونَ لِذَلِكَ أَيُّهُمْ يُعْطَى، فَغَدَوْا وَكُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَى، فَقَالَ: ((أَيْنَ عَلِيٌّ؟)) فَقِيلَ: يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ، فَأَمَرَ فَدُعِيَ لَهُ فَبَصَقَ فِي عَيْنِهِ فَبَرَأَ مَكَانَهُ حَتَّى كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِهِ شَيْءٌ، فَقَالَ نُقَاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا. فَقَالَ: ((عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الإِسْلاَمِ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ، فَوَاللهِ لأَنْ يُهْدَى بِكَ

(۱۶۰) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ ؐ نے خیبر کی لڑائی کے دن فرمایا تھا کہ اسلامی جھنڈا میں ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں دوں گا جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ فتح عنایت فرمائے گا۔ اب سب اس انتظار میں تھے کہ دیکھئے جھنڈا کسے ملتا ہے، جب صبح ہوئی تو سب سرکردہ لوگ اسی امید میں رہے کہ کاش! انہیں کو مل جائے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا علی کہاں ہیں ؟ عرض کیا گیا کہ وہ آنکھوں کے درد میں مبتلا ہیں، آخر آپ ؐ کے حکم سے انہیں بلایا گیا۔ آپ ؐ نے اپنا لعاب دہن مبارک ان کی آنکھوں میں لگا دیا اور فوراً ہی وہ اچھے ہو گئے۔ جیسے پہلے کوئی تکلیف ہی نہ رہی ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ان اس وقت تک جنگ کریں گے جب تک یہ ہمارے جیسے (مسلمان) نہ ہو جائیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی ٹھہرو پہلے ان

رَجُلٌ وَاحِدٌ خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمُرِ النَّعَمِ)).

کے میدان میں اتر کر انہیں تم اسلام کی دعوت دے لو اور ان کے لئے جو چیز ضروری ہیں ان کی خبر کر دو اللہ کی قسم! اگر تمہارے ذریعہ ایک شخص کو بھی ہدایت مل جائے تو یہ تمہارے حق میں سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

اس حدیث سے باب کی مطابقت یوں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے لڑائی شروع کرنے سے پہلے فریق مقابل کے سامنے حضرت علیؓ کو دعوت پیش کرنے کا حکم فرمایا۔ ساتھ ہی یوں ارشاد ہوا کہ پہلے مخالفین کو راہ راست پر لانے کی پوری کوشش کرو اور یاد رکھو اگر ایک آدمی بھی تمہاری تبلیغی کوشش سے نیک راستے پر آگیا تو تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ قیمتی چیز ہے۔ عرب میں کالے اونٹوں کے مقابلے پر سرخ اونٹوں کی بڑی قیمت تھی۔ اس لئے مثال کے طور پر آپؐ نے یہ ارشاد فرمایا۔ اسلام کسی سے جنگ جہاد لڑائی کا خواہاں ہرگز نہیں ہے۔ وہ صرف صلح صفائی امن و امان چاہتا ہے مگر جب مدافعت ناگزیر ہو تو پھر بھرپور مقابلہ کا حکم بھی دیتا ہے۔

١٦١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: ((كَانَ رَسُولُ اللهِ إِذَا غَزَا قَوْمًا لَمْ يُغِرْ حَتَّى يُصْبِحَ، فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا أَمْسَكَ، وَإِنْ لَمْ يَسْمَعْ أَذَانًا أَغَارَ بَعْدَ مَا يُصْبِحُ. فَنَزَلْنَا خَيْبَرَ لَيْلاً.

(۱۶۱) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے' کہا ہم سے ابو اسحاق نے' ان سے حمید نے کہا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی قوم پر چڑھائی کرتے تو اس وقت تک کوئی اقدام نہ فرماتے جب تک صبح نہ ہو جاتی' جب صبح ہو جاتی اور اذان کی آواز سن لیتے تو رک جاتے اور اگر اذان کی آواز سنائی نہ دیتی تو صبح ہونے کے بعد حملہ کرتے۔ چنانچہ خیبر میں بھی ہم رات میں پہنچے تھے۔

اس حدیث میں بھی اشارہ ہے کہ جنگ شروع کرنے سے پہلے ہر وہ موقع تلاش کر لینا چاہئے جس سے جنگ کا خطرہ ٹل سکے کیونکہ اسلام کا مقصد جنگ ہرگز نہیں ہے۔

١٦٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا

(۱۶۲) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے

إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ غَزَا بِنَا. ح و)).

اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا' ان سے حمید نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ ہمیں ساتھ لے کر ایک غزوہ کیلئے تشریف لے گئے۔

۱۶۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ مَالِكٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ إِلَى خَيْبَرَ فَجَاءَهَا لَيْلاً - وَكَانَ إِذَا جَاءَ قَوْمًا بِلَيْلٍ لاَ يُغِيرُ عَلَيْهِمْ حَتَّى يُصْبِحَ - فَلَمَّا أَصْبَحَ خَرَجَتْ يَهُودُ بِمَسَاحِيهِمْ وَمَكَاتِلِهِمْ، فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا: مُحَمَّدٌ وَاللهِ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اللهُ أَكْبَرُ، خَرِبَتْ خَيْبَرُ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ)).

(۱۶۳) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' ان سے امام مالک نے' ان سے حمید نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ رات میں خیبر تشریف لے گئے اور آپؐ کی عادت تھی کہ جب کسی قوم تک رات کے وقت پہنچتے تو صبح سے پہلے ان پر حملہ نہیں کرتے تھے۔ صبح ہوئی تو یہودی اپنے پھاوڑے اور ٹوکرے لے کر باہر نکلے جب انہوں نے اسلامی لشکر کو دیکھا تو چیخ پڑے محمد واللہ محمد لشکر سمیت آگئے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اللہ کی ذات سب سے بڑی ہے۔ اب خیبر تو خراب ہو گیا کہ جب ہم کسی قوم کے میدان میں مجاہدانہ اتر آتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح منحوس ہو جاتی ہے۔

جنگ خیبر کا پس منظر یہودیوں کی مسلسل غداری اور طبعی فساد انگیزی تھی۔ تفصیلی حالات اپنے موقع پر بیان ہوں گے۔ حدیث میں لفظ مساحیهم مسحاة کی جمع ہے جس سے مراد پھاوڑہ ہے اور مکاتلهم مکتل کی جمع ہے' وہ ٹوکری جو پندرہ صاع وزن کی وسعت رکھتی ہو۔ خمیس سے مراد جو پانچ حصوں پر تقسیم ہوتا ہے میمنہ' میسرہ' قلب' ساقہ اور مقدمہ اسی نسبت سے لشکر کو خمیس کہا گیا ہے اور ساحة سے مراد الان صحن ہے واصلها الفضاء بين المنازل كذا في المجمع والعيني والكرماني عمدۃ القاری ۱۴/ ۲۱۵)۔

۱٦٤- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

(۱۶۴) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' انہیں زہری نے' کہا ہم سے

حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُوْلُوا لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ، فَمَنْ قَالَ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ عَصَمَ فَقَدْ مِنِّي نَفْسَهُ وَمَالَهُ إِلاَّ بِحَقِّهِ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ)). رَوَاهُ عُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

سعید بن مسیب نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرتا رہوں یہاں تک کہ وہ اس کا اقرار کر لیں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں' پس جس نے اقرار کر لیا کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں تو اس کی جان اور مال ہم سے محفوظ ہے سوا اس حق کے جس کی بناء پر قانوناً اس کی جان و مال زد میں آئے اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔ اس کی روایت عمر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی نبی کریم ﷺ سے کی ہے۔

تشریح اس حدیث میں رسول کریم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ کا مقصد عظیم بیان فرمایا کہ ملک عرب میں مجھ کو اپنی حیات میں اصول اسلام یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نفاذ کر دینا ہے جو لوگ خوشی سے اس دعوت کو قبول کر لیں گے وہ ہماری اسلامی برادری کے ایک ممبر بن کر ان سارے حقوق کے مستحق ہو جائیں گے جو اسلام نے مسلمانوں کے لئے مقرر کئے ہیں اور جو لوگ اس دعوت کے مد مقابل بن کر لڑائی ہی چاہیں گے ان سے میں برابر لڑتا بھی رہوں گا یہاں تک کہ اللہ پاک حق و باطل کا فیصلہ کرے۔ ویسے جو لوگ نہ مسلمان ہوں اور نہ لڑائی جھگڑا کریں ان کے لئے اسلام کا اصول لا اکراہ فی الدین کا ہے یعنی دین اسلام کی اشاعت میں کسی پر زبردستی جائز نہیں ہے۔ یہ سب کی مرضی پر ہے' آزادی کے ساتھ جو چاہے قبول کرے جو نہ چاہے وہ قبول نہ کرے' اسلام نے مذہب کے بارے میں کسی بھی زبردستی کو روا نہیں رکھا۔

١٠٢ - بَابُ مَنْ أَرَادَ غَزْوَةً فَوَرَّى بِغَيْرِهَا، وَمَنْ أَحَبَّ الْخُرُوجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ

باب لڑائی کا مقام چھپانا (دوسرا مقام بیان کرنا) اور جمعرات کے دن سفر کرنا

١٦٥ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ

(۱۶۵) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے عقیل نے' ان

شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ كَعْبٍ - وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ - قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُرِيدُ غَزْوَةً إِلاَّ وَرَّى بِغَيْرِهَا.

سے ابن شہاب نے بیان کیا' کہا کہ مجھے عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے خبردی اور انہیں عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ نے 'کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے دوسرے صاحبزادوں میں یہی عبداللہ انہیں لے کر راستے میں ان کے آگے آگے چلتے تھے' وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے باپ کعب بن مالک سے سنا' جب وہ (غزوہ تبوک میں) آنحضرت ﷺ کے پیچھے رہ گئے کہ رسول اللہ ﷺ کا اصول یہ تھا کہ جب آپؐ کسی غزوہ کا ارادہ کرتے تو دوسرا مقام بیان کرتے۔

تشریح لفظ توریہ کے معنی یہ کہ کسی بات کو اشارے کنائے سے کہہ دینا کہ صاف طور سے کوئی نہ سمجھ سکے۔ اور دشمن کو خبر بھی نہ ہو سکے۔ ایسا توریہ جنگی مصالح کے لئے جائز ہے۔ لعل الحكمة فيه ماروى من قوله صلى الله عليه وسلم بورک لامتی فی بکورها يوم الخميس وكونه صلى الله عليه وسلم كان يحب الخروج يوم الخميس لا يستلزم المواظبة عليه لقيام مانع منه وسياتى بعد باب انه خرج فى بعض اسفاره يوم السبت ثم اورد المصنف طرفا من حديث كعب بن مالک الطويل وهو ظاهر فيما ترجم له قال الكرمانى كعب هو ابن مالک الانصارى احد الثلاثة الذين خلفوا وصار اعمى وكان له ابناء وكان عبدالله يقوده من بين سائر بنيه [1] یعنی اس میں حکمت یہ کہ آنحضرت ﷺ سے مروی ہے کہ میری امت کے لئے جمعرات کے روز صبح سفر کرنے میں برکت رکھی گئی ہے اور رسول اللہ ﷺ کا جمعرات کو سفر کرنے کو پسند کرنا مگر اس سے مواظبت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ بعض سفر آپؐ نے ہفتے کو بھی شروع فرمائے ہیں۔ حضرت امامؒ یہاں کعب بن مالک کی حدیث لائے ہیں جس سے ترجمۃ الباب ظاہر ہے۔ کعب بن مالک وہی انصاری صحابی ہیں جو تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے۔ آپؓ کے کئی لڑکے تھے جن میں سے عبداللہ نامی آپ کا ہاتھ پکڑ کے چلا کرتا تھا کیونکہ حضرت کعب اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔

۲۹۴۸- حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ

(۲۹۴۸) اور مجھ سے احمد بن محمد نے بیان کیا' انہوں

[1] حاشیہ بخاری ۱/ ۴۱۴ حاشیہ نمبر ۴ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی

مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَلَّمَا يُرِيْدُ غَزْوَةً يَغْزُوهَا إِلاَّ وَرَّى بِغَيْرِهَا، حَتَّى كَانَتْ غَزْوَةُ تَبُوكَ فَغَزَاهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي حَرٍّ شَدِيْدٍ، وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيْدًا وَمَفَازًا وَاسْتَقْبَلَ غَزْوَ عَدُوٍّ كَثِيْرٍ، فَجَلَّى لِلْمُسْلِمِيْنَ أَمْرَهُمْ لِيَتَأَهَّبُوا أُهْبَةَ عَدُوِّهِمْ، وَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِيْ يُرِيْدُ)).

نے کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' انہیں یونس نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہیں عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے خبر دی' انہوں نے کہا کہ میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا آپ بیان کرتے تھے کہ ایسا کم اتفاق ہوتا کہ آنحضرت ﷺ کسی جہاد کا قصد کریں اور وہی مقام بیان فرما کر اس کو نہ چھپائیں۔ جب آپؐ غزوہ تبوک کو جانے لگے تو چونکہ یہ غزوہ بڑی سخت گرمی میں ہوتا تھا' لمبا سفر تھا اور جنگلوں کو طے کرنا تھا اور مقابلہ بھی بہت بڑی فوج سے تھا' اس لئے آپؐ نے مسلمانوں سے صاف صاف فرمادیا تھا تاکہ دشمن کے مقابلہ کے لئے پوری تیاری کر لیں چنانچہ (غزوہ کیلئے) جہاں آپؐ کو جانا تھا (یعنی تبوک) اس کا آپ نے صاف اعلان کر دیا تھا۔

١٦٧- وَعَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ يَقُولُ: لَقَلَّمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْرُجُ إِذَا خَرَجَ فِي سَفَرٍ إِلاَّ يَوْمَ الْخَمِيْسِ.

(۱۶۷) یونس سے روایت ہے' ان سے زہری نے بیان کیا' انہوں نے کہا مجھے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ کم ایسا ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں جمعرات کے سوا اور کسی دن نکلیں۔

١٦٨- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا

(۱۶۸) مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا'

مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يَخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ)).

انہیں معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک نے اور انہیں ان کے والد حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم غزوہ تبوک کے لئے جمعرات کے دن نکلے تھے۔ آپؐ جمعرات کے دن سفر کرنا پسند فرماتے تھے۔

غزوہ تبوک کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے توریہ نہیں فرمایا۔ بلکہ صاف صاف لفظوں میں اس جنگ کا اعلان فرما دیا تھا کیونکہ ہر لحاظ سے یہ مقابلہ بہت ہی سخت تھا اور مسلمانوں کو اس کے لئے پورے پورے طور پر تیار ہونا تھا۔ مقصد باب یہ کہ امام حالات کے تحت مختار ہے کہ وہ حسب موقع توریہ سے کام لے یا نہ لے۔ جیسا موقع محل دیکھے ویسا ہی کر لے۔

۱۰۳- بَابُ الْخُرُوجِ بَعْدَ الظُّهْرِ

باب ظہر کی نماز کے بعد سفر کرنا۔

بعض دفعہ ظہر کے بعد میں سفر میں نکلنا آپ سے ثابت ہے۔ حدیث گزشتہ میں صبح کی قید صرف اس لئے مذکور ہوئی کہ وہ وقت خوشی کا ہوتا ہے صبح کی خصوصیت نہیں ہے۔

۱۶۹- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِالْمَدِينَةِ الظُّهْرَ أَرْبَعًا، وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ، وَسَمِعْتُهُمْ يَصْرُخُونَ بِهِمَا جَمِيعًا)).

(۱۶۹) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ایوب سختیانی نے' ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ میں ظہر چار رکعت پڑھی پھر عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں دو رکعت پڑھی اور میں نے سنا کہ صحابہ حج اور عمرہ دونوں کا لبیک ایک ساتھ پکار رہے تھے۔

آنحضرت ﷺ کا یہ سفر حج کے لئے تھا مگر سفر جہاد کو بھی اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ بہتر ہے

ظہر کی نماز پڑھ کر اطمینان سے یہ سفر شروع کیا جائے۔

۱۰۴- بَابُ الْخُرُوجِ آخِرَ الشَّهْرِ

باب مہینہ کے آخری دنوں میں سفر کرنا

وَقَالَ كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ((انْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَقَدِمَ مَكَّةَ لأَرْبَعِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ)).

اور کریب نے بیان کیا' ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم (حجتہ الوداع کے لئے) مدینہ سے اس وقت نکلے جب ذی قعدہ کے پانچ دن باقی تھے۔ اور آپ چار ذی الحج کو مکہ پہنچ گئے تھے۔

یعنی مہینہ کے آخری دنوں میں سفر کرنا جائز ہے کچھ برا نہیں جیسے بعض جاہل سمجھتے ہیں کہ چاند کے عروج میں سفر کرنا چاہئے نہ نزول میں۔ حدیث باب میں مذکورہ سفر کا تعلق حج سے ہے مگر جہاد کے سفر کو بھی اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ حسب موقع اگر آخر ماہ میں سفر جہاد پر نکلنا پڑے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

۱۷۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَقُولُ: ((خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِخَمْسِ لَيَالٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَلاَ نَرَى إِلاَّ الْحَجَّ، فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا

(۱۷۰) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا امام مالک سے' ان سے یحییٰ بن سعید نے' ان سے عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مدینہ سے رسول کریم ﷺ کے ساتھ ہم اس وقت نکلے جب ذی قعدہ کے پانچ دن باقی تھے' ہفتہ کے دن ہمارا مقصد حج کے سوا اور کچھ بھی نہ تھا۔ جب ہم مکہ سے قریب ہوئے تو رسول کریم ﷺ نے حکم فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو جب وہ بیت اللہ کے طواف اور صفا اور مروہ کی سعی سے فارغ ہو جائے تو احرام کھول دے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ دسویں ذی

وَالْمَرْوَةِ أَنْ يَحِلَّ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ، فَقُلْتُ: مَا هَذَا؟ فَقَالَ: نَحَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَزْوَاجِهِ)) قَالَ يَحْيَى فَذَكَرْتُ هَذَا الْحَدِيْثَ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ فَقَالَ أَتَتْكَ وَاللهِ بِالْحَدِيْثِ عَلَى وَجْهِهِ))۔

الحجہ کو ہمارے یہاں گائے کا گوشت آیا' میں نے پوچھا کہ گوشت کیسا ہے؟ تو بتایا گیا کہ رسول کریم ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے جو گائے قربانی کی ہے یہ اسی کا گوشت ہے۔ یحیٰ نے بیان کیا کہ میں نے اس کے بعد اس حدیث کا ذکر قاسم بن محمد سے کیا تو انہوں نے بتایا کہ قسم اللہ کی! عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے تم سے یہ حدیث ٹھیک ٹھیک بیان کی ہے۔

یہاں بھی آنحضرت ﷺ کے سفر حج مبارک کا ذکر ہے کہ آپؐ آخر ماہ میں اس کے لئے نکلے اور یہ موقع بھی ایسا ہی تھا۔ پس جہاد کے لئے بھی امام جیسا موقع دیکھے سفر شروع کرے۔ اگر مہینہ کے آخری دنوں میں نکلنے کا موقع مل سکے تو یہ اور بہتر ہو گا کہ سنت نبوی پر عمل ہو سکے گا۔ بہرحال یہ امام کی صواب دید پر ہے۔

روایت میں حضرت امام مالک رحمہ اللہ کا نام آیا ہے' جن کا نام مالک بن انس بن مالک بن عامر اصبحی ہے۔ ابو عبداللہ کنیت ہے' امام دارالہجرۃ و امیر المؤمنین فی الحدیث کے لقب سے مشہور ہیں ان کے دادا عامر اصبحی صحابی ہیں جو بدر کے سوا تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ امام صاحب ۹۳ھ میں پیدا ہوئے۔ تبع تابعین میں سے ہیں۔

اگرچہ مدینہ مولد و مسکن تھا مگر کسی صحابی کے دیدار سے مشرف نہیں ہوئے۔ یہ شرف کیا کم ہے کہ امام دار الھجرۃ تھے۔ حرم محترم نبی ﷺ کے مدرس و مفتی نافع' ربیعہ' رائی' امام جعفر صادق اور ابو حازم وغیرہ بہت شیوخ سے علم حاصل کیا جن کی تعداد نو سو بیان کی گئی ہے۔ نافع نے وفات پائی تو امام صاحب ان کے جانشین ہوئے' اس وقت آپ کی سترہ سال کی عمر تھی۔ امام صاحب کی جائے سکونت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مکان اور نشست گاہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مکان تھا۔ امام صاحب کی مجلس درس نہایت آراستہ و پیراستہ ہوتی تھی۔ سب لوگ مؤدب بیٹھتے تھے' امام صاحب غسل کر کے خوشبو لگا کر عمدہ لباس پہن کر نہایت وقار و متانت سے بیٹھتے تھے' خلیفہ ہارون رشید خود حاضر درس ہوتا تھا' عالم شرق سے غرب تک امام صاحب کے آوازہ شہرت سے گونج اٹھا۔ شیخ عبدالرحمٰن بن مہدی کا قول ہے کہ روئے زمین پر مالک سے بڑھ کر کوئی حدیث نبوی کا امانت دار نہیں۔ امام صاحب نے ایک لاکھ حدیثیں لکھی تھیں ان کا انتخاب مؤطا ہے (مقدمہ شرح مؤطا) امام صاحب سخی و

عابد و مرتاض تھے۔ طالب علم کی بہت مدد کرتے تھے' امام شافعیؒ کو گیارہ ہزار دیتے تھے' امام صاحب کے اصطبل میں بہت سے گھوڑے تھے مگر کبھی گھوڑے پر سوار ہو کر مدینہ میں نہ نکلتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ جو زمین رسول کریمؐ کے قدم مبارک سے مشرف ہوئی ہے اس کو میں جانوروں کے سموں سے روندوں۔ امام صاحب کے تلامذہ کی تعداد تیرہ سو ہے' ان میں بڑے بڑے ائمہ اور محدثین اور امراء شامل ہیں۔ مالکی مذہب کی پیروی کرنے والے عرب اور شمالی افریقہ میں ہیں۔ امام مالک کی بہت سی تصانیف ہیں زیادہ مشہور موطا ہے۔ کتاب المسائل ہے۔ خلیفہ ابو العباس سفاح کے سامنے بہت سے منتشر اوراق پڑے تھے جن کے متعلق خلیفہ نے کہا کہ یہ امام مالک کے ستر ہزار مسائل کا مجموعہ ہے۔ (تزئین الممالک) جس حدیث کا سلسلہ روایت مالک عن نافع عن ابن عمر ہو گا' اس کو سلسلۃ الذہب کہتے ہیں۔ جعفر گورنر مدینہ نے امام صاحب کو حکم دیا کہ آئندہ طلاق (جبری) کا فتویٰ نہ دیا کریں' امام صاحب کو کتمان حق گوارا نہ ہوا۔ تعمیل حکم نہ کی' جعفر نے غضب ناک ہو کر ستر کوڑے لگوائے۔ تمام پیٹھ خون آلود ہو گئی' دونوں ہاتھ مونڈھوں سے اتر گئے۔ خلیفہ منصور جب مدینہ آیا تو امام صاحب سے عذر کیا اور کہا مجھ کو آپ کی تعزیر کا علم نہیں۔ میں جعفر کو سزا دوں گا۔ امام صاحب نے فرمایا میں نے معاف کیا' ۱۷۹ھ میں وفات پائی' ابن مبارک و یحییٰ قطان ان کے شاگرد تھے۔ امام صاحب اپنے اس شعر کو اکثر پڑھا کرتے تھے جس میں انہوں نے ایک حدیث کے مضمون کو لیا ہے۔

خیر الامور الدین ما کان سنته وشر الامور المحدثات البدایع

۱۰۵- بَابُ الْخُرُوجِ فِي رَمَضَانَ

باب رمضان کے مہینے میں سفر کرنا

۱۷۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ الْكَدِيْدَ أَفْطَرَ)). قَالَ سُفْيَانُ: قَالَ الزُّهْرِيُّ

(۱۷۱) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' کہا مجھ سے زہری نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ (فتح مکہ کے لئے مدینہ سے) رمضان میں نکلے اور روزے سے تھے۔ جب آپؐ مقام کدید پر پہنچے تو آپؐ نے افطار کیا۔ سفیان نے کہا کہ زہری نے بیان کیا' انہیں

أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. وَسَاقَ الْحَدِيْثَ.

عبیداللہ نے خبر دی اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پھر یہی حدیث بیان کی۔

تشریح اس آخری سند کے بیان کرنے سے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض یہ ہے کہ عبیداللہ سے سماع کی اس میں زہری نے تصریح کی ہے اور پہلی روایت میں اس کی صراحت نہیں ہے' بعض نسخوں میں یہاں اتنی عبارت زائد ہے۔ امام بخاری نے کہا' زہری اور ان کے ہم خیالوں کا یہی قول ہے کہ اثنائے رمضان میں سفر درپیش ہونے سے افطار درست نہیں اور چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل کو لیا جائے۔ یعنی آخر فعل آپ کا یہ ہے کہ آپ نے کدید میں پہنچ کر افطار کر لیا۔

تو معلوم ہوا کہ اگر رمضان میں سفر پیش آئے تو افطار کرنا درست ہے اور یہ مسئلہ آیت قرآنی ﴿ ومن كان مريضا او على سفر فعدة من ايام اخر ﴾ (البقرة : ۱۸۵) سے ثابت ہے۔ یہاں اس حدیث کو لانے سے حضرت مجتہد مطلق امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ جس شخص نے رمضان میں سفر مکروہ بتایا' اس کا قول صحیح نہیں۔

آج ۲۱ محرم ۱۳۹۱ھ کو دانا پور پٹنہ میں مخلصی و محبی حضرت حاجی عبدالغفار صاحب ٹیلر کے دولت کدہ پر نظر ثانی شروع کر رہا ہوں۔ اللہ پاک تمام کی توفیق بخشے۔ اور میرے محترم بھائی کو برکات دارین سے مزید در مزید نوازے۔ اور ان کے حسنات جاریہ کو قبول فرمائے آمین۔ ۱۸ مارچ ۱۹۷۱ء

۱۰۶- بَابُ التَّوْدِيْعِ

باب سفر شروع کرتے وقت مسافر کو رخصت کرنا

۱۷۲- وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي بَعْثٍ وَقَالَ لَنَا: ((إِنْ لَقِيْتُمْ فُلاَنًا وَفُلاَنًا - لِرُجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ سَمَّاهُمَا - فَحَرِّقُوهُمَا بِالنَّارِ)). قَالَ: ثُمَّ أَتَيْنَاهُ نُوَدِّعُهُ

(۱۷۲) اور عبداللہ بن وہب نے کہا کہ مجھ کو عمرو بن حارث نے خبر دی' انہیں بکیر نے' انہیں سلیمان بن یسار نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک فوج میں بھیجا اور ہدایت فرمائی کہ اگر فلاں فلاں دو قریشی جن کا آپ نے نام لیا تم کو مل جائیں تو انہیں آگ میں جلا دینا۔ ابو ہریرہؓ نے کہا کہ جب ہم آپؐ کی خدمت میں آپؐ سے رخصت ہونے کی اجازت کے لئے حاضر ہوئے' اس وقت آپؐ نے فرمایا کہ میں نے

حِيْنَ أَرَدْنَا الْخُرُوجَ فَقَالَ: ((إِنِّي كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ أَنْ تُحَرِّقُوا فُلاَنًا وَفُلاَنًا بِالنَّارِ، وَإِنَّ النَّارَ لاَ يُعَذِّبُ بِهَا إِلاَّ اللهُ، فَإِنْ أَخَذْتُمُوهُمَا فَاقْتُلُوهُمَا)).

تمہیں پہلے ہدایت کی تھی کہ فلاں فلاں قریشی اگر تمہیں مل جائیں تو انہیں آگ میں جلا دینا۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ آگ کی سزا دینا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے سزاوار نہیں ہے۔ اس لئے اگر وہ تمہیں مل جائیں تو انہیں قتل کر دینا۔

تشریح ان ہر دو مردودوں ---- ہبا بن اسود اور نافع بن عبد عمر نے آنحضرت ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب ؓ کو راستے میں بحالت حمل ایسا برچھا مارا تھا کہ آپ کا حمل ساقط ہو گیا۔ اس لئے آپؐ نے پہلے ان کو ملنے پر آگ میں جلانے کا حکم دیا۔ پھر بعد میں قتل کا حکم دیا۔ معلوم ہوا کہ آگ میں جلانا حرام ہے' پہلے آپؐ نے رائے سے حکم دیا تھا۔ پھر وحی الٰہی سے اس کو منسوخ فرما دیا۔ قسطلانی نے کہا پسو اور کھٹل وغیرہ کا بھی آگ میں جلانا مکروہ ہے۔ اور بعض ڈاکوؤں کے لئے جو آپؐ نے آنکھوں میں گرم سلائیاں ڈالنے کا حکم دیا تھا وہ قصاصاً تھا' کیونکہ ان ظالموں نے اصحاب رسولؐ کے ساتھ یہی حرکت کی تھی۔ ارشاد باری ہے یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی الحر با الحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی یعنی قصاص میں آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت قتل کی جائے گی بلکہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت توڑے جائیں گے۔ اسی قانون الٰہی کے تحت ان ڈاکوؤں کو یہ سنگین سزا دی گئی تھی۔

۱۰۷- بَابُ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلإِمَامِ

باب امام (بادشاہ یا حاکم) کی اطاعت کرنا

۱۷۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ زَكَرِيَّا عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

(۱۷۳) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے' ان سے عبیداللہ عمری نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے۔ (دوسری سند) اور مجھ سے محمد بن صباح نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل بن زکریا نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ نے' ان سے نافع نے' ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (خلیفہ وقت کے احکام)

قَالَ: ((السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ حَقٌّ، مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِالْمَعْصِيَةِ، فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلاَ سَمْعَ وَلاَ طَاعَةَ)).

سننا اور انہیں بجالانا (ہر مسلمان کیلئے) واجب ہے' جب تک کہ گناہ کا حکم نہ دیا جائے۔ اگر گناہ کا حکم دیا جائے تو پھر نہ اسے سننا چاہئے اور نہ اس پر عمل کرنا چاہئے۔

کیونکہ دوسری حدیث میں ہے لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق بڑا بادشاہ حق تعالیٰ ہے' اس کے حکم کے خلاف میں کسی کا حکم نہ سننا چاہئے۔ اگر کوئی بادشاہ خلاف شرع حکم دے تو اس کو سمجھانا چاہئے۔ ورنہ سب لوگ مل کر ایسے بادشاہ کو معزول کر دیں۔ اس حدیث سے ان لوگوں کا بھی رد ہوا جو آیات قرآنی و احادیث نبویہ کے ہوتے ہوئے اپنے اماموں کے قول پر جمے رہتے ہیں۔ اور آیات و احادیث کی غلط تاویلات کر کے ان کو ٹال دیتے ہیں۔ جن کی بہت سی مثالیں امام ابن قیمؒ کی کتاب اعلام الموقعین میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ بقول حجتہ الہند حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ ایسے لوگ کیا جواب دیں گے جس دن اللہ کی عدالت عالیہ میں کھڑے ہونا ہو گا۔ قرآن مجید میں جہاں اطاعت والدین کا حکم ہے وہاں صاف موجود ہے کہ اگر ماں باپ شرک کرنے کا حکم دیں تو ان کی اطاعت ہرگز نہ جائے۔ اس حدیث سے تقلید جامد کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ کہنے والے نے سچ کہا ہے۔

فاهرب عن التقليد فهو ضلالة ان المقلد في سبيل الهالك

یعنی تقلید جامد سے دور رہو یہ بربادی کا راستہ ہے ---- یہ نقطہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے۔ مزید تفصیل کے لئے معیار الحق حضرت شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین صاحبؒ محدث دہلوی کا مطالعہ کیا جائے۔

۱۰۸- بَابُ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَاءِ الإِمَامِ، وَيُتَّقَى بِهِ

باب امام (بادشاہ اسلام) کے ساتھ ہو کر لڑنا اور اس کے زیر سایہ اپنا (دشمن کے حملوں سے) بچاؤ کرنا

۱۷٤- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ الأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ:

(۱۷۴) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' ہم کو شعیب نے خبر دی' کہا ہم سے ابو الزناد نے' ان سے اعرج نے' اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا' آپؐ فرماتے تھے کہ ہم لوگ گو دنیا میں سب سے پیچھے آئے

((نَحْنُ الآخِرُونَ السَّابِقُونَ)).

لیکن جنت میں سب سے آگے ہوں گے۔

۱۷۵- وَبِهَذَا الإِسْنَادِ: ((مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللهَ. وَمَنْ يُطِعِ الأَمِيرَ فَقَدْ أَطَاعَنِي، وَمَنْ يَعْصِ الأَمِيرَ فَقَدْ عَصَانِي. وَإِنَّمَا الإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ، وَيُتَّقَى بِهِ. فَإِنْ أَمَرَ بِتَقْوَى اللهِ وَعَدَلَ فَإِنَّ لَهُ بِذَلِكَ أَجْرًا، وَإِنْ قَالَ بِغَيْرِهِ فَإِنَّ عَلَيْهِ مِنْهُ)).

(۱۷۵) اور اسی سند کے ساتھ روایت ہے کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی' اس نے میری نافرمانی کی۔ امام کی مثال ڈھال جیسی ہے کہ اس کے پیچھے رہ کر اس کی آڑ میں جنگ کی جاتی ہے اور اسی کے ذریعہ (دشمن سے) بچاجاتا ہے' پس اگر امام تمہیں اللہ سے ڈرتے رہنے کا حکم دے اور انصاف کرے تو اس کا ثواب اسے ملے گا' لیکن اگر بے انصافی کرے گا تو اس کا وبال اس پر ہو گا۔

تشریح یعنی امام کی ذات لوگوں کا بچاؤ ہوتی ہے۔ کوئی کسی پر ظلم کرنے نہیں پاتا۔ دشمنوں کے حملہ سے اسی کی وجہ سے حفاظت ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ ہمہ وقت مدافعت کے لئے تیار رہتا ہے۔ ان احادیث سے امام وقت کی شخصیت اور اس کی طاقت پر روشنی پڑتی ہے اور سیاست اسلامی و حکومت شرعی کا مقام ظاہر ہوتا ہے جس کے نہ ہونے کی وجہ سے آج ہر جگہ اسلام غریب ہے اور مسلمان غلامانہ زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ ان احادیث پر ان حضرات کو بھی غور کرنا چاہئے جو اپنے کسی مولوی صاحب کو امام وقت کا نام دے کر اس کی بیعت کے لئے لوگوں کو دعوت دیتے ہیں اور حالت یہ کہ مولوی صاحب کو حکومت کے معمولی چپراسی جتنی طاقت و سیادت حاصل نہیں ہے۔

۱۰۹- بَابُ الْبَيْعَةِ فِي الْحَرْبِ أَنْ لاَ يَفِرُّوا،

باب لڑائی سے نہ بھاگنے پر بیعت کرنا

وَقَالَ بَعْضُهُمْ: عَلَى الْمَوْتِ لِقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ

اور بعض نے کہا موت پر بیعت کرنا کیونکہ اللہ پاک نے فرمایا' بے شک اللہ مسلمانوں سے راضی ہو چکا ہے جب وہ درخت (شجرۂ رضوان) کے نیچے

تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ تیرے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے۔

تشریح لفظ بیعت باع یبیع کا مصدر ہے۔ جس کے معنی بیچ ڈالنے کے ہیں۔ ایک مسلمان خلیفہ وقت کے ہاتھ پر جنت کے عوض اپنے آپ کو بیچ ڈالنے کا اقرار کرتا ہے' اس اقرار کا نام بیعت ہے۔ عہد نبوی میں یہ بیعت اسلام کے لئے اور جہاد کے لئے کی جاتی تھی۔ عہد خلافت میں خلیفہ وقت کی اطاعت فرمانبرداری کرنے کے لئے بیعت ہوتی تھی۔ اسلام لانے کے لئے کسی بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کرنا یہ اب بھی جاری ہے۔

١٧٦- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ((رَجَعْنَا مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ، فَمَا اجْتَمَعَ مِنَّا اثْنَانِ عَلَى الشَّجَرَةِ الَّتِي بَايَعْنَا تَحْتَهَا، كَانَتْ رَحْمَةً مِنَ اللهِ. فَسَأَلْتُ نَافِعًا: عَلَى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعَهُمْ، عَلَى الْمَوْتِ؟ قَالَ: لاَ، بَلْ بَايَعَهُمْ عَلَى الصَّبْرِ)).

(١٧٦) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے جویریہ نے' ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ (صلح حدیبیہ کے بعد) جب ہم دوسرے سال پھر آئے' تو ہم میں سے دو اشخاص بھی اس درخت کی نشان دہی پر متفق نہیں ہو سکے۔ جس کے نیچے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ اور یہ صرف اللہ کی رحمت تھی۔ جویریہ نے کہا' میں نے نافع سے پوچھا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے کس بات پر بیعت لی تھی؟ کیا موت پر لی تھی؟ فرمایا کہ نہیں' بلکہ صبر واستقامت پر بیعت لی تھی۔

تشریح صلح حدیبیہ سے پہلے مکہ سے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی افواہ آئی' تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ناحق خون کا بدلہ لینے کے لئے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر بیعت لی تھی کہ اس ناحق خون کے بدلے کے لئے آخری دم تک کفار سے لڑیں گے۔ اس بیعت پر اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کا اظہار قرآن میں فرمایا تھا۔ اور یہ اس بیعت میں شریک ہونے والے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے فخر اور دین و دنیا کا سب سے بڑا اعزاز ہو سکتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ پھر بعد میں جب ہم صلح کے سال عمرہ کی قضا کرنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے تو ہم اس جگہ کی نشان دہی نہ کر سکے جہاں بیٹھ کر آپ نے ہم سے عہد لیا تھا۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ یہ اسلام کی تاریخ کا ایک عظیم الشان واقعہ تھا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس جگہ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوا جہاں بیٹھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے اللہ کے دین کے لئے اتنی اہم

بیعت لی تھی۔ اس لئے ممکن تھا کہ اگر وہ جگہ ہمیں معلوم ہوتی تو امت کے کچھ لوگ اس کی وجہ سے فتنہ میں پڑ جاتے اور ممکن تھا کہ جاہل اور خوش عقیدہ قسم کے مسلمان اس کی پوجا پاٹ شروع کر دیتے۔ اس لئے یہ بھی خدا کی بہت بڑی رحمت تھی کہ اس جگہ کے آثار و نشانات ہمارے ذہنوں سے بھلا دیئے۔ اور امت کے ایک طبقہ کو اللہ نے شرک میں مبتلا ہونے سے بچالیا۔ شرک کے اکثر مراکز کا آغاز ایسے ہی توہمات کی بنا پر شروع ہوا ہے۔ ابتدا میں لوگ کچھ یادگاریں بناتے ہیں۔ بعد میں وہاں پوجاپاٹ شروع ہو جاتی ہے۔

۱۷۷ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا كَانَ زَمَنُ الْحَرَّةِ أَتَاهُ آتٍ فَقَالَ لَهُ: إِنَّ ابْنَ حَنْظَلَةَ يُبَايِعُ النَّاسَ عَلَى الْمَوتِ. فَقَالَ: لاَ أُبَايِعُ عَلَى هٰذَا أَحَدًا بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

(۱۷۷) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا' کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ نے' ان سے عباد بن تمیم نے اور ان سے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حرہ کی لڑائی کے زمانہ میں ایک صاحب ان کے پاس آئے اور کہا کہ عبداللہ بن حنظلہ لوگوں سے (یزید کے خلاف) موت پر بیعت لے رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد اب میں موت پر کسی سے بیعت نہیں کروں گا۔

تشریح: حرہ کی لڑائی کی تفصیل یہ کہ ۶۳ھ میں حضرت عبداللہ بن حنظلہ اور کئی مدینہ والے یزید کو دیکھنے گئے۔ جبکہ وہ لوگوں سے اپنی خلافت کی بیعت لے رہا تھا۔ مدینہ کے اس وفد نے جائزہ لیا تو یزید کو خلافت کا نا اہل پایا۔ اور اس سے بیزار ہو کر واپس مدینہ لوٹے اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر لی۔ یزید کو جب خبر ہوئی تو اس نے مسلم بن عقبہ کو سردار بنا کر ایک بڑا لشکر مدینہ روانہ کر دیا۔ جس نے اہل مدینہ پر بہت سے ظلم ڈھائے' سینکڑوں ہزاروں صحابہ و تابعین اور عوام و خواص' مردوں و عورتوں اور بچوں تک کو قتل کیا۔ یہ حادثہ حرہ نامی ایک میدان متصل مدینہ میں ہوا۔ اسی لئے اس کی طرف منسوب ہوا۔

عبداللہ بن زید کا مطلب یہ تھا کہ ہم تو خود رسول کریم ﷺ کے دست حق پرست پر موت کی بیعت کر چکے ہیں۔ اب دوبارہ کسی اور کے ہاتھ پر اس کی تجدید کی ضرورت نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ موت پر بھی بیعت کی جا سکتی ہے۔ جس سے استقامت اور صبر مراد ہے۔

۱۷۸ - حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ

(۱۷۸) ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا۔ کہا ہم

إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ ثُمَّ عَدَلْتُ إِلَى ظِلِّ الشَّجَرَةِ، فَلَمَّا خَفَّ النَّاسُ قَالَ: ((يَا ابْنَ الأَكْوَعِ أَلاَ تُبَايِعُ؟)) قَالَ: قُلْتُ: قَدْ بَايَعْتُ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: ((وَأَيْضًا)). فَبَايَعْتُهُ الثَّانِيَةَ. فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا مُسْلِمٍ، عَلَى أَيِّ شَيْءٍ، كُنْتُمْ تُبَايِعُونَ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: عَلَى الْمَوْتِ)).

سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا' اور ان سے سلمہ بن الاکوع نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ پھر ایک درخت کے سائے میں آکر کھڑا ہو گیا۔ جب لوگوں کا ہجوم کم ہوا تو آنحضرت ﷺ نے دریافت کیا' ابن الاکوع کیا بیعت نہیں کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ! میں تو بیعت کر چکا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا' دوبارہ اور بھی! چنانچہ میں نے دوبارہ بیعت کی (یزید کہتے ہیں کہ) میں نے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے پوچھا' ابو مسلم! اس دن آپ حضرات نے کس بات پر بیعت کی تھی؟ کہا کہ موت پر۔

یہاں بھی حدیبیہ میں بیعت الرضوان مراد ہے۔ جو ایک درخت کے نیچے لی گئی تھی۔ سورہ فتح میں اللہ تعالیٰ نے ان جملہ مجاہدین کے لئے اپنی رضا کا اعلان فرمایا ہے۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ آیت شریفہ لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ (الفتح: ۱۸) میں اسی کا بیان ہے۔

۱۷۹ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: كَانَتِ الأَنْصَارُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ تَقُولُ:

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا
عَلَى الْجِهَادِ مَا حَيِينَا أَبَدًا

فَأَجَابَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ:
اللَّهُمَّ لاَعَيْشَ إِلاَّعَيْشُ الآخِرَهْ

(۱۷۹) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے حمید نے بیان کیا اور انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ بیان کرتے تھے کہ انصار خندق کھودتے ہوئے کہتے تھے "ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد (ﷺ) سے جہاد پر بیعت کی ہے ہمیشہ کیلئے' جب تک ہمارے جسم میں جان ہے" آنحضرت ﷺ نے اس پر جواب میں یوں فرمایا "اے اللہ! زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے پس تو (آخرت میں) انصار اور

فَأَكْرِمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةْ مہاجرین کا اکرام فرمانا۔"

تشریح غزوہ خندق کے بارے میں سورہ احزاب نازل ہوئی جس میں کفار مکہ جملہ مذاہب عرب کی ایک بڑی جمعیت ہمراہ لے کر مدینہ پر حملہ آور ہوئے تھے۔ سردی مدینہ میں شباب پر تھی۔ اور مسلمان ہر طرح سے تنگ دست تھے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام ؓ سے مشورہ کے بعد شہر کے اندر رہ کر ہی مدافعت کا فیصلہ صادر فرمایا۔ شہر کی حفاظت کے لئے اطراف میں ایک عظیم خندق کھود کر اسے پانی سے بھر دیا گیا۔ یہ تدبیر بڑی کارگر ہوئی اور کفار کو اندر داخل ہونے کا موقعہ نہ مل سکا۔ آخر ایک دن سخت آندھی سے ڈر کر یہ لوگ میدان چھوڑ گئے۔ دیگر تفصیلات آگے آئیں گی۔

۱۸۰، ۱۸۱- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ فُضَيْلٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ مُجَاشِعٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنَا وَأَخِي فَقُلْتُ: بَايِعْنَا عَلَى الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: ((مَضَتِ الْهِجْرَةُ لِأَهْلِهَا)). فَقُلْتُ: عَلَامَ تُبَايِعُنَا؟ ((قَالَ: عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْجِهَادِ)).

(۱۸۱،۱۸۰) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا' انہوں نے محمد بن فضیل سے سنا' انہوں نے عاصم سے' انہوں نے ابو عثمان نہدی سے' اور ان سے مجاشع بن مسعود سلمی رضی اللہ نے بیان کیا کہ میں اپنے بھائی کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ ہم سے ہجرت پر بیعت لے لیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہجرت تو ہجرت کر کے آنے والوں پر ختم ہو گئی۔ میں نے عرض کیا' پھر آپ ہم سے کس بات پر بیعت لیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ اسلام اور جہاد پر۔

عہد رسالت میں ہجرت کا جو سبب تھا وہ فتح مکہ پر ختم ہو گیا۔ کیونکہ سارا عرب دارالاسلام بن گیا' بعد کے زمانوں میں مکی زندگی کا نقشہ سامنے آنے پر ہجرت کا سلسلہ جاری ہے۔ نیز اسلام اور جہاد بھی باقی ہے۔ لہٰذا ان سب پر بیعت لی جا سکتی ہے۔ بیعت سے مراد حلف اور اقرار ہے کہ اس پر ضرور قائم رہا جائے گا۔ خلاف ہرگز نہ ہو گا۔ بیعت کی بہت سی قسمیں ہیں جو بیان ہوں گی۔

۱۱۰- بَابُ عَزْمِ الْإِمَامِ عَلَى النَّاسِ فِيمَا يُطِيقُونَ

باب بادشاہ اسلامی کی اطاعت لوگوں پر واجب ہے جہاں تک وہ طاقت رکھیں

۱۸۲- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ

(۱۸۲) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر نے بیان کیا' ان سے منصور نے' ان سے

مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ : ((لَقَدْ أَتَانِي الْيَوْمَ رَجُلٌ فَسَأَلَنِي عَنْ أَمْرٍ مَا دَرَيْتُ مَا أَرُدُّ عَلَيْهِ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ رَجُلاً مُؤْدِيًا نَشِيطًا يَخْرُجُ مَعَ أُمَرَائِنَا فِي الْمَغَازِي، فَيَعْزِمُ عَلَيْنَا فِي أَشْيَاءَ لاَ نُحْصِيهَا. فَقُلْتُ لَهُ: وَاللهِ مَا أَدْرِيْ مَا أَقُولُ لَكَ، إِلاَّ أَنَّا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَعَسَى أَنْ لاَ يَعْزِمَ عَلَيْنَا فِي أَمْرٍ إِلاَّ مَرَّةً حَتَّى نَفْعَلَهُ، وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَنْ يَزَالَ بِخَيْرٍ مَا اتَّقَى اللهَ. وَإِذَا شَكَّ فِي نَفْسِهِ شَيْءٌ سَأَلَ رَجُلاً فَشَفَاهُ مِنْهُ، وَأَوْشَكَ أَنْ لاَ تَجِدُوهُ. وَالَّذِيْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ، مَا أَذْكُرُ مَا غَبَرَ مِنَ الدُّنْيَا إِلاَّ كَالثَّغْبِ شُرِبَ صَفْوُهُ، وَبَقِيَ كَدَرُهُ)).

ابو وائل نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے پاس ایک شخص آیا' اور ایسی بات پوچھی کہ میری کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ اس کا جواب کیا دوں۔ اس نے پوچھا' مجھے یہ مسئلہ بتایئے کہ ایک شخص بہت ہی خوش اور ہتھیار بند ہو کر ہمارے امیروں کے ساتھ جہاد کے لئے جاتا ہے۔ پھر وہ امیر ہمیں ایسی چیزوں کا مکلف قرار دیتے ہیں کہ ہم ان کی طاقت نہیں رکھتے۔ میں نے کہا' اللہ کی قسم! میری کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہاری بات کا جواب کیا دوں' البتہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو آپ کو کسی بھی معاملہ میں صرف ایک مرتبہ حکم کی ضرورت پیش آتی تھی اور ہم فوراً ہی اسے بجالاتے تھے' یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ تم لوگوں میں اس وقت تک خیر رہے گی جب تک تم اللہ سے ڈرتے رہو گے' اور اگر تمہارے دل میں کسی معاملہ میں شبہ پیدا ہو جائے تو کسی عالم سے اس کے متعلق پوچھ لو تاکہ تشفی ہو جائے' وہ دور بھی آنے والا ہے کہ کوئی ایسا آدمی بھی تمہیں نہیں ملے گا۔ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! جتنی دنیا باقی رہ گئی ہے وہ وادی کے اس پانی کی طرح ہے جس کا صاف اور اچھا حصہ تو پیا جا چکا ہے اور گدلا حصہ باقی رہ گیا ہے۔

تشریح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے گول مول جواب دیا۔ ان کا مطلب یہی ہے کہ افسر کا حکم جب شریعت کے خلاف نہ ہو تو اس کی اطاعت لازم اور ضروری ہے۔ آپ نے

قرآن کی آیت ﴿ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ﴾ (النحل : ۴۳) کے موافق حکم دیا اور یہ تخصیص نہیں کی کہ فلاں عالم سے پوچھے۔ بلکہ عامی کا کام یہ ہے کہ جس کسی عالم کو دیندار اور پرہیز گار اور خدا ترس سمجھے اس سے دین کا مسئلہ پوچھ لے۔

اس سے تقلید شخصی کا بھی رد ہوا کہ یہ غلط ہے کہ عام آدمی ایک عالم ہی کے ساتھ چمٹ جائے۔ بلکہ جو بھی عالم اس کو اچھا نظر آئے اس سے مسئلہ پوچھ لے۔ یہ حکم بھی ان عالموں کے لئے ہے جو زندہ موجود ہوں۔ پھر جن کو دنیا سے گئے ہوئے صدیاں بیت چکی ہیں' ان ہی کی تقلید کئے جانا' بلکہ ان کے نام پر ایک مستقل شریعت گھڑ لینا یہ وہ مرض ہے جس میں عام مقلدین گرفتار ہیں۔ جنہوں نے دین حق کو چار ٹکڑوں میں تقسیم کر کے وحدت ملی کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ صد افسوس! کہ امت میں پہلا مہلک فساد اسی تقلید شخصی سے شروع ہوا۔

دین حق را چار مذہب ساختند رخنہ در دین نبیؐ انداختند

حدیث میں لفظ غبر سے مراد گدلا پانی لیں تو نتھرے پانی سے تشبیہ ہو گی اور جو باقی رہنے کے معنے لیں تو گندے سے تشبیہ ہو گی۔ مطلب یہ کہ اچھے لوگ چلے گئے اور برے رہ گئے۔

۱۱۱ - بَابُ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ أَوَّلَ النَّهَارِ أَخَّرَ الْقِتَالَ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ

باب نبی کریم ﷺ دن ہوتے ہی اگر جنگ نہ شروع کر دیتے تو سورج کے ڈھلنے تک لڑائی ملتوی رکھتے

ای لان الریاح تھب غالبا بعد الزوال فیحصل منھا تبرید السلاح والحرب وزیادۃ من النشاط (فتح الباری ۶ / ۱۲۰) یعنی یہ اس لئے کہ اکثر زوال کے بعد ہوائیں چلنی شروع ہو جاتی ہیں پس اس سے ہتھیاروں کی حدت برودت سے بدل جاتی ہے اور لڑائی میں بھی ٹھنڈک سے طاقت ملتی اور فرحت میں بھی زیادتی ہوتی ہے۔

۱۸۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ هُوَ الْفَزَارِيُّ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ وَكَانَ

(۱۸۴) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق فزاری نے بیان کیا' ان سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا' ان سے عمر بن عبیداللہ کے غلام سالم ابی النضر نے' (سالم ان کے منشی تھے) بیان کیا کہ عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ

كَاتِبًا لَهُ قَالَ: كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقَرَأْتُهُ ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِي لَقِيَ فِيهَا انْتَظَرَ حَتَّى مَالَتِ الشَّمْسُ)).

عنہ نے عمر بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور میں نے اسے پڑھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جہاد کے موقع پر جس میں لڑائی بھی ہوئی تھی' سورج کے ڈھلنے تک جنگ نہیں شروع کی۔

١٨٤– ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ خَطِيبًا قَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ، لاَ تَتَمَنَّوا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، وَسَلُوا اللهَ الْعَافِيَةَ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا، وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلاَلِ السُّيُوفِ)). ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ، وَمُجْرِيَ السَّحَابِ، وَهَازِمَ الأَحْزَابِ، اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ)).

(١٨٤) اس کے بعد آپؐ نے صحابہؓ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا' لوگو! دشمن کے ساتھ جنگ کی خواہش اور تمنا دل میں نہ رکھا کرو' بلکہ اللہ تعالیٰ سے امن و عافیت کی دعا کیا کرو' البتہ جب دشمن سے مڈبھیڑ ہو ہی جائے تو پھر صبر و استقامت کا ثبوت دو' یاد رکھو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ اسکے بعد آپؐ نے یوں دعا کی' اے اللہ! کتاب کے نازل کرنے والے' بادل بھیجنے والے' احزاب کو شکست دینے والے' انہیں شکست دے اور ان کے مقابلے میں ہماری مدد کر۔

معلوم ہوا کہ جہاں تک ممکن ہو لڑائی کو ٹالنا اچھا ہے۔ اگر کوئی صلح کی عمدہ صورت نکل سکے۔ کیونکہ اسلام فتنہ و فساد کے سخت خلاف ہے۔ ہاں جب کوئی صورت نہ بنے اور دشمن مقابلہ ہی پر آمادہ ہو تو جم کر اور خوب ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہے اور ایسے موقعہ پر اس دعائے مسنونہ کا پڑھنا ضروری ہے جو یہاں مذکور ہوئی ہے۔ یعنی اللھم منزل الکتاب ومجری السحاب وھازم الاحزاب اھزمھم وانصرنا علیھم

جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ اس کا مطلب یہ کہ جنت کے لئے مالی و جانی قربانی کی ضرورت ہے۔ جنت کا سودا کوئی سستا سودا نہیں ہے۔ جیسا کہ آیت قرآن ﴿ ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ ﴾ (التوبۃ : ١١١) میں مذکور ہے۔

١١٢– بَابُ اسْتِئْذَانِ — باب اگر کوئی جہاد میں سے لوٹنا چاہے یا جہاد

الرَّجُلِ الإِمَامَ لِقَوْلِهِ: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَى أَمْرٍ جَامِعٍ لَمْ يَذْهَبُوا حَتَّى يَسْتَأْذِنُوهُ، إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ﴾ إِلَى آخِرِ الآيَةِ.

میں نہ جانا چاہے تو امام سے اجازت لے

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی روشنی میں کہ "بے شک مومن وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور جب وہ اللہ کے رسول کے ساتھ کسی جہاد کے کام میں مصروف ہوتے ہیں تو ان سے اجازت لئے بغیر ان کے یہاں سے چلے نہیں جاتے۔ بے شک وہ لوگ جو آپ سے اجازت لیتے ہیں"۔ آخر آیت تک۔

۱۸۵- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالَ: فَتَلَاحَقَ بِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا عَلَى نَاضِحٍ لَنَا قَدْ أَعْيَا فَلَا يَكَادُ يَسِيرُ، فَقَالَ لِي: ((مَا لِبَعِيرِكَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: عَيِيَ. قَالَ: فَتَخَلَّفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَزَجَرَهُ وَدَعَا لَهُ، فَمَا زَالَ بَيْنَ يَدَيِ الإِبِلِ قُدَّامَهَا يَسِيرُ، فَقَالَ لِي: ((كَيْفَ تَرَى بَعِيرَكَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: بِخَيْرٍ، قَدْ أَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ. قَالَ: ((أَفَتَبِيعُنِيهِ؟))

(۱۸۵) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم کو جریر نے خبر دی' انہیں مغیرہ نے' انہیں شعبی نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ (جنگ تبوک) میں شریک تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پیچھے سے آ کر میرے پاس تشریف لائے۔ میں اپنے پانی لادنے والے ایک اونٹ پر سوار تھا۔ چونکہ وہ تھک چکا تھا' اس لئے دھیرے دھیرے چل رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ جابر! تمہارے اونٹ کو کیا ہو گیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ تھک گیا ہے۔ جابرؓ نے بیان کیا کہ پھر آپؐ پیچھے گئے اور اسے ڈانٹا اور اس کے لئے دعا کی۔ پھر تو وہ برابر دوسرے اونٹوں کے آگے آگے چلتا رہا۔ پھر آپؐ نے دریافت فرمایا' اپنے اونٹ کے متعلق کیا خیال ہے؟ میں نے کہا کہ اب اچھا ہے۔ آپ کی

قَالَ: فَاسْتَحْيَيْتُ، وَلَمْ يَكُنْ لَنَا نَاضِحٌ غَيْرُهُ، قَالَ: فَقُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَبِعْنِيهِ))، فَبِعْتُهُ إِيَّاهُ عَلَى أَنَّ لِي فَقَارَ ظَهْرِهِ حَتَّى أَبْلُغَ الْمَدِينَةَ. فَقَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي عَرُوسٌ، فَاسْتَأْذَنْتُهُ فَأَذِنَ لِي، فَتَقَدَّمْتُ النَّاسَ إِلَى الْمَدِينَةِ حَتَّى أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ، فَلَقِيَنِي خَالِي فَسَأَلَنِي عَنِ الْبَعِيرِ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا صَنَعْتُ فِيهِ فَلَامَنِي. قَالَ وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ لِي حِينَ اسْتَأْذَنْتُهُ: ((هَلْ تَزَوَّجْتَ بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا؟)) فَقُلْتُ: تَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا. فَقَالَ: ((هَلَّا تَزَوَّجْتَ بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ؟)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، تُوُفِّيَ وَالِدِي - أَوِ اسْتُشْهِدَ - وَلِيْ أَخَوَاتٌ صِغَارٌ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ مِثْلَهُنَّ فَلَا تُؤَدِّبُهُنَّ وَلَا تَقُومُ عَلَيْهِنَّ، فَتَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا لِتَقُومَ عَلَيْهِنَّ وَتُؤَدِّبُهُنَّ. قَالَ: فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ غَدَوْتُ عَلَيْهِ بِالْبَعِيرِ، فَأَعْطَانِي

برکت سے ایسا ہو گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا پھر کیا اسے بیچو گے؟ انہوں نے بیان کیا کہ میں شرمندہ ہو گیا' کیونکہ ہمارے پاس پانی لانے کو اس کے سوا اور کوئی اونٹ نہیں رہا تھا۔ مگر میں نے عرض کیا' جی ہاں! آپؐ نے فرمایا پھر بیچ دے۔ چنانچہ میں نے وہ اونٹ آپؐ کو بیچ دیا اور یہ طے پایا کہ مدینہ تک میں اسی پر سوار ہو کر جاؤں گا۔ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! میری شادی ابھی نئی ہوئی ہے۔ میں نے آپؐ سے اجازت چاہی۔ تو آپؐ نے اجازت عنایت فرما دی۔ اس لئے میں سب سے پہلے مدینہ پہنچ آیا۔ جب ماموں سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھ سے اونٹ کے متعلق پوچھا۔ جو معاملہ میں کر چکا تھا اس کی انہیں اطلاع دی۔ تو انہوں نے مجھے برا بھلا کہا۔ جب میں نے حضور اکرم ﷺ سے اجازت چاہی تھی تو آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا تھا کہ کنواری سے شادی کی ہے یا بیوہ سے؟ میں نے عرض کیا تھا بیوہ سے۔ اس پر آپ نے فرمایا تھا کہ باکرہ سے کیوں نہ کی' وہ بھی تمہارے ساتھ کھیلتی اور تم بھی اس کے ساتھ کھیلتے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! میرے باپ کی وفات ہو گئی ہے یا (یہ کہا کہ) وہ شہید ہو چکے ہیں اور میری چھوٹی چھوٹی بہنیں ہیں۔ اس لئے مجھے اچھا نہیں معلوم ہوا کہ انہیں جیسی کسی لڑکی کو بیاہ کے لاؤں' جو نہ انہیں ادب سکھا سکے نہ ان کی نگرانی کر سکے۔ اس لئے میں نے بیوہ

ثَمَنَهُ وَرَدَّهُ عَلَيَّ)) قَالَ الْمُغِيرَةُ: هٰذَا فِي قَضَائِنَا حَسَنٌ لاَ نَرَى بِهِ بَأْسًا.

سے شادی کی تاکہ وہ ان کی نگرانی کرے اور انہیں ادب سکھائے۔ انہوں نے بیان کیا' کہا پھر جب نبی کریم ﷺ مدینہ پہنچے تو صبح کے وقت میں اسی اونٹ پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے مجھے اس اونٹ کی قیمت عطا فرمائی اور پھر وہ اونٹ بھی واپس کر دیا۔ مغیرہ راویؒ نے کہا کہ ہمارے نزدیک بیع میں یہ شرط لگانا اچھا ہے کچھ برا نہیں۔

ترجمہ باب یہاں سے نکلا کہ حضرت جابر بڑاٹھ اجازت لے کر آپؐ سے جدا ہوئے۔ یہ حدیث کئی جگہ گزر چکی ہے اور حضرت امامؒ نے اس سے بہت سے مسائل کا استنباط فرمایا ہے۔

۱۱۳- بَابُ مَنْ غَزَا وَهُوَ حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسِهِ،

باب نئی شادی ہونے کے باوجود جنہوں نے جہاد کیا

فِيهِ جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اس باب میں جابر بڑاٹھ کی روایت نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے ہے (جو مذکور ہوئی)

۱۱۴- بَابُ مَنِ اخْتَارَ الْغَزْوَ بَعْدَ الْبِنَاءِ

باب شب زفاف کے بعد ہی جس نے فوراً جہاد میں شرکت کو پسند کیا

فِيهِ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

اس بارے میں ابو ہریرہ بڑاٹھ کی روایت نبی کریم ﷺ کے حوالے سے موجود ہے۔

جو آگے آئے گی۔ کہ ایک پیغمبر جہاد کو گئے اور فرمایا میرے ساتھ ایسا کوئی شخص نہ نکلے جس نے نکاح تو کر لیا ہو مگر ابھی اس نے اپنی بیوی سے صحبت نہ کی ہو۔

۱۱۵- بَابُ مُبَادَرَةِ الإِمَامِ عِنْدَ الْفَزَعِ

باب خوف اور دہشت کے وقت (حالات معلوم کرنے کے لئے) امام کا آگے بڑھنا

۱۸۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا

(۱۸۶) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ

يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ فَزَعٌ، فَرَكِبَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَرَسًا لأَبِي طَلْحَةَ فَقَالَ: ((مَا رَأَيْنَا مِنْ شَيْءٍ، وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا)).

نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے' ان سے قتادہ نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مدینہ میں ایک دفعہ کچھ دہشت پھیل گئی تو رسول اللہ ﷺ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ایک گھوڑے پر سوار ہو کر (سب سے آگے تھے) پھر آپ نے فرمایا کہ ہم نے تو کوئی بات نہیں دیکھی۔ البتہ اس گھوڑے کو ہم نے دوڑنے میں دریا کی روانی جیسا تیز پایا ہے۔

۱۱۶- بَابُ السُّرْعَةِ وَالرَّكْضِ فِي الْفَزَعِ

باب خوف کے موقع پر جلدی سے گھوڑے کو ایڑ لگانا

۱۸۷- حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: فَزِعَ النَّاسُ فَرَكِبَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَرَسًا لأَبِي طَلْحَةَ بَطِيْئًا، ثُمَّ خَرَجَ يَرْكُضُ وَحْدَهُ، فَرَكِبَ النَّاسُ يَرْكُضُوْنَ خَلْفَهُ فَقَالَ: ((لَمْ تُرَاعُوْا، إِنَّهُ لَبَحْرٌ. فَمَا سُبِقَ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمَ)).

(۱۸۷) ہم سے فضل بن سہل نے بیان کیا' کہا ہم سے حسین بن محمد نے' کہا ہم سے جریر بن حازم نے' ان سے محمد نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (مدینہ میں) لوگوں میں دہشت پھیل گئی تھی تو رسول اللہ ﷺ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ایک گھوڑے پر جو بہت سست تھا' سوار ہوئے اور تنہا ایڑ لگاتے ہوئے آگے بڑھے۔ صحابہ بھی آپ کے پیچھے سوار ہو کر نکلے۔ اسکے بعد واپسی پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ خوفزدہ ہونے کی کوئی بات نہیں ہے' البتہ یہ گھوڑا دریا ہے۔ اس دن کے بعد پھر وہ گھوڑا کبھی پیچھے نہیں رہا۔

آنحضرت ﷺ نے اس موقع پر فوراً ہی معلومات کے لئے حضرت ابو طلحہ کے گھوڑے پر ایڑ لگائی اور مدینہ کے دور دور اطراف میں گھوم پھر کر آپ واپس تشریف لائے اور وہ فرمایا جو روایت میں مذکور ہے۔ اسی سے ترجمہ باب ثابت ہوا۔

۱۱۷ - بَابُ الْجَعَائِلِ وَالْحُمْلَانِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: الغَزْوَ. قَالَ: إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أُعِينَكَ بِطَائِفَةٍ مِنْ مَالِي. قُلْتُ: أَوسَعَ اللّٰهُ عَلَيَّ. قَالَ: إِنَّ غِنَاكَ لَكَ، وَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ يَكُونَ مِنْ مَالِي فِي هَذَا الْوَجْهِ. وَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ نَاسًا يَأْخُذُونَ مِنْ هَذَا الْمَالِ لِيُجَاهِدُوا، ثُمَّ لَا يُجَاهِدُونَ، فَمَنْ فَعَلَهُ فَنَحْنُ أَحَقُّ بِمَالِهِ حَتَّى نَأْخُذَ مِنْهُ مَا أَخَذَ. وَقَالَ طَاوُسٌ وَمُجَاهِدٌ: إِذَا دُفِعَ إِلَيْكَ شَيْءٌ تَخرُجُ بِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَاصْنَعْ بِهِ مَا شِئْتَ وَضَعْهُ عِنْدَ أَهْلِكَ.

باب کسی کو اجرت پر اپنی طرف سے جہاد کرانا اور اللہ کی راہ میں سواری دینا

مجاہد نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے جہاد میں شرکت کا ارادہ ظاہر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں بھی اس مد میں اپنا کچھ مال خرچ کر کے تمہاری مدد کروں۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ کا دیا ہوا میرے پاس کافی ہے۔ لیکن انہوں نے فرمایا کہ تمہاری سرمایہ داری تمہارے لئے ہے۔ میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ اس طرح میرا مال بھی اللہ کے راستے میں خرچ ہو جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ بہت سے لوگ اس مال کو اس شرط پر لے لیتے ہیں کہ وہ جہاد میں شریک ہوں گے لیکن پھر وہ جہاد نہیں کرتے۔ اس لئے جو شخص یہ حرکت کرے گا تو ہم اس کے مال کے زیادہ مستحق ہیں اور ہم اس سے وہ مال جو اس نے لیا ہے واپس وصول کر لیں گے۔ طاؤس اور مجاہد نے فرمایا کہ اگر تمہیں کوئی چیز اس شرط کے ساتھ دی جائے کہ اس کے بدلے میں تم جہاد کے لئے نکلو گے۔ تو تم اسے جہاں جی چاہے خرچ کر سکتے ہو۔ اور اپنے اہل و عیال کی ضروریات میں بھی لا سکتے ہو۔

مگر شرط کے مطابق جہاد میں شرکت ضروری ہے شافعیہ نے اس کو جائز رکھا ہے کہ اجرت لے کر کسی کی طرف سے جہاد کرے۔ لیکن مالکیہ اور حنفیہ نے مکروہ رکھا ہے۔ مگر جب بیت المال میں روپیہ نہ ہو اور مسلمان ناتواں ہوں تو جائز ہے۔ البتہ غازی کی اعانت اور مدد گو وہ مالدار ہو سب کے

نزدیک درست ہے۔ (تیسیر الباری ۴/ ۱۹۲)

لفظ جعائل جعیلہ کی جمع ہے' وھی ما یجعلہ القاعد من الاجرۃ لمن یغزو عنہ یعنی یہ وہ چیز ہے جو بطور اجرت بیٹھنے والا اپنی طرف سے غزوہ کرنے والے کے لئے مقرر کرے۔ اور حملان بضم الحاء حمل یحمل کا مصدر ہے جس سے مراد مجاہد کو بطور امداد سواری دینا ہے۔

۱۸۸- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ سَأَلَ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ، فَقَالَ زَيْدٌ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللهِ، فَرَأَيْتُهُ يُبَاعُ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ آشْتَرِيهِ؟ فَقَالَ: ((لاَ تَشْتَرِهِ وَلاَ تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ)).

(۱۸۸) ہم سے حمیدی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' کہا کہ میں نے مالک بن انس سے سنا' انہوں نے زید بن اسلم سے پوچھا تھا اور زید نے بیان کیا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا تھا' وہ بیان کرتے تھے کہ عمر بن خطاب بنی اللہ نے فرمایا میں نے اللہ کے راستے میں اپنا ایک گھوڑا ایک شخص کو سواری کے لئے دے دیا تھا۔ پھر میں نے دیکھا کہ وہی گھوڑا بک رہا ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ کیا میں اسے خرید سکتا ہوں؟ آپؐ نے فرمایا کہ اس گھوڑے کو تم نہ خریدو اور اپنا صدقہ واپس نہ لو۔

تشریح ترجمۃ الباب میں وہ اجرت مراد ہے جو جہاد میں شرکت نہ کرنے والا کوئی شخص اپنی طرف سے کسی آدمی کو اجرت دے کر جہاد پر بھیجتا ہے۔ جہاں تک جہاد پر اجرت کا تعلق ہے تو ظاہر ہے کہ اجرت لینی جائز ہے۔ یوں تو جہاد کا حکم سب کے لئے برابر ہے۔ اس لئے کسی معقول عذر کے بغیر اس میں شرکت سے پہلو تہی کرنا مناسب نہیں۔ البتہ یہ صورت اس سے الگ ہے کہ کسی پر جہاد فرض یا واجب نہ ہو اور وہ جہاد میں جانے والے کی مدد کر کے ثواب میں شریک ہو جائے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کیا تھا۔ ہاں جہاد میں شرکت سے بچنے کے لئے اگر ایسا کرتا ہے تو بہتر نہیں ہے۔

۱۸۹- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

(۱۸۹) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے' ان سے نافع نے' ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ عمر بن خطاب بنی اللہ نے اللہ کے

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللهِ فَوَجَدَهُ يُبَاعُ فَأَرَادَ أَنْ يَبْتَاعَهُ فَسَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ ((لاَ تَبْتَعْهُ وَلاَ تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ)).

راستے میں اپنا ایک گھوڑا سواری کے لئے دے دیا تھا۔ پھر انہوں نے دیکھا کہ وہی گھوڑا بک رہا ہے۔ انہوں نے اسے خریدنا چاہا اور رسول کریم ﷺ سے پوچھا' تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم اسے نہ خریدو۔ اور اس طرح اپنے صدقہ کو واپس نہ لو۔

حضرت عمر بنٹھ نے وہ گھوڑا ایک شخص کو جہاد کے خیال سے بطور امداد دے دیا تھا۔ اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔ بعد میں وہ شخص اس کو بازار میں بیچنے لگا جس کا ذکر روایت میں ہے۔

۱۹۰ –حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ الأَنْصَارِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو صَالِحٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَوْ لاَ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ وَلَكِنْ لاَ أَجِدُ حَمُولَةً، وَلاَ أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ، وَيَشُقُّ عَلَيَّ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي، وَلَوَدِدْتُ أَنِّي قَاتَلْتُ فِي سَبِيلِ اللهِ فَقُتِلْتُ ثُمَّ أُحْيِيتُ، ثُمَّ قُتِلْتُ ثُمَّ أُحْيِيتُ)).

(۱۹۰) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا' ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے بیان کیا' کہا مجھ سے ابو صالح نے بیان کیا' کہا کہ میں نے ابو ہریرہ بنٹھ سے سنا' آپ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر میری امت پر یہ امر مشکل نہ گزرتا تو میں کسی سریہ کی شرکت بھی نہ چھوڑتا۔ لیکن میرے پاس سواری کے اتنے اونٹ نہیں ہیں کہ میں ان کو سوار کر کے چلوں اور یہ مجھ پر بہت مشکل ہے کہ میرے ساتھی مجھ سے پیچھے رہ جائیں۔ میری تو یہ خوشی ہے کہ میں اللہ کے راستے میں جہاد کروں' اور شہید کیا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں' پھر شہید کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں۔

سریہ یعنی مجاہدین کا ایک چھوٹا دستہ جس کی تعداد زیادہ سے زیادہ چالیس ہو۔

۱۱۸ – بَابُ الأَجِيْرِ

باب جو شخص مزدوری لے کر جہاد میں شریک ہو

وَقَالَ الْحَسَنُ وَابْنُ سِيْرِيْنَ

حسن بصری اور ابن سیرین نے کہا کہ مال غنیمت

يُقسَمُ لِلأَجِيرِ مِنَ الْمَغْنَمِ. وَأَخَذَ عَطِيَّةُ بْنُ قَيْسٍ فَرَسًا عَلَى النِّصْفِ، فَبَلَغَ سَهْمُ الْفَرَسِ أَرْبَعَمِائَةِ دِينَارٍ، فَأَخَذَ مِائَتَيْنِ وَأَعْطَى صَاحِبَهُ مِائَتَيْنِ.

میں سے مزدور کو بھی حصہ دیا جائے گا۔ عطیہ بن قیس نے ایک گھوڑا (مال غنیمت کے حصے کے) نصف کی شرط پر لیا۔ گھوڑے کے حصہ میں چار سو دینار آئے۔ عطیہ نے دو سو دینار خود رکھ لئے اور دو سو گھوڑے کے مالک کو دے دیئے۔

١٩١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ غَزْوَةَ تَبُوكَ فَحَمَلْتُ عَلَى بَكْرٍ. فَهُوَ أَوْثَقُ أَعْمَالِي فِي نَفْسِي، فَاسْتَأْجَرْتُ أَجِيرًا فَقَاتَلَ رَجُلاً فَعَضَّ أَحَدُهُمَا الآخَرَ، فَانْتَزَعَ يَدَهُ مِنْ فِيهِ وَنَزَعَ ثَنِيَّتَهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَهْدَرَهَا فَقَالَ: ((أَيَدْفَعُ يَدَهُ إِلَيْكَ فَتَقْضِمُهَا كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ؟)).

(۱۹۱) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے ابن جریج نے بیان کیا' ان سے عطاء نے' ان سے صفوان بن یعلیٰ نے' ان سے ان کے والد (یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک میں شریک تھا اور ایک جوان اونٹ میں نے چڑھنے کو دیا تھا' میرے خیال میں میرا یہ عمل' تمام دوسرے اعمال کے مقابلے میں سب سے زیادہ قابل بھروسہ تھا۔ میں نے ایک مزدور بھی اپنے ساتھ لے لیا تھا۔ پھر وہ مزدور ایک شخص (خود یعلیٰ) سے لڑ پڑا اور ایک نے دوسرے کے ہاتھ میں دانت سے کاٹ لیا۔ دوسرے نے جھٹ جو اپنا ہاتھ اس کے منہ سے کھینچا تو اس کا آگے کا دانت ٹوٹ گیا۔ وہ شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں فریادی ہوا لیکن آپ نے کوئی تاوان نہیں فرمایا۔ بلکہ فرمایا کہ کیا تمہارے منہ میں وہ اپنا ہاتھ یوں ہی رہنے دیتا تاکہ تم اسے چبا جاؤ جیسے اونٹ چباتا ہے۔

تشریح یعنی اگر کسی مجاہد نے جہاد کے لئے جاتے وقت اگر کچھ مزدور' مزدوری پر اپنی ضروریات کے لئے اپنے ساتھ لے لئے تو کیا یہ مزدور اپنی مزدوری پا لینے کے بعد مال غنیمت کے

بھی مستحق ہوں گے یا نہیں ؟ اسی کا جواب اس باب میں دیا ہے۔ امام احمد بن حنبل اور اسحاق اور اوزاعی کے نزدیک حصہ نہیں ملے گا۔ دوسرے علماء کہتے ہیں کہ حصہ ملے گا۔ ابوداؤد [1] کی روایت میں یوں ہے کہ میں بوڑھا آدمی تھا۔ میرے ساتھ کوئی خدمتگار بھی نہ تھا تو میں نے ایک شخص کو مزدوری پر ٹھہرایا۔ اور اس کے لئے دو حصے مقرر کئے۔ مگر وہ اس پر راضی نہیں ہوا۔ تو اس کی مزدوری تین دینار مقرر کی۔ مسلم کی [2] روایت میں ہے کہ یعلیٰ نے کاٹا اور مزدور نے اپنا ہاتھ کھینچا تو یعلیٰ کا دانت نکل پڑا۔

۱۱۹- بَابُ مَا قِيْلَ فِي لِوَاءِ النَّبِيِّ ﷺ

باب آنحضرت ﷺ کے جھنڈے کا بیان

تشریح حدیث میں لوآء کا لفظ ہے۔ لوآء اور رایہ دونوں ایک ہیں۔ ترمذی [3] کی روایت میں ہے کہ آپ کا رایہ سیاہ تھا۔ اور لواء سفید۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں میں فرق ہے۔ بعضوں نے کہا لواء جو نیزے پر ایک کپڑا لگا دیا جاتا ہے اور گرہ نہیں دی جاتی ۔ رایہ وہ جو گرہ دے کر باندھا جاتا ہے جس کو علم بھی کہتے ہیں آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں یہ جھنڈا لشکر کا جو سردار ہوتا وہ تھامے رکھتا۔ اور آپؐ کے جھنڈے کا نام عقاب تھا۔

روایت میں قیس بن سعد انصاریؓ کا ذکر ہے۔ جنھوں نے سر کے ایک طرف کنگھی کی تھی کہ ان کا ایک غلام کھڑا ہوا اور اس نے ہدی کے جانور کو ہار پہنا دیا۔ انہوں نے جب یہ دیکھا کہ ہدی کی تقلید ہو گئی تو حج کی لبیک پکاری اور سر کی دوسری طرف کنگھی نہ کی۔ یہ قیس سعد بن عبادہؓ کے بیٹے تھے جو خزرج قبیلہ کے سردار تھے۔ حضرت قیس معزز اصحاب میں تھے۔ جنگی معاملات میں صاحب تدبیر لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔ حضرت علیؓ نے ان کو مصر کا گورنر مقرر کیا۔ مدینہ میں ۶۰ھ میں انتقال فرمایا، رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

۱۹۲- حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ:

(۱۹۲) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے لیث نے بیان کیا، انہوں

---

[1] ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی الرجل یغزو باجیر لیخدم (۲۵۲۷)

[2] مسلم کتاب القسامہ باب الصائل علی نفس الانسان الخ، (۳/ ۱۳۰۰ (۱۶۷۳)

[3] ترمذی کتاب الجہاد باب ماجاء فی الرایات (۱۶۸۷) امام ترمذی نے الالویہ اور الرایات کا باب بھی علیحدہ علیحدہ قائم کیا ہے۔ (ابوالحسن)

أَخْبَرَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ثَعْلَبَةُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ الْقُرَظِيُّ: ((أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ- وَكَانَ صَاحِبَ لِوَاءِ رَسُولِ اللهِ ﷺ - أَرَادَ الْحَجَّ فَرَجَّلَ)).

نے کہا کہ مجھے عقیل نے خبر دی' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' انہیں ثعلبہ بن ابی مالک قرظی نے خبر دی کہ قیس بن سعد انصاری رضی اللہ عنہما نے' جو جہاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے علمبردار تھے' جب حج کا ارادہ کیا تو (احرام باندھنے سے پہلے) کنگھی کی۔

معلوم ہوا کہ جہاد میں علم نبوی اٹھایا جاتا تھا۔ اور اس کے اٹھانے والے قیس بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ ہوا کرتے۔ جنگ خیبر میں یہ جھنڈا اٹھانے والے حضرت علیؓ تھے۔ جیسا کہ آگے ذکر ہے۔

۱۹۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي خَيْبَرَ، وَكَانَ بِهِ رَمَدٌ، فَقَالَ: أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ ﷺ. فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ اللَّيْلَةِ فَتَحَهَا فِي صَبَاحِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ - أَوْ قَالَ: لَيَأْخُذَنَّ - غَدًا رَجُلٌ يُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ، أَوْ قَالَ: يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ، يَفْتَحُ اللهُ عَلَيْهِ)) فَإِذَا

(۱۹۳) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا' ان سے یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوہ خیبر کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہیں آئے تھے۔ ان کی آنکھوں میں تکلیف تھی۔ پھر انہوں نے کہا کہ کیا میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک نہ ہوں گا؟ چنانچہ وہ نکلے اور آنحضرت سے جا ملے۔ اس رات کی شام کو جس کی صبح کو خیبر فتح ہوا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اسلامی پرچم اس شخص کو دوں گا یا کل اسلامی پرچم اس شخص کے ہاتھ میں ہو گا جسے اللہ اور اس کے رسول اپنا محبوب رکھتے ہیں۔ یا فرمایا کہ جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔ اور اللہ اس شخص کے ہاتھ پر فتح فرمائے گا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔ حالانکہ ان کے آنے کی

نَحْنُ بعليّ وَمَا نَرْجُوهُ. فَقَالُوا: هَذَا عَلِيٌّ، فَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَفَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ)).

ہمیں کوئی امید نہ تھی۔ لوگوں نے کہا کہ یہ علی رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور آپؐ نے جھنڈا انہیں کو دیا۔ اور اللہ نے انہیں کے ہاتھ پر فتح فرمائی۔

حضرت علیؓ کی فضیلت کے لئے یہ کافی ہے کہ آپ فاتح خیبر ہیں اور اس موقعہ پر فتح کا جھنڈا آپ ہی کے دست مبارک سے لہرایا گیا۔ اس سے بھی علم نبوی کا اثبات ہوا۔ اور اسی وجہ سے حضرت امام بخاری اس واقعہ کو یہاں لائے۔

١٩٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ ((سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ يَقُولُ لِلزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَا أَبَا عَبْد هَا هُنَا أَمرَكَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَرْكُزَ الرَّايَةَ)).

(۱۹۴) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے باپ نے اور ان سے نافع بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے سنا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہہ رہے تھے کہ کیا یہاں پر نبی کریم ﷺ نے آپ کو پرچم نصب کرنے کا حکم فرمایا تھا؟

ان جملہ احادیث میں کسی نہ کسی طرح آنحضرت ﷺ کے جھنڈے کا ذکر ہے۔ اسی لئے حضرت امام ان احادیث کو یہاں لائے۔ احادیث سے اور بھی بہت سے مسائل ثابت ہوتے ہیں جن کو حضرت امامؒ نے موقع بہ موقع بیان فرمایا ہے۔ رحمہ اللہ۔

١٢٠ - بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ))

باب آنحضرت ﷺ کا یہ فرمانا کہ ایک مہینے کی راہ سے اللہ نے میرا رعب (کافروں کے دلوں میں) ڈال کر میری مدد کی ہے

وَقَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿ سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللهِ ﴾ [آل عمران: ١٥١]

قَالَهُ جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ "عنقریب ہم ان لوگوں کے دلوں کو مرعوب کر دیں گے جنہوں نے کفر کیا ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ شرک کیا ہے! جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے یہ حدیث روایت کی ہے۔

۱۹۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ. فَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُوْتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي)). قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَقَدْ ذَهَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنْتُمْ تَنْتَثِلُونَهَا.

(۱۹۵) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ مجھے جامع کلام دے کر بھیجا گیا ہے اور رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی ہے۔ میں سویا ہوا تھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں میرے پاس لائی گئیں اور میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تو (اپنے رب کے پاس) جا چکے۔ اور انہیں (خزانے) اب تم نکال رہے ہو۔

اس خواب میں آنحضرت ﷺ کو یہ بشارت دی گئی تھی کہ آپؐ کی امت کے ہاتھوں دنیا کی بڑی بڑی سلطنتیں فتح ہوں گی اور ان کے خزانوں کے وہ مالک ہوں گے۔ چنانچہ بعد میں اس خواب کی مکمل تعبیر مسلمانوں نے دیکھی کہ دنیا کی دو سب سے بڑی سلطنتیں ایران و روم مسلمانوں نے فتح کیں اور ابو ہریرہؓ کا بھی اس طرف اشارہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کام کو پورا کر کے اللہ پاک سے جا ملے لیکن وہ خزانے اب تمہارے ہاتھوں میں ہیں۔ روایت مذکورہ میں ایک مہینے کی راہ سے یہ مذکور نہیں ہے۔ لیکن جابرؓ کی روایت جو امام بخاری نے کتاب التیمم میں نکالی ہے اس میں اس کی صراحت موجود ہے۔

۱۹۶- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ أَخْبَرَهُ ((أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ - وَهُوَ بِإِيْلِيَاءَ - ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللهِ

(۱۹۶) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھے عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی' انہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی اور انہیں ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ہرقل نے اپنا آدمی ان کی طرف بھیجا۔ یہ لوگ اس وقت ایلیا میں تھے۔ آخر (طویل گفتگو کے بعد) اس نے نبی کریم ﷺ

ﷺ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ الْكِتَابِ كَثُرَ عِنْدَهُ الصَّخَبُ فَارْتَفَعَتِ الأَصْوَاتُ وَأُخْرِجْنَا، فَقُلْتُ لأَصْحَابِي حِيْنَ أُخْرِجْنَا: لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ابنِ أَبِي كَبْشَةَ، إِنَّهُ يَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الأَصْفَرِ)).

کا نامہ مبارک منگوایا۔ جب وہ پڑھا جا چکا تو اس کے دربار میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ آواز بلند ہونے لگی۔ اور ہمیں باہر نکال دیا گیا۔ جب ہم باہر کر دیئے گئے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ابن ابی کبشہ کا معاملہ تو اب بہت آگے بڑھ چکا ہے۔ یہ بنی اصفر کا بادشاہ بھی ان سے ڈرنے لگا ہے۔

شام کا ملک جہاں اس وقت ہرقل تھا مدینہ سے ایک مہینہ کی راہ پر ہے' تو باب کا مطلب نکل آیا کہ آنحضرت ﷺ کا رعب ایک مہینے کی راہ سے ہرقل پر پڑا۔ آپ کے بے شمار معجزات میں سے یہ بھی آپ کا اہم معجزہ تھا۔ آپ کے دشمن جو آپ سے صدہا میلوں کے فاصلے پر رہتے تھے وہ وہاں سے ہی بیٹھے ہوئے آپ کے رعب سے مرعوب رہا کرتے تھے۔ ﷺ۔

۱۲۱- بَابُ حَمْلِ الزَّادِ فِي الْغَزْوِ

باب سفر جہاد میں توشہ (خرچ وغیرہ) ساتھ رکھنا

وَقَولِ اللهِ تَعَالَى: ﴿ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى﴾ [البقرة: ۱۹۷]

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ "اپنے ساتھ توشہ لے جایا کرو' پس بے شک عمدہ ترین توشہ تقویٰ ہے"۔

اشار بهذه الترجمة الى ان حمل الزاد فى السفر ليس منافيا للتوكل كذا فى الفتح یعنی اس ترجمہ میں اشارہ فرمایا کہ سفر میں توشہ ساتھ لے جانا توکل کے منافی نہیں ہے۔

یعنی سفر میں جاتے وقت اپنے ساتھ کھانے پینے کا سامان ہمراہ لے لیا کرو' تاکہ کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کرنا پڑے۔ یہی بہترین توشہ ہے جس کے ذریعہ لوگوں سے مانگنے سے بچ جاؤ گے اور تقویٰ حاصل ہو سکے گا۔

۱۹۷- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنِ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي –

(۱۹۷) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' ان سے ہشام نے بیان کیا کہ مجھے میرے والد نے خبر

وَحَدَّثَتْنِي أَيْضًا فَاطِمَةُ - عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((صَنَعْتُ سُفْرَةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ حِيْنَ أَرَادَ أَنْ يُهَاجِرَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ. قَالَتْ: فَلَمْ نَجِدْ لِسُفْرَتِهِ وَلاَ لِسِقَائِهِ مَا نَرْبِطُهُمَا بِهِ، فَقُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ: وَاللهِ مَا أَجِدُ شَيْئًا أَرْبِطُ بِهِ إِلاَّ نِطَاقِي. قَالَ: فَشُقِّيْهِ بِاثْنَيْنِ فَارْبِطِيْهِ: بِوَاحِدِ السِّقَاءَ، وَبِالآخَرِ السُّفْرَةَ، فَفَعَلَتْ، فَلِذَلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ)).

دی' نیز مجھ سے فاطمہ نے بھی بیان کیا' اور ان سے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی ہجرت کا ارادہ کیا' تو میں نے (والد ماجد حضرت) ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر آپ کے لئے سفر کا ناشتہ تیار کیا تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ جب آپ کے ناشتے اور پانی کو باندھنے کے لئے کوئی چیز نہیں ملی' تو میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بجز میرے کمر بند کے اور کوئی چیز اسے باندھنے کے لئے نہیں ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ پھر اسی کے دو ٹکڑے کر لو۔ ایک سے ناشتہ باندھ دینا اور دوسرے سے پانی' چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا' اور اسی وجہ سے میرا نام "ذات النطاقین" (دو کمر بندوں والی) پڑ گیا۔

تشریح: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کا نام اسماء رضی اللہ عنہا ہے۔ یہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی والدہ ہیں۔ مکہ ہی میں اسلام لائیں۔ اس وقت تک صرف سترہ آدمیوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ یہ حضرت عائشہ ؓ سے دس برس بڑی تھیں۔ اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کی شہادت کے بعد ۷۳ھ میں بعمر ایک سو سال آپ نے مکہ ہی میں انتقال فرمایا۔ باب کا مطلب یوں ثابت ہوا کہ آپ ؐ کے لئے اس نیک خاتون نے ہجرت کے سفر کے وقت ناشتہ تیار کیا۔ اسی سے ہر سفر میں خواہ حج کا سفر ہو یا جہاد کا راشن ساتھ لے جانے کا اثبات ہوا۔ خاص طور پر فوجوں کے لئے راشن کا پورا انتظام کرنا ہر متمدن حکومت کے لئے ضروری ہے۔

۱۹۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كُنَّا نَتَزَوَّدُ لُحُومَ

(۱۹۸) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو سفیان نے خبر دی' ان سے عمرو نے بیان کیا' انہوں نے کہا مجھ کو عطاء نے خبر دی' انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

الْأَضَاحِيِّ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ)).

کے زمانہ میں قربانی کا گوشت (بطور توشہ) مدینہ لے جایا کرتے تھے۔

یہ لے جانا بطور توشہ ہوا کرتا تھا۔ اس سے آپ کا مطلب ثابت ہوا۔

۱۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنِي بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّ سُوَيْدَ بْنَ النُّعْمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ ((أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَامَ خَيْبَرَ، حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالصَّهْبَاءِ - وَهِيَ أَدْنَى خَيْبَرَ - فَصَلَّوْا الْعَصْرَ، فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ بِالْأَطْعِمَةِ، فَلَمْ يُؤْتَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَّا بِسَوِيقٍ، فَلُكْنَا، فَأَكَلْنَا وَشَرِبْنَا، ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا وَصَلَّيْنَا)).

(۱۹۹) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھے بشیر بن یسار نے خبردی اور انہیں سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ نے خبردی کہ خیبر کی جنگ کے موقع پر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھ گئے تھے۔ جب لشکر مقام صہباء پر پہنچا جو خیبر کا نشیبی علاقہ ہے تو لوگوں نے عصر کی نماز پڑھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے کھانا منگوایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے پاس ستو کے سوا اور کوئی چیز نہیں لائی گئی اور ہم نے وہی ستو کھایا اور پیا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ نے کلی کی ہم نے بھی کلی کی اور نماز پڑھی۔

یہ ستو بطور راشن رکھا گیا تھا۔ اس سے ترجمۃ الباب ثابت ہوا۔

۲۰۰- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَرْحُومٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَفَّتْ أَزْوَادُ النَّاسِ وَأَمْلَقُوا، فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فِي نَحْرِ إِبِلِهِمْ، فَأَذِنَ لَهُمْ، فَلَقِيَهُمْ عُمَرُ

(۲۰۰) ہم سے بشر بن مرحوم نے بیان کیا' کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا' ان سے یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب لوگوں کے پاس زاد راہ ختم ہونے لگا تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لوگ اپنے اونٹ ذبح کرنے کی اجازت لینے حاضر ہوئے۔ آپؐ نے اجازت دے دی۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی ملاقات

فَأَخْبَرُوهُ، فَقَالَ : مَا بَقَاؤُكُمْ بَعْدَ إِبِلِكُمْ؟ فَدَخَلَ عُمَرُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ، مَا بَقَاؤُهُمْ بَعْدَ إِبِلِهِمْ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : ((نَادِ فِي النَّاسِ يَأْتُونَ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ، فَدَعَا وَبَرَّكَ عَلَيْهِ، ثُمَّ دَعَاهُمْ بِأَوْعِيَتِهِمْ فَاحْتَثَى النَّاسُ حَتَّى فَرَغُوا، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : ((أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ)).

ہوئی۔ اس اجازت کی اطلاع انہیں بھی ان لوگوں نے دی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے سن کر کہا' ان اونٹوں کے بعد پھر تمہارے پاس باقی کیا رہ جائے گا اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا' یا رسول اللہ! لوگ اگر اپنے اونٹ بھی ذبح کر دیں گے۔ تو پھر اس کے بعد ان کے پاس باقی کیا رہ جائے گا؟ آپؐ نے فرمایا پھر لوگوں میں اعلان کر دو کہ اپنا بچا کھچا توشہ لے کر یہاں آجائیں۔ آپؐ نے دعا فرمائی اور اس میں برکت ہوئی۔ پھر سب کو ان کے برتنوں کے ساتھ آپ نے بلایا۔ سب نے بھر بھر کر اس میں سے لیا۔ اور جب سب لوگ فارغ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔

تشریح یہ معجزہ دیکھ کر خود آپؐ نے اپنی رسالت پر گواہی دی' معجزہ اللہ پاک کی طرف سے ہوتا ہے جسے وہ اپنے رسولوں کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے ان کے ہاتھوں سے دکھلایا کرتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ اس لئے فرمایا کہ اونٹ تمام ذبح کر دیئے جاتے تو پھر فوجی مسلمان سواری کس پر کرتے اور سارا سفر پیدل کرنا بے حد مشکل تھا۔ یہ مشورہ صحیح تھا اس لئے آنحضرت ﷺ نے اسے قبول فرمایا اور بعد میں سارے فوجیوں کے راشن کو جو باقی رہ گیا تھا آپؐ نے اکٹھا کرا کر برکت کی دعا فرمائی اور اللہ نے اس میں اتنی برکت دی کہ سارے فوجیوں کو کافی ہو گیا۔

معجزے کا وجود برحق ہے۔ مگر یہ اللہ کی مرضی پر ہے وہ جب چاہے اپنے مقبول بندوں کے ہاتھوں یہ دکھلائے۔ خود رسولوں کو اپنے طور پر اس میں کوئی اختیار نہیں ہے۔ ﴿ ذلک فضل اللہ یوتیه من یشاء ﴾

اس حدیث کے تحت حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں وفی الحدیث حسن خلق رسول اللہ صلی اللہ علیه و سلم واجابته الی ما یلتمس منه اصحابه واجرالهم علی العادة البشریة فی الاحتیاج الی الزاد فی السفر

ومنقبة ظاهرة لعمر دالة على قوة يقينه باجابة دعاء رسول الله صلى الله عليه و سلم وعلى حسن نظره للمسلمين على انه ليس في اجابة النبي صلى الله عليه وسلم لهم على نحرابلهم ما يتحتم انهم يبقون بلاظهر لاحتمال ان يبعث الله لهم ما يحملهم من غنيمة ونحوها لكن اجاب عمر الى ما اشاربه لتعجيل المعجزة بالبركة التي حصلت في الطعام وقد وقع لعمر شبيه بهذه القصة في الماء وذلک فيما اخرجه ابن ابی خزيمة وغيره وستاتي الاشارة اليه في علامات النبوة الخ (فتح الباری ۶/ ۱۳۰)

یعنی اس حدیث سے آنحضرت ﷺ کے اخلاق فاضلہ پر روشنی پڑتی ہے اور اس پر بھی کہ آپؐ صحابہ کرامؓ کے کسی بھی بارے میں التماس کرنے پر فوراً توجہ فرماتے اور سفر میں توشہ راشن وغیرہ حاجات انسانی کا ان کے لئے پورا پورا خیال رکھتے تھے۔ اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی ثابت ہوئی کہ ان کو آنحضرت ﷺ کی دعاؤں کی قبولیت پر کس قدر یقین کامل تھا اور مسلمانوں کے متعلق ان کی کتنی اچھی نظر تھی۔ وہ جانتے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے ان کے لئے جو اونٹوں کو ذبح کرنے کا مشورہ دیا ہے یہ اس احتمال پر ہے کہ ان کو ذبح کرنے کے بعد بھی اللہ پاک ان کے لئے غنیمت وغیرہ سے سواریوں کا انتظام کرا ہی دے گا۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کی برکت کی دعاؤں کے لئے عجلت فرمائی تاکہ بطور معجزہ کھانے میں برکت حاصل ہو اور اونٹوں کو ذبح کرنے کی نوبت ہی نہ آنے پائے۔ ایک دفعہ پانی کے قصہ میں بھی حضرت عمرؓ کو اسی کے مشابہ معاملہ پیش آیا تھا۔ جس کا اشارہ علامات النبوۃ میں آئے گا۔

بعض فقہاء نے اس حدیث سے استنباط کیا ہے کہ گرانی کے وقت امام لوگوں کے فالتو غلہ کے ذخیروں کو بازار میں فروخت کے لئے حکماً نکلوا سکتا ہے۔ اس لئے کہ لوگوں کے لئے اسی میں خیر ہے نہ کہ غلہ کے پوشیدہ رکھنے میں۔

۱۲۲- بَابُ حَمْلِ الزَّادِ عَلَى الرِّقَابِ

باب توشہ اپنے کندھوں پر لاد کر خود لے جانا

سفر میں خاص طور پر جہاد کے سفر میں ہر سپاہی بقدر ضرورت راشن اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ مصنفؒ نے اسی کا جواز ثابت فرمایا ہے۔

۲۰۱- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ وَهَبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:

(۲۰۱) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا' کہا ہم کو عبدہ نے خبر دی' انہیں ہشام نے' انہیں وہب بن کیسان نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم (ایک غزوہ پر) نکلے۔ ہماری تعداد

((خَرَجْنَا وَنَحْنُ ثَلاَثُمِائَةٍ نَحْمِلُ زَادَنَا عَلَى رِقَابِنَا، فَفَنِيَ زَادُنَا، حَتَّى كَانَ الرَّجُلُ مِنَّا يَأْكُلُ فِي كُلِّ يَوْمٍ تَمْرَةً. قَالَ رَجُلٌ: يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ، وَأَيْنَ كَانَتِ التَّمْرَةُ تَقَعُ مِنَ الرَّجُلِ؟ قَالَ: لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِيْنَ فَقَدْنَاهَا، حَتَّى أَتَيْنَا الْبَحْرَ، فَإِذَا حُوتٌ قَدْ قَذَفَهُ الْبَحْرُ، فَأَكَلْنَا مِنْهُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ يَوْمًا مَا أَحْبَبْنَا)).

تین سو تھی' ہم اپنا راشن اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے تھے۔ آخر ہمارا توشہ جب (تقریباً) ختم ہو گیا' تو ایک شخص کو روزانہ صرف ایک کھجور کھانے کو ملنے لگی۔ ایک شاگرد نے پوچھا' اے ابو عبداللہ! ایک کھجور سے بھلا ایک آدمی کا کیا بنتا ہو گا؟ انہوں نے فرمایا کہ اس کی قدر ہمیں اس وقت معلوم ہوئی جب ایک کھجور بھی باقی نہیں رہ گئی تھی۔ اس کے بعد ہم دریا پر آئے تو ایک ایسی مچھلی ملی جسے دریا نے باہر پھینک دیا تھا۔ اور ہم اٹھارہ دن تک خوب جی بھر کر اسی کو کھاتے رہے۔

تشریح غالباً وہیل مچھلی ہو گی جو بعض دفعہ اسی فٹ سے سو فٹ تک طویل ہوتی ہے اور جو قدرت کی نشانیوں میں سے ایک عجیب مخلوق ہے۔ اٹھارہ دن تک صرف اسی مچھلی پر گزارہ کرنا یہ محض اللہ کی طرف سے تائید غیبی تھی۔ یہ رجب ۸ھ کا واقعہ ہے۔ باب کا مطلب یوں ثابت ہوا کہ یہ تین سو مجاہدین اپنا اپنا راشن اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے تھے۔ وہ زمانہ بھی ایسی تنگیوں کا تھا۔ نہ آج جیسا کہ ہر قسم کی سہولتیں میسر ہو گئی ہیں پھر بھی بعض مواقع پر سپاہی کو اپنا راشن خود اٹھانا پڑ جاتا ہے۔

۱۲۳- بَابُ إِرْدَافِ الْمَرْأَةِ خَلْفَ أَخِيهَا

باب عورت کا اپنے بھائی کے پیچھے ایک ہی اونٹ پر سوار ہونا

اس بارے میں سفر جہاد کو بھی سفر حج پر قیاس کیا گیا ہے۔

۲۰۲- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الأَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ

(۲۰۲) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا' کہا ہم سے عثمان بن اسود نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ انہوں نے عرض کیا'

عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: ((أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ يَرْجِعُ أَصْحَابُكَ بِأَجْرِ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ، وَلَمْ أَزِدْ عَلَى الْحَجِّ؟ فَقَالَ لَهَا: ((اذْهَبِي وَلْيُرْدِفْكِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ)). فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ أَنْ يُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيمِ. فَانْتَظَرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِأَعْلَى مَكَّةَ حَتَّى جَاءَتْ)).

یا رسول اللہ! آپ کے اصحاب حج اور عمرہ دونوں کر کے واپس جا رہے ہیں اور میں صرف حج کر پائی ہوں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر جاؤ (عمرہ کر آؤ) عبدالرحمٰنؓ تمہیں اپنی سواری کے پیچھے بٹھالیں گے۔ چنانچہ آپ نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تنعیم سے (احرام باندھ کر) عائشہؓ کو عمرہ کرالائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس عرصہ میں مکہ کے بالائی علاقہ پر ان کا انتظار کیا۔ یہاں تک کہ وہ آ گئیں۔

٢٠٣- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((أَمَرَنِي النَّبِيُّ ﷺ أَنْ أُرْدِفَ عَائِشَةَ وَأُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيمِ)).

(۲۰۳) مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن عیینہ نے' ان سے عمرو بن دینار نے' ان سے عمرو بن اوس نے اور ان سے عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے حکم دیا تھا کہ اپنی سواری پر اپنے پیچھے عائشہ رضی اللہ عنہا کو بٹھا کر لے جاؤں' اور تنعیم سے (احرام باندھ کر) انہیں عمرہ کرالاؤں۔

اس موقع پر حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے اپنی محترمہ بہن حضرت عائشہؓ کو سواری پر پیچھے بٹھایا۔ اس سے باب کا مقصد ثابت ہوا۔ پہلی حدیث میں مزید تفصیل بھی مذکور ہوئی۔

١٢٤- بَابُ الإِرْتِدَافِ فِي الْغَزْوِ وَالْحَجِّ

باب جہاد اور حج کے سفر میں دو آدمیوں کا ایک سواری پر بیٹھنا

٢٠٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:

(۲۰۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا' کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا' ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی سواری پر

((كُنْتُ رَدِيفَ أَبِي طَلْحَةَ، وَإِنَّهُمْ لَيَصْرُخُونَ بِهِمَا جَمِيعًا: الْحَجِّ، وَالْعُمْرَةِ)).

ان کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ تمام صحابہ حج اور عمرہ دونوں ہی کے لئے ایک ساتھ لبیک کہہ رہے تھے۔

١٢٥- بَابُ الرِّدْفِ عَلَى الْحِمَارِ

باب ایک گدھے پر دو آدمیوں کا سوار ہونا

٢٠٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَى إِكَافٍ عَلَيْهِ قَطِيفَةٌ، وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ وَرَاءَهُ)).

(۲۰۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو صفوان نے بیان کیا' ان سے یونس بن یزید نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے عروہ نے' ان سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر اس کی پالان رکھ کر سوار ہوئے۔ جس پر ایک چادر بچھی ہوئی تھی اور اسامہ کو آپ نے اپنے پیچھے بٹھا رکھا تھا۔

معلوم ہوا کہ ایک گدھے پر دو آدمی سوار ہو سکتے ہیں' بشرطیکہ وہ طاقتور ہو لفظ اکاف گدھے کے پالان کے لئے اسی طرح مستعمل ہے جس طرح گھوڑے کے لئے لفظ سرج مستعمل ہے۔

٢٠٦- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَقْبَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ عَلَى رَاحِلَتِهِ مُرْدِفًا أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَمَعَهُ بِلاَلٌ وَمَعَهُ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ مِنَ الْحَجَبَةِ حَتَّى أَنَاخَ فِي الْمَسْجِدِ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْتِيَ

(۲۰۶) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا' انہیں نافع نے خبردی اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ فتح مکہ کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے بالائی علاقے سے اپنی سواری پر تشریف لائے۔ اسامہ رضی اللہ عنہ کو آپ نے اپنی سواری پر پیچھے بٹھا دیا تھا اور آپ کے ساتھ حضرت بلال ؓ بھی تھے اور عثمان بن طلحہ ؓ بھی جو کعبہ کے کلید بردار تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد الحرام میں اپنی سواری بٹھا دی اور عثمان ؓ سے کہا کہ بیت اللہ الحرام کی کنجی لائیں۔

بِمِفْتَاحِ الْبَيْتِ، فَفَتَحَ وَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَمَعَهُ أُسَامَةُ وَبِلاَلٌ وَعُثْمَانٌ، فَمَكَثَ فِيهَا نَهَارًا طَوِيلاً، ثُمَّ خَرَجَ فَاسْتَبَقَ النَّاسُ، وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ أَوَّلَ مَنْ دَخَلَ، فَوَجَدَ بِلاَلاً وَرَاءَ الْبَابِ قَائِماً فَسَأَلَهُ أَيْنَ صَلَّى رَسُولُ اللهِ فَأَشَارَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ. فَقَالَ عَبْدُاللهِ: فَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُ: كَمْ صَلَّى مِنْ سَجْدَةٍ)).

انہوں نے کعبہ کا دروازہ کھول دیا اور رسول کریم ﷺ اندر داخل ہو گئے۔ آپؐ کے ساتھ اسامہ' بلال اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ آپ کافی دیر تک اندر ٹھہرے رہے۔ اور جب باہر تشریف لائے تو صحابہ نے ایک دوسرے سے آگے ہونے کی کوشش کی سب سے پہلے اندر داخل ہونے والے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تھے۔ انہوں نے بلالؓ کو دروازے کے پیچھے کھڑا پایا تو ان سے پوچھا کہ آنحضرت ﷺ نے نماز کہاں پڑھی ہے؟ انہوں نے اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں آنحضرت ﷺ نے نماز پڑھی تھی۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھے یہ پوچھنا یاد نہیں رہا کہ آنحضرت ﷺ نے کتنی رکعتیں پڑھی تھیں۔

تشریح ترجمہ باب اس سے نکلا کہ رسول کریم ﷺ نے اونٹنی پر اپنے پیچھے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بھی بٹھلا رکھا تھا۔ اونٹنی بھی ایک جانور ہے جب اس پر دو آدمیوں کا سوار ہونا ثابت ہوا تو گدھے کو بھی اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کو کئی جگہ لائے ہیں اور اس سے بہت سے مسائل کا استنباط فرمایا ہے جیسا کہ اپنے اپنے مقام پر بیان ہوا ہے۔ یہی آپ کے مجتہد مطلق ہونے کی اہم دلیل ہے اور یہ امر روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ ایک مجتہد مطلق کے لئے جن شرائط کا ہونا ضروری ہے وہ سب آپ کی ذات گرامی میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ اللہ سارے مجتہدین کرام کو جزائے خیر دے جنہوں نے خدمت اسلام کے لئے اپنے آپ کو کلیۃً وقف کر دیا تھا' رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔ حدیث میں لفظ حجبۃ حاجب کی جمع ہے جو دربان کے لئے بولا جاتا ہے۔ کعبہ شریف کے کلید بردار اور دربان یہی خاندان چلا آ رہا ہے۔

١٢٦- بَابُ مَنْ أَخَذَ بِالرِّكَابِ وَنَحْوِهِ

باب جو رکاب پکڑ کر کسی کو سواری پر چڑھا دے یا کچھ ایسی ہی مدد کرے' اس کا ثواب

٢٠٧- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ

(۲۰۷) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا' کہا

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ: يَعْدِلُ بَيْنَ الِاثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، وَيُعِينُ الرَّجُلَ عَلَى دَابَّتِهِ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا- أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ- صَدَقَةٌ، وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ خَطْوَةٍ يَخْطُوهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ وَيُمِيطُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ))

ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں ہمام نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا' انسان کے ہر ایک جوڑ پر صدقہ لازم ہوتا ہے۔ ہر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے۔ پھر اگر وہ انسانوں کے درمیان انصاف کرے تو یہ بھی ایک صدقہ ہے اور کسی کو سواری کے معاملے میں اگر مدد پہنچائے' اس طرح کہ اسے اس پر سوار کرائے یا اسکا سامان اٹھا کر رکھدے تو یہ بھی ایک صدقہ ہے اور اچھی بات منہ سے نکالنا بھی ایک صدقہ ہے اور ہر قدم جو نماز کیلئے اٹھتا ہے وہ بھی صدقہ ہے اور اگر کوئی راستے سے کسی تکلیف دینے والی چیز کو ہٹادے تو یہ بھی ایک صدقہ ہے۔

(چونکہ اس حدیث میں بذیل بیان صدقات کسی انسان کی بہ سلسلہ سواری کوئی ممکن مدد کرنا بھی مذکور ہوا ہے اس لئے اس روایت کو اس باب کے ذیل میں لایا گیا۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ہر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ وہ روزانہ اپنے ہر جوڑ کی سلامتی کے شکریہ میں کچھ نہ کچھ کار خیر ضرور کرتا رہے۔

لفظ سلامی آدمی کا ہر جوڑ اور انگلی کے پور مراد ہیں۔ بعض نے کہا کہ ہر جوف دار ہڈی کو سلامی کہا جاتا ہے واحد اور جمع کے لئے یہی لفظ ہے۔ بعضوں نے اسے لفظ سلامیہ کی جمع کہا ہے۔

۱۲۷- بَابُ السَّفَرِ بِالْمَصَاحِفِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ

باب مصحف یعنی لکھا ہوا قرآن شریف لے کر دشمن کے ملک میں جانا منع ہے

دشمن سے مراد وہ ملک ہے جس کی حکومت اسلامی حکومت سے اسلام کے خلاف برسرپیکار ہو جسے دارالحرب کہا جاتا ہے۔

وَكَذَلِكَ يُرْوَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

اور محمد بن بشر سے اسی طرح مروی ہے۔ وہ عبیداللہ

بِشْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ . وَتَابَعَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ . وَقَدْ سَافَرَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ الْقُرْآنَ.

سے روایت کرتے ہیں' وہ نافع سے' وہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم ﷺ سے اور عبیداللہ کے ساتھ اس حدیث کو محمد بن اسحاق نے بھی نافع سے' انہوں نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے اور خود نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کے ساتھ دشمنوں کے علاقے میں سفر کیا' حالانکہ وہ سب حضرات قرآن مجید کے عالم تھے۔

تشریح اس سے حضرت امام بخاریؒ کی یہ غرض نہیں ہے کہ مصحف کا دشمن کے ملک میں لے جانا جائز ہے کیونکہ مصحف کی بات اور ہے اور حافظ قرآن کا دشمن کے ملک میں جانا تو کسی نے منع نہیں رکھا ہے۔ پس ایسا استدلال حضرت امام بخاریؒ کی شان سے بعید ہے۔ بلکہ غرض امام بخاریؒ کی یہ ہے کہ باب کی حدیث میں جو قرآن کو لے کر دشمن کے ملک میں سفر کرنے میں منع کیا ہے اس سے مراد مصحف ہے یعنی لکھا ہوا قرآن نہ وہ قرآن جو حافظوں کے سینے میں ہوتا ہے۔ (تیسیر الباری ۳/ ۲۰۴)

آج دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں ہے جہاں کسی نہ کسی صورت میں قرآن مجید نہ پہنچ چکا ہو اور یہ قرآن مجید کے لئے فتح مبین ہے جو بفضلہ تعالیٰ حاصل شدہ ہے۔

۲۰۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ)).

(۲۰۸) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' ان سے امام مالکؒ نے' بیان کیا ان سے نافع نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے دشمن کے علاقے میں قرآن مجید لے کر سفر کرنے سے منع فرمایا تھا۔

دشمن کے علاقوں میں قرآن پاک لے کر جانے سے اس لئے روکا تاکہ اس کی بے حرمتی نہ ہو' کیونکہ جنگ وغیرہ کے مواقع پر ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید دشمن کے ہاتھ لگ جائے اور وہ اس کی توہین کریں۔ بعض دشمنان اسلام کی طرف سے ایسے واقعات اب بھی ہوتے رہتے ہیں۔ کہ اگر قرآن مجید ان کے ہاتھ لگ جائے تو وہ بے حرمتی میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے' حالانکہ یہ حرکت اخلاق و

شرافت سے بہت ہی بعید ہے۔ جس کتاب کو دنیا کے کروڑوں لوگ اپنی مذہبی مقدس کتاب مانتے ہیں' اس کی اس طور بے حرمتی کرنا گویا دنیا کے کروڑوں انسانوں کا دل دکھانا ہے۔ ایسے گستاخ لوگ کسی نہ کسی شکل میں اپنی حرکتوں کی سزا بھگتتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ مشاہدہ ہے۔ اسلام کی پاکیزہ تعلیم یہ ہے کہ کسی بھی آسمانی مذہبی کتاب کا احترام ضروری ہے جو اس کی حد کے اندر ہی ہونا چاہئے بشرطیکہ وہ کتاب آسمانی کتاب ہو۔

۱۲۸- بَابُ التَّكْبِيرِ عِنْدَ الْحَرْبِ

باب جنگ کے وقت نعرہ تکبیر بلند کرنا

۲۰۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((صَبَّحَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْبَرَ وَقَدْ خَرَجُوا بِالْمَسَاحِي عَلَى أَعْنَاقِهِمْ، فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا: مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ، مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ، مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ فَلَجَؤُوا إِلَى الْحِصْنِ، فَرَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَيْهِ وَقَالَ: اللهُ أَكْبَرُ، خَرِبَتْ خَيْبَرُ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ. وَأَصَبْنَا حُمُرًا فَطَبَخْنَاهَا، فَنَادَى مُنَادِي النَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ. فَأُكْفِئَتِ الْقُدُورُ بِمَا فِيهَا)).

(۲۰۹) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے' ان سے ایوب سختیانی نے' ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ خیبر میں داخل تھے۔ اتنے میں وہاں کے رہنے والے پھاوڑے اپنی گردنوں پر لئے ہوئے نکلے۔ جب آنحضرت ﷺ کو دیکھا تو چلا اٹھے کہ یہ محمد لشکر کے ساتھ محمد لشکر کے ساتھ' محمد لشکر کے ساتھ! (ﷺ) چنانچہ وہ سب بھاگ کر قلعہ میں پناہ گزیں ہو گئے۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور نعرہ تکبیر بلند فرمایا' ساتھ ہی ارشاد ہوا کہ خیبر تو تباہ ہو چکا۔ کہ جب کسی قوم کے آنگن میں ہم اتر آتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے۔ اور انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم کو گدھے مل گئے' اور ہم نے انہیں ذبح کر کے پکانا شروع کر دیا تھا کہ نبی کریم ﷺ کے منادی نے یہ پکارا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ تمہیں گدھے کے گوشت سے منع

تَابَعَهُ عَلِيٌّ عَنْ سُفْيَانَ ((رَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَيْهِ)).

کرتے ہیں۔ چنانچہ ہانڈیوں میں جو کچھ تھا' سب الٹ دیا گیا۔ اس کی متابعت علی نے سفیان سے کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے تھے۔

تشریح رسول کریم ﷺ نے خیبر میں داخل ہوتے وقت نعرہ تکبیر بلند فرمایا' اس سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔ ہر مناسب موقعہ پر شوکت اسلام کے اظہار کے لئے نعرہ تکبیر بلند کرنا اسلامی شعار ہے۔ مگر صد افسوس کہ آج کل کے بیشتر نام نہاد مسلمانوں نے اس پاک نعرہ کی اہمیت گھٹانے کے لئے نعرہ رسالت "یارسول اللہ"۔ "نعرہ غوثیہ" یا شیخ عبدالقادر جیلانی" جیسے شرکیہ نعرے ایجاد کر کے شرک و بدعت کا ایسا دروازہ کھول دیا ہے جو تعلیمات اسلام کے سراسر برعکس ہے۔ اللہ ان کو ہدایت نصیب فرمائے۔

ایسے نعرے لگانا شرک کا ارتکاب کرنا ہے جن سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اولیاء کی بھی نافرمانی ہوتی ہے۔ مگر مسلمان نما مشرکوں نے ان کو محبت رسول ﷺ اور محبت اولیاء سے تعبیر کیا ہے جو سراسر شیطانی دھوکا اور ان کے نفس امارہ کا فریب ہے۔

۱۲۹ - بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي التَّكْبِيرِ

باب بہت چلا کر تکبیر کہنا منع ہے

۲۱۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَكُنَّا إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى وَادٍ هَلَّلْنَا وَكَبَّرْنَا، ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ، ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ،

(۲۱۰) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے عاصم نے' ان سے ابو عثمان نے' ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب ہم کسی وادی میں اترتے تو لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہتے اور ہماری آواز بلند ہو جاتی اس لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا' اے لوگو! اپنی جانوں پر رحم کھاؤ' کیونکہ تم کسی بہرے یا غائب خدا کو نہیں پکار رہے ہو۔ وہ

فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا، إِنَّهُ مَعَكُمْ، إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ، تَبَارَكَ اسْمُهُ، وَتَعَالَى جَدُّهُ تو تمہارے ساتھ ہی ہے۔ بے شک وہ سننے والا اور تم سے بہت قریب ہے۔ برکتوں والا ہے۔ اس کا نام اور اس کی عظمت بہت ہی بڑی ہے۔

تشریح قسطلانی نے طبری سے نقل کیا کہ اس حدیث سے ذکر بالجہر کی کراہیت ثابت ہوئی اور اکثر سلف صحابہ اور تابعین کا یہی قول ہے۔ میں (مولانا وحید الزمان مرحوم) کہتا ہوں تحقیق اس باب میں یہ ہے کہ سنت کی پیروی کرنا چاہئے جہاں جہر آنحضرت ﷺ سے منقول ہے وہاں جہر کرنا بہتر ہے۔ جیسے اذان میں اور باقی مقاموں میں آہستہ ذکر کرنا بہتر ہے۔ بعضوں نے کہا اس حدیث میں جس جہر سے آپؐ نے منع فرمایا وہ بہت زور کا جہر ہے جس سے لوگ پریشان ہوں' نہ جہر متوسط' بالجملہ بہت زور سے نعرے مارنا اور ضربیں لگانا جیسا کہ بعض درویشوں کا معمول ہے' سنت کے خلاف ہے اور حضرت ﷺ کی پیروی ان پیروں کی پیروی پر مقدم ہے۔ (تیسیر الباری ۴/ ۲۰۵)

مگر اسلامی شان و شوکت کے اظہار کے لئے جنگ جہاد وغیرہ مواقع پر نعرہ تکبیر بلند کرنا یہ امر دیگر ہے جیساکہ پیچھے مذکور ہوا۔ روایت میں اللہ کے ساتھ ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ ہر وقت تمہاری ہر بلند اور آہستہ آواز کو سنتا ہے اور تم کو ہر وقت وہ دیکھ رہا ہے۔ وہ اپنی ذات والا صفات سے عرش عظیم پر مستوی ہے۔ مگر اپنے علم اور سمع کے لحاظ سے ہر انسان کے ساتھ ہے۔

۱۳۰- بَابُ التَّسْبِيحِ إِذَا هَبَطَ وَادِيًا

باب کسی نشیب کی جگہ میں اترتے وقت سبحان اللہ کہنا

۲۱۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سَالِمِ ابْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا، وَإِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا)).

(۲۱۱) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے حصین بن عبدالرحمٰن نے ان سے سالم بن ابی الجعد نے اور ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب ہم (کسی بلندی پر) چڑھتے' تو اللہ اکبر کہتے اور جب (کسی نشیب میں) اترتے تو سبحان اللہ کہتے تھے۔

کوئی بھی سفر ہو' راستے میں نشیب و فراز اکثر آتے ہی رہتے ہیں۔ لہٰذا اس ہدایت پاک کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ یہاں سفر جہاد کے لئے اس امر کا مشروع ہونا مقصود ہے۔

۱۳۱- بَابُ التَّكْبِيْرِ إِذَا عَلاَ شَرَفًا

۲۱۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ ((كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا، وَإِذَا تَصَوَّبْنَا سَبَّحْنَا)).

۲۱۳- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ - وَلاَ أَعْلَمُهُ إِلاَّ قَالَ: الْغَزْوِ - يَقُولُ كُلَّمَا أَوْفَى عَلَى ثَنِيَّةٍ أَوْ فَدْفَدٍ كَبَّرَ ثَلاَثًا ثُمَّ قَالَ: ((لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ)). آيِبُونَ، تَائِبُونَ، عَابِدُونَ، سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ. صَدَقَ اللهُ

باب جب بلندی پر چڑھے تو اللہ اکبر کہنا

(۲۱۲) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن عدی نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے' ان سے حصین نے' ان سے سالم نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہم بلندی پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور نشیب میں اترتے تو سبحان اللہ کہتے تھے۔

(۲۱۳) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے' ان سے صالح بن کیسان نے' ان سے سالم بن عبداللہ نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ حج یا عمرہ سے واپس ہوتے جہاں تک میں سمجھتا ہوں یوں کہا جب آپ جہاد سے لوٹتے' تو جب بھی آپ کسی بلندی پر چڑھتے یا (نشیب سے) کنکریلے میدان میں آتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے۔ پھر فرماتے' اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ ملک اس کا ہے اور تمام تعریفیں اسی کیلئے ہیں اور وہ ہر کام پر قدرت رکھتا ہے۔ ہم واپس ہو رہے ہیں توبہ کرتے ہوئے' عبادت کرتے ہوئے۔ اپنے رب کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتے اور اس کی حمد پڑھتے ہوئے' اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھلایا اور اپنے بندے کی مدد

وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ)). قَالَ صَالِحٌ : فَقُلْتُ لَهُ أَلَمْ يَقُلْ عَبْدُ اللهِ، إِنْ شَاءَ اللهُ؟ قَالَ: لاَ)).

کی اور تنہا (کفار کی) تمام جماعتوں کو شکست دے دی۔ صالح نے کہا کہ میں نے سالم بن عبداللہ سے پوچھا کیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے لفظ آئبون کے بعد ان شاءاللہ نہیں کہا تھا تو انہوں نے بتایا کہ نہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حمد مذکورہ میں صدق اللہ وعدہ الخ کے الفاظ غزوہ خندق کے موقع پر ارشاد فرمائے تھے' اور حجتہ الوداع سے واپسی پر بھی جب کہ اسلام کو فتح کامل ہو چکی تھی اب بھی ان پاک ایام کی یاد تازہ کرنے کے لئے ان جملہ کلمات طیبات کو ایسے مبارک مواقع پر پڑھا جا سکتا ہے۔ لفظ مبارک ان شاء اللہ کا تعلق مستقبل کے ساتھ ہے نہ کہ ماضی کے۔ اسی لئے اس موقع پر جو ماضی سے متعلق تھا' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے لفظ ان شاء اللہ نہیں کہا۔

۱۳۲ - بَابُ يُكْتَبُ لِلْمُسَافِرِ مَا كَانَ يَعْمَلُ فِي الإِقَامَةِ

باب مسافر کو اس عبادت کا جو وہ گھر میں رہ کر کیا کرتا تھا ثواب ملنا

۲۱۴ - حَدَّثَنَا مَطَرُ ابْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ حَدَّثَنَا الْعَوَّامُ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ أَبُو إِسْمَاعِيْلَ السَّكْسَكِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بُرْدَةَ وَاصْطَحَبَ هُوَ وَيَزِيْدُ بْنُ أَبِي كَبْشَةَ فِي سَفَرٍ فَكَانَ يَزِيْدُ يَصُومُ فِي السَّفَرِ، فَقَالَ لَهُ أَبُو بُرْدَةَ: سَمِعْتُ أَبَا مُوسَى مِرَارًا يَقُولُ: ((قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ أَوْ سَافَرَ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيْمًا صَحِيْحًا)).

(۲۱۴) ہم سے مطر بن فضل نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا' کہا ہم سے عوام بن حوشب نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم ابو اسماعیل سکسکی نے بیان کیا' کہا کہ میں نے ابو بردہ بن ابی موسیٰ سے سنا' وہ اور یزید بن ابی کبشہ ایک سفر میں ساتھ تھے اور یزید سفر کی حالت میں بھی روزہ رکھا کرتے تھے۔ ابو بردہ نے کہا کہ میں نے (اپنے والد) ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بارہا سنا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے تو اس کے لئے ان تمام عبادات کا ثواب لکھا جاتا ہے جنہیں اقامت یا صحت کے وقت یہ کیا کرتا تھا۔

تشریح باب میں مسافر سے سفر جہاد کا مسافر مراد ہے۔ اس کے بعد ہر نیک سفر کا مسافر جس سے

مجبوری کی وجہ سے بہت سے نوافل' ورد' وظائف' نماز تہجد وغیرہ ترک ہو جاتی ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے کہ ایسے مسافر کے لئے ان جملہ اعمال صالحہ نافلہ کا ثواب ملتا رہتا ہے۔ جو وہ حالت حضر میں کرتا رہتا تھا اور اب حالت سفر میں وہ عمل اس سے ترک ہو گئے۔ مسلمان مریض کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جو امت محمدیہ کی خصوصیات میں سے ہے۔ یہ اللہ کا محض فضل ہے کہ سفر و حضر ہر جگہ مجھ ناچیز کا عمل تسوید بخاری شریف جاری رہتا ہے۔ جسے میں نفلی عبادت کی جگہ ادا کرتا رہتا ہوں۔ اللہ قبول کرے اور خلوص عطا کرے آمین۔

۱۳۳- بَابُ السَّيْرِ وَحْدَهُ

باب اکیلے سفر کرنا

۲۱۵- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدَ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: نَدَبَ النَّبِيُّ ﷺ النَّاسَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ، ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًا وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ)). قَالَ سُفْيَانُ: الْحَوَارِيُّ النَّاصِرُ.

(۲۱۵) ہم سے حمیدی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے محمد بن منکدر نے بیان کیا' کہا کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا۔ وہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ خندق کے موقع پر صحابہ کو پکارا' تو زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کیلئے کہا کہ میں حاضر ہوں۔ پھر آپؐ نے صحابہ کو پکارا' اور اس مرتبہ بھی زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے کو پیش کیا' آپؐ نے پھر پکارا اور پھر زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے کو پیش کیا' رسول اللہ ﷺ نے آخر فرمایا کہ ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر ہیں۔ سفیان نے کہا کہ حواری کے معنی معاون مددگار کے ہیں۔

تشریح یا وفادار محرم راز کو حواری کہا گیا ہے۔ بعضوں نے کہا حضرت عیسیٰؑ کے ماننے والوں کو حواری اس وجہ سے کہتے کہ وہ سفید پوشاک پہنتے تھے۔ قتادہ نے کہا حواری وہ جو خلافت کے لائق ہو یا وزیر باتدبیر ہو۔ اس حدیث سے حضرت امام بخاریؒ نے باب کا مطلب اس طرح ثابت کیا کہ حضرت زبیر اکیلے کافروں کی خبر لانے گئے۔ یہ جنگ خندق سے متعلق ہے جسے جنگ احزاب بھی کہا گیا ہے۔ سورہ احزاب میں اس کی کچھ تفصیلات مذکور ہیں اور کتاب المغازی میں ذکر آئے گا۔

٢١٦- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْوَحْدَةِ مَا أَعْلَمُ مَا سَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ وَاحِدٍ.

(۲۱۶) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا' کہا ہم سے عاصم بن محمد نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا' اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے عاصم بن محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جتنا میں جانتا ہوں' اگر لوگوں کو بھی اکیلے سفر کے متعلق اتنا علم ہوتا تو کوئی سوار رات میں اکیلا سفر نہ کرتا۔

اکثر علماء نے اکیلے سفر کرنے کو مکروہ رکھا ہے۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ اکیلا مسافر شیطان ہے' اور دو دو شیطان ہیں اور تین جماعت ہیں۔ امام بخاریؒ کی غرض اس باب کے لانے سے یہ ہے کہ ضرورت کے وقت جیسے جاسوسی وغیرہ کے لئے اکیلے سفر کرنا درست ہے۔ بعضوں نے کہا اگر راہ میں کچھ ڈر نہ ہو تو اکیلے سفر کرنے میں کوئی قباحت نہیں اور ممانعت کی حدیث اس پر محمول ہے جب ڈر ہو۔ (تیسیر الباری ۳/ ۲۰۷) آج کل ریل موٹر ہوائی جہاز کے سفر بھی اگر بصورت جماعت ہی کئے جائیں تو اس کے بہت سے فوائد ہیں جو تنہائی کی حالت میں نہیں ہیں۔

١٣٤- بَابُ السُّرْعَةِ فِي السَّيْرِ

باب سفر میں تیز چلنا

وَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنِّي مُتَعَجِّلٌ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَتَعَجَّلَ مَعِي فَلْيَعْتَجِّلْ)).

ابو حمید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مدینہ جلدی پہنچنا چاہتا ہوں' اس لئے اگر کوئی شخص میرے ساتھ جلدی چلنا چاہے تو چلے۔

مقصد باب یہ ہے کہ کسی خاص ضرورت کے تحت سفر جہاد یا سفر حج یا عام سفر میں ساتھیوں سے کہہ کر تیزی کے ساتھ سفر کرنا اور ساتھیوں سے آگے چلنا معیوب نہیں ہے۔

٢١٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ

(۲۱۷) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے' ان سے ہشام نے' انہیں

هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: سُئِلَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا - كَانَ يَحْيَى يَقُولُ: وَأَنَا أَسْمَعُ، فَسَقَطَ عَنِّي - عَنْ مَسِيْرِ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَ: فَكَانَ يَسِيْرُ الْعَنَقَ. فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ. وَالنَّصُّ فَوقَ الْعَنَقِ)).

ان کے والد نے خبر دی' انہوں نے بیان کیا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے نبی کریم ﷺ کے حجۃ الوداع کے سفر کی رفتار کے متعلق پوچھا کہ آنحضرت ﷺ کس کس چال پر چلتے' یحیٰی نے کہا عروہ نے یہ بھی کہا تھا لیکن میں اس کا کہنا بھول گیا۔ غرض اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ذرا تیز چلتے جب فراخ جگہ پاتے تو سواری کو دوڑا دیتے۔ نص اونٹ کی چال جو عنق سے تیز ہوتی ہے۔

والعنق السير السهل والفجوة الفرجة بين الشيئين والنص السير الشديد (كرماني)

۲۱۸- حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي زَيْدٌ - هُوَ ابْنُ أَسْلَمَ - عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: ((كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِطَرِيْقِ مَكَّةَ، فَبَلَغَهُ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ شِدَّةُ وَجَعٍ فَأَسْرَعَ السَّيْرَ، حَتَّى إِذَا كَانَ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّفَقِ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعَتَمَةَ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا وَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَجَمَعَ بَيْنَهُمَا)).

(۲۱۸) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا' کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی' کہا کہ مجھے زید بن اسلم نے خبر دی' ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ کے راستے میں تھا' اتنے میں ان کو صفیہ بنت ابی عبید (ان کی بیوی) کے متعلق سخت بیماری کی خبر ملی۔ چنانچہ آپ نے تیز چلنا شروع کر دیا اور جب (سورج غروب ہونے کے بعد) شفق ڈوب گئی تو آپ سواری سے اترے اور مغرب اور عشاء کی نماز ملا کر پڑھی' پھر کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ تیزی کے ساتھ سفر کرنا چاہتے تو مغرب میں تاخیر کر کے دونوں نمازیں (مغرب اور عشاء) ایک ساتھ ادا فرماتے۔

۲۱۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ

(۲۱۹) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں

سُمَيٌّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ، يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ، فَإِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ نَهْمَتَهُ فَلْيُعَجِّلْ إِلَى أَهْلِهِ)).

ابوبکر کے آزاد کردہ غلام سمی نے' انہیں ابو صالح نے اور انہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' سفر کیا ہے گویا عذاب کا ایک ٹکڑا ہے' آدمی کی نیند' کھانے پینے سب میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔ اس لئے جب مسافر اپنا کام پورا کرلے تو اسے جلدی گھر واپس آجانا چاہئے۔

احادیث بالا میں آداب سفر بتلایا جا رہا ہے جن میں سفر جہاد بھی داخل ہے۔ واپسی کا معاملہ حالات پر موقوف ہے۔ بہرحال فراغت کے بعد گھر جلد واپس ہونا آداب سفر میں سے ہے۔ گذشتہ حدیث میں اگرچہ مغرب و عشاء کی نماز کو ملا کر پڑھنے سے جمع تاخیر مراد ہے۔ مگر دوسری روایت کی بناء پر جمع تقدیم بھی جائز ہے۔

۱۳۵ - بَابُ إِذَا حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فَرَآهَا تُبَاعُ

باب اگر اللہ کی راہ میں سواری کے لئے گھوڑا دے پھر اس کو بکتا پائے؟

۲۲۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيْلِ اللهِ، فَوَجَدَهُ يُبَاعُ، فَأَرَادَ أَنْ يَبْتَاعَهُ، فَسَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: ((لاَ تَبْتَعْهُ، وَلاَ تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ)).

(۲۲۰) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبردی' انہیں نافع نے اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک گھوڑا اللہ کے راستے میں سواری کے لئے دے دیا تھا' پھر انہوں نے دیکھا کہ وہی گھوڑا فروخت ہو رہا ہے۔ انہوں نے چاہا کہ اسے خرید لیں۔ لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ اب تم اسے نہ خریدو' اور اپنے صدقہ کو واپس نہ پھیرو۔

ایسی چیز جو بطور صدقہ خیرات کسی کو دے دی جائے اس کا واپس قیمت دے کر بھی لینا جائز نہیں ہے' جیسا کہ یہاں مذکور ہے۔

٢٢١ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللهِ، فَابْتَاعَهُ - أَوْ فَأَضَاعَهُ - الَّذِي كَانَ عِنْدَهُ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِيَهُ وَظَنَنْتُ أَنَّهُ بَائِعُهُ بِرُخْصٍ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((لَا تَشْتَرِهِ وَإِنْ بِدِرْهَمٍ، فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ)).

(۲۲۱) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے زید بن اسلم نے' ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ فرمارہے تھے کہ میں نے اللہ کے راستے میں ایک گھوڑا سواری کے لئے دیا' اور جسے دیا تھا وہ اسے بیچنے لگا۔ یا (یہ فرمایا کہ) اس نے اسے بالکل کمزور کر دیا تھا۔ اس لئے میرا ارادہ ہوا کہ میں اسے واپس خرید لوں' مجھے یہ خیال تھا کہ وہ شخص سستے داموں پر اسے بیچ دے گا۔ میں نے اس کے متعلق نبی کریم ﷺ سے جب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ گھوڑا تمہیں ایک درہم میں مل جائے پھر بھی اسے نہ خریدنا۔ کیونکہ اپنے ہی صدقہ کو واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے خود ہی چاٹتا ہے۔

١٣٦ - بَابُ الْجِهَادِ بِإِذْنِ الْأَبَوَيْنِ

باب ماں باپ کی اجازت لے کر جہاد میں جانا

ماں باپ کی اطاعت اور ان سے سلوک کرنا فرض عین ہے اور جہاد فرض کفایہ ہے۔ اس لئے جمہور علماء کا قول یہی ہے کہ اگر ماں باپ مسلمان ہوں اور وہ جہاد کی اجازت نہ دیں تو جہاد میں جانا حرام ہے۔ اگر جہاد فرض عین ہو جائے تب ماں باپ کی اجازت کی ضرورت نہیں۔ اور دادا' دادی' نانا' نانی کا بھی حکم ماں باپ کا ہے۔ (تیسیر الباری ۳ / ۲۱۰)

قال جمهور العلماء ويحرم الجهاد اذا منع الابوان او احدهما بشرط ان يكونا مسلمين لان برهما فرض عين عليه والجهاد فرض كفاية فاذا تعين الجهاد فلا اذن (فتح الباری ۶ / ۱۴۱' ۱۴۰) [1]

---

[1] حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اس مسئلہ کی توضیح کے لیے صحیح ابن حبان ۴ / ۱۱۱ (۱۷۱۹) کی عبداللہ بن =

۲۲۲- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا قَالَ (۲۲۲)ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم

= عمرو رضی اللہ عنہ سے ہی ایک حدیث ذکر کی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے پوچھا سب سے افضل عمل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا نماز۔ اس نے کہا پھر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جہاد کرنا تو اس نے کہا میرے والدین ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تجھے والدین کے ساتھ خیر کا حکم دیتا ہوں اس نے کہا: ((والذی بعثک بالحق لاجاهدن ولا ترکنهما قال فانت اعلم)) اس ہستی باری تعالیٰ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں ضرور جہاد کروں گا اور انہیں ضرور چھوڑ کر جاؤں گا آپؐ نے فرمایا: تو بہتر جانتا ہے۔ اس حدیث کے بعد حافظ ابن حجر عسقلانی تو فرماتے ہیں "وهو محمول علی جهاد فرض العین توفيقا بين الحديثين" یہ فرض عین جہاد پر محمول ہے دونوں احادیث کے درمیان موافقت کرتے ہوئے۔ لیکن اس سے بہتر توجیہ وہ معلوم ہوتی ہے جو "الروضۃ الندیہ" کے حاشیہ پر مرقوم ہے کہ: و لعل الا حسن فی التوفيق بين الحديثين ان يجعل ذلک الی رای الامام او المکلف فان کانت مصلحة تقضی باحدهما وجب تقديمه و قد کان المهاجرون والانصار يجاهدون و لم نرفی شئی من الروايات انهم کانوا يلتزمون استئذان الوالدين فی کل غزو۔ حاشیہ الروضۃ الندیہ ۲/ ۳۳۳ طبع جدید محقق ۲/ ۷۱۹

دونوں حدیثوں کے درمیان بہترین موافقت یہ ہے کہ: والدین کی اجازت والے مسئلہ کو امام یا شریعت کے مکلف آدمی کی طرف سپرد کر دیا جائے ان دونوں صورتوں میں سے مصلحت جس کا تقاضا کرے اسے مقدم کرنا واجب ہے۔ انصار و مہاجرین جہاد کرتے تھے اور ہم نے ذخیرہ احادیث میں سے کسی بھی حدیث میں نہیں دیکھا کہ وہ ہر غزوے میں والدین کی اجازت کا التزام کرتے ہوں۔ مذکورہ توضیح سے معلوم ہوا کہ والدین کی اجازت کا مسئلہ امام یا خود مکلف آدمی کی طرف منتقل کر دیا جائے۔ امام یا مکلف خود جو مصلحت دیکھیں اس کے مطابق فیصلہ ہو۔ یعنی امام یا مکلف اگر یہ مصلحت سمجھے کہ جہاد پر جانا پیچھے رہنے سے زیادہ بہتر ہے تو جہاد پر جانے کا حکم لگایا جائے اور اگر یہ سمجھیں کہ گھریلو حالات اس بات کے مقتضی ہیں کہ گھر والے اس کی خدمت کے محتاج ہیں تو ایسے آدمی کو والدین کی خدمت کے لیے رکھا جائے۔ کیونکہ دونوں حدیثوں سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جن صحابہ کی اجازت کا مسئلہ تھا انہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کر دیا تھا' آپ نے ان کا فیصلہ فرمایا۔ اور ابن حبان کی مذکورہ حدیث میں زائد بات یہ ہے کہ جب مجاہد صحابی نے والدین کو چھوڑ کر جانے کا عزم کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ڈانٹا یا منع نہیں کیا بلکہ معاملہ اس کے سپرد کر کے فرمایا انت اعلم تو تو اپنی حالت کو بہتر جانتا ہے۔ اسی لیے اگر کوئی مکلف آدمی اپنے حالات دیکھ کر خود جہاد پر جانے کا فیصلہ کرے تو والدین کی اجازت کے بغیر جا سکتا ہے واللہ اعلم و علمہ اتم و اکمل (ابوالحسن)

شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ - وَكَانَ لاَ يُتَّهَمُ فِي حَدِيْثِهِ - قَالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسْتَأْذَنَهُ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ: ((أَحَيٌّ وَالِدَاكَ؟)) قَالَ: نَعَم. قَالَ: ((فَفِيْهِمَا فَجَاهِدْ)).

سے شعبہ نے' کہا ہم سے حبیب بن ابی ثابت نے بیان کیا' کہا کہ میں نے ابو العباس شاعر سے سنا' ابو العباس روایت حدیث میں بھی ثقہ اور قابل اعتماد تھے' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے سنا' آپ بیان کرتے تھے کہ ایک صحابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ سے جہاد میں شرکت کی اجازت چاہی۔ آپ نے ان سے دریافت فرمایا' کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں! آپؐ نے فرمایا کہ پھر انہیں میں جہاد کرو۔

یعنی ان کی خدمت بجالانا یہی تیرا جہاد ہے۔ اسی سے امام بخاریؒ نے باب کا مطلب نکالا کہ ماں باپ کی رضامندی جہاد میں جانے کے واسطے لینا ضروری ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ان کی خدمت جہاد پر مقدم رکھی۔ کہتے ہیں کہ حضرت اویس قرنیؒ کی والدہ ضعیفہ زندہ تھیں' اور یہ ان کی خدمت میں مصروف تھے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ کی خدمت بابرکت میں حاضر نہ ہو سکے اور صحابیت کے شرف سے محروم رہ گئے۔ (وحیدی)

عموماً شعراء ناقابل اعتماد اور غیر ثقہ ہوتے ہیں لیکن ابو العباس شاعر ہونے کے باوجود روایت حدیث میں ثقہ اور قابل اعتماد تھے۔

۱۳۷ - بَابُ مَا قِيْلَ فِي الْجَرَسِ وَنَحْوِهِ فِي أَعْنَاقِ الإِبِلِ

باب اونٹوں کی گردن میں گھنٹی وغیرہ جس سے آواز نکلے لٹکانا کیسا ہے؟

۲۲۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ أَنَّ أَبَا بَشِيْرٍ

(۲۲۳) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہمیں امام مالکؒ نے خبر دی' انہیں عبداللہ بن ابی بکر نے' انہیں عباد بن تمیم نے اور انہیں ابو بشیر انصاری رضی اللہ عنہ نے کہ وہ

الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، قَالَ عَبْدُ اللهِ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: وَالنَّاسُ فِي مَبِيتِهِمْ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَسُولاً: ((أَنْ لاَ تَبْقَيَنَّ فِي رَقَبَةِ بَعِيرٍ قِلاَدَةٌ مِنْ وَتَرٍ أَوْ قِلاَدَةٌ إِلاَّ قُطِعَتْ)).

ایک سفر میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ عبداللہ (بن ابی بکر بن حزم راوی حدیث) نے کہا کہ میرا خیال ہے ابو بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگ اپنی خواب گاہوں میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک قاصد (زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ) یہ اعلان کرنے کے لئے بھیجا کہ جس شخص کے اونٹ کی گردن میں تانت کا گنڈا ہو یا یوں فرمایا کہ جو گنڈا (ہار) ہو وہ اسے کاٹ ڈالے۔

تشریح معلوم ہوا کہ کسی جانور کے گلے میں محض زینت اور تفاخر کے لئے گھنٹی یا کوئی اور باجے کی قسم کا لٹکانا منع ہے۔ قال ابن الجوزی وفی المراد بالاوتار ثلاثۃ اقوال احدھا انھم کانوا یقلدون الابل اوتار القیسی لئلا تصیبھا العین بزعمھم فامروا بقطعھا اعلاما بان الاوتار لا ترد من امر اللہ شیئا یعنی پہلا قول یہ کہ جہلائے عرب اونٹوں کے گلوں میں کوئی تانت بطور تعویذ لٹکا دیتے تاکہ ان کو نظر بد نہ لگے۔ پس ان کے کاٹ پھینکنے کا حکم دیا گیا' تاکہ وہ جان لیں کہ اللہ کے حکم کو یہ لوٹا نہیں سکتی۔

دوسرا قول یہ کہ ایسے تانت وغیرہ جانوروں کے گلوں میں لٹکانے اس خوف سے منع کئے گئے کہ ممکن ہے وہ ان کے گلے میں تنگ ہو کر ان کا گلا گھونٹ دیں یا کسی درخت سے الجھ کر تکلیف کا باعث بن جائیں اور جانوروں کو ایذاء پہنچے۔

تیسرا قول یہ کہ وہ گھنٹے لٹکاتے حالانکہ بجنے والے گھنٹوں کی جگہ میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ حضرت امام بخاریؒ نے دار قطنی کی روایت کردہ اس حدیث پر اشارہ کیا ہے۔ جس میں صاف یوں ہے لا تبقین قلادۃ من وتر ولا جرس فی عنق بعیر الا قطع یعنی کسی بھی جانور کے گلے میں کوئی تانت ہو یا گھنٹہ وہ باقی نہ رکھے جائیں (فتح الباری ۶/ ۱۴۲)

۱۳۸- بَابُ مَنِ اكْتُتِبَ فِي جَيْشٍ فَخَرَجَتِ امْرَأَتُهُ حَاجَّةً وَكَانَ لَهُ عُذْرٌ هَلْ يُؤْذَنُ لَهُ؟

باب ایک شخص اپنا نام مجاہدین میں لکھوا دے پھر اس کی عورت حج کو جانے لگے یا اور کوئی عذر پیش آئے تو اس کو اجازت دی جا سکتی ہے (کہ جہاد میں نہ جائے)

٢٢٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ، وَلَا تُسَافِرَنَّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ)). فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا، وَخَرَجَتِ امْرَأَتِي حَاجَّةً قَالَ ((اذْهَبْ فَاحْجُجْ مَعَ امْرَأَتِكَ)).

(۲۲۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن دینار نے' ان سے ابو معبد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا کہ کوئی مرد کسی (غیر محرم) عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے اور کوئی عورت اس وقت تک سفر نہ کرے جب تک اس کے ساتھ کوئی اس کا محرم نہ ہو۔ اتنے میں ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا' یا رسول اللہ! میں نے فلاں جہاد میں اپنا نام لکھوا دیا ہے اور ادھر میری بیوی حج کے لئے جا رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تو بھی جا اور اپنی بیوی کو حج کرا لا۔

کیونکہ اس کی عورت کے ساتھ دوسرا مرد نہیں جا سکتا اور جہاد میں اس کے بدل دوسرا شخص شریک ہو سکتا ہے تو آپ نے ضروری کام کو غیر ضروری پر مقدم رکھا۔ عورت اپنی شخصیت میں ایک مستقل حیثیت رکھتی ہے۔ اس لئے وہ اپنے مال سے خود حج پر جا سکتی ہے۔ مگر خاوند کا ساتھ ہونا یا اس کی طرف سے کسی ذی محرم کا ساتھ بھیج دینا ضروری ہے۔

١٣٩- بَابُ الْجَاسُوسِ

باب جاسوسی کا بیان

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ﴾ [الممتحنة : ١]

التَّجَسُّسُ: التَّبَحُّثُ.

اور اللہ تعالیٰ نے سورہ ممتحنہ میں فرمایا کہ "مسلمانو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ"۔ لفظ جاسوس تجسّس سے نکلا ہے یعنی کسی بات کو کھود کر نکالنا۔

یعنی کافروں کے لیے جاسوسی کرنا منع ہے جیسے حاطب نے کی تھی کہ مشرکوں کو مسلمانوں کے آنے کی خبر دے دی' البتہ مسلمانوں کی طرف سے جاسوسی درست ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو جاسوس بنا کر بھیجا تھا۔ اور جنگ کا کام بغیر جاسوسی کے چل ہی نہیں سکتا۔ سورۂ ممتحنہ کی آیت منقولہ سے حضرت امام بخاری نے کافروں کی طرف سے جاسوسی کی ممانعت نکالی' کیونکہ جاسوس جن کا

جاسوس ہوتا ہے ان کا دوست ہوتا ہے اور ان کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ (تیسیر الباری ۴/ ۲۱۳)

۲۲۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعْتُهُ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ قَالَ: أَخْبَرَنِي حَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: ((بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ وَقَالَ: ((انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا ظَعِيْنَةً وَمَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوهُ مِنْهَا)). فَانْطَلَقْنَا تَعَادَى بِنَا خَيْلُنَا، حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى الرَّوْضَةِ، فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِيْنَةِ، فَقُلْنَا: أَخْرِجِي الْكِتَابَ. فَقَالَتْ: مَا مَعِيَ مِنْ كِتَابٍ. فَقُلْنَا: لَتُخْرِجَنَّ الْكِتَابَ، أَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ. فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا، فَأَتَيْنَا بِهِ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَإِذَا فِيْهِ: مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى أُنَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُولِ اللهِ

(۲۲۵) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے' کہا ہم سے عمرو بن دینار نے' سفیان نے یہ حدیث عمرو بن دینار سے دو مرتبہ سنی تھی۔ انہوں نے بیان کیا کہ مجھے حسن بن محمد نے خبر دی' کہا کہ مجھے عبیداللہ بن ابی رافع نے خبر دی' کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور زبیر اور مقداد بن اسود کو ایک مہم پر بھیجا اور آپ نے فرمایا کہ جب تم لوگ روضہ خاخ پر پہنچ جاؤ تو وہاں ایک بڑھیا عورت تمہیں اونٹ پر سوار ملے گی اور اس کے پاس ایک خط ہو گا' تم لوگ اس سے وہ خط لے لینا۔ ہم روانہ ہوئے اور ہمارے گھوڑے ہمیں تیزی کے ساتھ لئے جا رہے تھے۔ آخر ہم روضہ خاخ پر پہنچ گئے اور وہاں واقعی ایک بوڑھی عورت موجود تھی جو اونٹ پر سوار تھی۔ ہم نے اس سے کہا کہ خط نکال۔ اس نے کہا کہ میرے پاس تو کوئی خط نہیں۔ لیکن جب ہم نے اسے دھمکی دی کہ اگر تو نے خط نہ نکالا تو تمہارے کپڑے ہم خود اتار دیں گے۔ اس پر اس نے اپنی گندھی ہوئی چوٹی کے اندر سے خط نکال کر دیا' اور ہم اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے' اس کا مضمون یہ تھا' حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین مکہ کے چند آدمیوں کی طرف' اس میں انہوں نے

ﷺ . فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : ((يَا حَاطِبُ مَا هٰذَا؟)) قَالَ : يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ لاَ تَعْجَلْ عَلَيَّ، إِنِّي كُنْتُ امْرَءًا مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ، وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا، وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ بِمَكَّةَ يَحْمُونَ بِهَا أَهْلِيهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا يَحْمُونَ بِهَا قَرَابَتِي، وَمَا فَعَلْتُ كُفْرًا وَلاَ ارْتِدَادًا وَلاَ رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الإِسْلاَمِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : ((لَقَدْ صَدَقَكُمْ)). فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يَا رَسُولَ اللهِ، دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ. قَالَ: (إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا، وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَكُونَ قَدِ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ)). قَالَ سُفْيَانُ : وَأَيُّ إِسْنَادٍ هٰذَا.

رسول اللہ ﷺ کے بعض بھیدوں کی خبر دی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے حاطب! یہ کیا واقعہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے بارے میں عجلت سے کام نہ لیجئے۔ میری حیثیت یہ تھی کہ قریش کے ساتھ میں نے رہنا سہنا اختیار کر لیا تھا' ان سے رشتہ ناتہ میرا کچھ بھی نہ تھا۔ آپ کے ساتھ جو دوسرے مہاجرین ہیں ان کی تو مکہ میں سب کی رشتہ داری ہے اور مکہ والے اسی وجہ سے ان کے عزیزوں کی اور ان کے مالوں کی حفاظت و حمایت کریں گے مگر مکہ والوں کے ساتھ میرا کوئی نسبی تعلق نہیں ہے' اس لئے میں نے سوچا کہ ان پر کوئی احسان کر دوں جس سے اثر لے کر وہ میرے بھی عزیزوں کی مکہ میں حفاظت کریں۔ میں نے یہ کام کفر یا ارتداد کی وجہ سے ہرگز نہیں کیا ہے اور نہ اسلام کے بعد کفر سے خوش ہو کر۔ رسول اللہ ﷺ نے سن کر فرمایا کہ حاطب نے سچ کہا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ! اجازت دیجئے میں اس منافق کا سر اڑا دوں' آپؐ نے فرمایا' نہیں' یہ بدر کی لڑائی میں لڑے ہیں اور تمہیں معلوم نہیں' اللہ تعالیٰ مجاہدین بدر کے احوال پہلے ہی سے جانتا تھا' اور وہ خود ہی فرما چکا ہے کہ "تم جو چاہو کرو میں تمہیں معاف کر چکا ہوں"۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ حدیث کی یہ سند بھی کتنی عمدہ ہے۔

تشریح مضمون خط کا یہ تھا "اما بعد! قریش کے لوگو! تم کو معلوم رہے کہ آنحضرت ﷺ ایک جرار لشکر لئے ہوئے تمہارے سر پر آتے ہیں۔ اگر آپ اکیلے آئیں تو بھی اللہ آپ کی مدد کرے گا اور اپنا وعدہ پورا کرے گا' اب تم اپنا بچاؤ کر لو' والسلام"۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قانون شرعی اور قانون سیاست کے مطابق رائے دی کہ جو کوئی اپنی قوم یا سلطنت کی خبر دشمنوں کو پہنچائے وہ سزائے موت کے قابل ہے لیکن آنحضرت ﷺ نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کی نیت میں کوئی فتور نہیں دیکھا اور یہ بھی کہ وہ بدری صحابہ میں سے تھے جن کی جزوی لغزشوں کو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی معاف کر دیا ہے۔ اس لئے ان کی اس سیاسی غلطی کو آنحضرت ﷺ نے نظرانداز فرما دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند نہیں فرمایا۔ معلوم ہوا کہ ذمہ دار لوگوں کے بعض انفرادی یا اجتماعی معاملات ایسے بھی آ جاتے ہیں کہ ان میں سخت ترین غلطیوں کو بھی نظرانداز کر دینا ضروری ہو جاتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ فتویٰ دینے سے قبل معاملے کے ہر ہر پہلو پر نظر ڈالنا ضروری ہے۔ جو لوگ بغیر غور و فکر کئے سرسری طور پر فتویٰ دے دیتے ہیں بعض دفعہ ان کے ایسے فتوے بہت سے فسادات کے اسباب بن جاتے ہیں۔ خاخ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک گاؤں کا نام تھا۔ اس حدیث سے اہل بدر کی بھی فضیلت ثابت ہوئی کہ اللہ پاک نے ان کی جملہ لغزشوں کو معاف فرما دیا ہے۔

۱۴۰- بَابُ الْكِسْوَةِ لِلأُسَارَى

باب قیدیوں کو کپڑے پہنانا

۲۲۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ أُتِيَ بِأَسَارَى وَأُتِيَ بِالْعَبَّاسِ وَلَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ ثَوْبٌ، فَنَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ لَهُ قَمِيصًا، فَوَجَدُوا قَمِيصَ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ يَقْدِرُ عَلَيْهِ، فَكَسَاهُ النَّبِيُّ ﷺ إِيَّاهُ، فَلِذَلِكَ نَزَعَ النَّبِيُّ

(۲۲۶) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن عیینہ نے' ان سے عمرو بن دینار نے' انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ بدر کی لڑائی سے قیدی لائے گئے۔ جن میں حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) بھی تھے۔ ان کے بدن پر کوئی کپڑا نہیں تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے لئے قمیص تلاش کروائی۔ اس لئے عبداللہ بن ابی (منافق) کی قمیص ہی ان کے بدن پر آ سکی اور آنحضرت ﷺ نے انہیں وہ قمیص پہنا دی۔ نبی کریم ﷺ نے (عبداللہ بن ابی

ﷺ قَمِيصَهُ الَّذِي أَلْبَسَهُ)). قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: كَانَتْ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ يَدٌ، فَأَحَبَّ أَنْ يُكَافِئَهُ.

کی موت کے بعد) اپنی قمیص اتار کر اسے پہنائی تھی۔ ابن عیینہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ پر اس کا جو احسان تھا' آنحضرت ﷺ نے چاہا کہ اسے ادا کردیں۔

آنحضرت ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو قمیص پہنائی جو کہ حالت کفر میں آپؐ کی قید میں تھے۔ اسی سے باب کا مقصد ثابت ہوا کہ قیدی کو ننگا رکھنے کی بجائے اسے مناسب کپڑے پہنانے ضروری ہیں۔ قیدیوں کے ساتھ اخلاقی اور انسانی برتاؤ کرنا ضروری ہے۔ باب کا یہی ارشاد ہے۔ عبداللہ بن ابی منافق کے حالات تفصیل سے بیان ہو چکے ہیں' یہ بھی ثابت ہوا کہ احسان کا بدلہ احسان سے ادا کرنا ضروری ہے۔

١٤١- بَابُ فَضْلِ مَنْ أَسْلَمَ عَلَى يَدَيْهِ رَجُلٌ

باب اس شخص کی فضیلت جس کے ہاتھ پر کوئی شخص اسلام لائے

جس کی تبلیغی کوششوں سے کوئی انسان نیک راستے پر لگ جائے یا اسلام قبول کرلے' اس کی نیکی کا کیا ٹھکانا ہے' یہ صدقہ جاریہ ہے جس کا ثواب مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔

٢٢٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنَ عَبْدِ الْقَارِيُّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَهْلٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ: ((لأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلاً يُفْتَحُ عَلَى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ)). فَبَاتَ النَّاسُ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطِي،

(۲۲۷) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن بن محمد بن عبداللہ بن عبدالقاری نے بیان کیا' ان سے ابو حازم مسلمہ بن دینار نے بیان کیا' انہیں سہل بن سعد انصاریؓ نے خبردی کہ نبی کریم ﷺ نے خیبر کی لڑائی کے دن فرمایا' کل میں ایسے شخص کے ہاتھ میں اسلامی جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ پر اسلامی فتح حاصل ہو گی' جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور جس سے اللہ اور اس کا رسول بھی محبت رکھتے ہیں۔ رات بھر سب صحابہ کے ذہن میں یہی خیال رہا کہ دیکھئے کہ کسے جھنڈا ملتا ہے۔ جب صبح ہوئی تو ہر

فَغدَوا كُلُّهُمْ يَرْجُوهُ، فَقَالَ: ((أَيْنَ عَلِيٌّ؟)) فَقِيلَ: يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ، فَبَصَقَ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ فَبَرَأَ كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ، فَأَعْطَاهُ، فَقَالَ: أُقَاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا، فَقَالَ: ((انفُذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الإِسْلاَمِ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ، فَوَ اللهِ لأَنْ يَهْدِيَ اللهُ بِكَ رَجُلاً خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ)).

شخص امید وار تھا' لیکن آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ علی کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا کہ ان کی آنکھوں میں درد ہو گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنا مبارک تھوک ان کی آنکھوں میں لگا دیا۔ اور اس سے انہیں صحت ہو گئی' کسی قسم کی بھی تکلیف باقی نہ رہی۔ پھر آپؐ نے انہیں کو جھنڈا عطا فرمایا۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا میں ان لوگوں سے اس وقت تک نہ لڑوں جب تک یہ ہمارے ہی جیسے یعنی مسلمان نہ ہو جائیں۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں ہدایت فرمائی کہ یوں ہی چلا جا۔ جب ان کی سرحد میں اترے تو انہیں اسلام کی دعوت دینا اور انہیں بتانا کہ ان پر کون کون سے کام ضروری ہیں۔ خدا کی قسم! اگر تمہارے ذریعہ اللہ ایک شخص کو بھی مسلمان کر دے تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

تشریح آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہدایت فرمائی کہ وہ لڑائی سے قبل دشمنوں کو اسلام کی تبلیغ کریں' ان کو راہ ہدایت پیش کریں اور جہاں تک ممکن ہو لڑائی کی نوبت نہ آنے دیں۔ لڑائی مدافعت کے لئے آخری تدبیر ہے۔ بغیر لڑائی ہی اگر کوئی دشمن صلح جو ہو جائے یا اسلام ہی قبول کر لے تو یہ نیکی عنداللہ بہت ہی زیادہ قیمت رکھتی ہے۔ اس حدیث سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی ثابت ہوئی کہ اللہ نے جنگ خیبر کی فتح ان کے ہاتھ پر مقدر رکھی تھی۔

ترجمہ باب حدیث کے الفاظ خیر لک من ان یکون لک حمر النعم سے نکلتا ہے۔ سبحان اللہ! کسی شخص کو راہ پر لانا اور کفر سے ایمان پر لگا دینا کتنا بڑا اجر رکھتا ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وعظ اور تعلیم اور تلقین میں کوشش بلیغ کرتے رہیں۔ کیونکہ یہ پیغمبروں کی میراث ہے اور چپ ہو کر بیٹھ رہنا اور زبان اور قلم کو روک لینا عالموں کے لئے غضب کی بات ہے۔ ہمارے زمانہ کے مولوی اور مشائخ جو گھروں میں آرام سے بیٹھ کر چرب لقموں پر ہاتھ مارتے ہیں اور خلاف شرع کام دیکھ کر سکوت کرتے

ہیں اور جاہلوں کو نصیحت نہیں کرتے' امراء اور دنیا داروں کی خوشامد میں غرق ہیں۔ یہ پیغمبر علیہ السلام کے سامنے قیامت کے دن کیا جواب دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جو علم و فضل کی دولت عطا فرمائی اس کا شکریہ یہی ہے کہ وعظ و نصیحت میں سرگرم رہیں اور تعلیم و تلقین کو اپنا وظیفہ بنا لیں۔ دیہات کے مسلمانوں کو جو دینی مسائل اور اعتقادات سے ناواقف ہیں' ان کو واقف کرائیں اور ہر جگہ دعوت اسلام پہنچائیں۔ افسوس ہے کہ نصاریٰ تو اپنا باطل خیال یعنی تثلیث پھیلانے کے لئے ہر گاؤں ہر بستی ہر راستے اور مجمع میں وعظ کہتے پھریں اور مسلمان سچے اعتقاد یعنی توحید پر ہو کر زبان بند رکھیں اور سچا دین پھیلانے میں کوئی کوشش نہ کریں۔ اگر سچے دین کے پھیلانے میں کوئی مصیبت پیش آئے تو اس کو عین سعادت اور برکت اور کامیابی سمجھنا چاہئے۔ دیکھو ہمارے پیغمبر ﷺ نے دعوت اسلام میں کیا کیا تکلیفیں اٹھائیں۔ زخمی ہوئے' سر پھوٹے' دانت ٹوٹا' گالیاں کھائیں' یا اللہ! تیری راہ میں اگر ہم کو گالیاں پڑیں تو وہ عمدہ اور شیریں لقموں سے زیادہ ہم کو لذیذ ہیں۔ اور تیرا سچا دین پھیلانے میں اگر ہم مارے جائیں یا پیٹے جائیں تو وہ ان دنیا دار بادشاہوں کی خلعت اور سرفرازی سے کہیں بڑھ کر ہے۔ یا اللہ! مسلمانوں کی آنکھ کھول دے کہ وہ بھی اپنے پیارے پیغمبر کا دین پھیلانے میں ہمہ تن کوشش شروع کریں' گاؤں گاؤں وعظ کہتے پھریں۔ دین کی کتابیں اور رسالے چھپوا چھپوا کر مفت تقسیم کریں' آمین یارب العالمین۔ (تیسیر الباری ۳/ ۲۱۶)

الحمد للہ اس تبلیغی دورہ بھوج کچھ میں جو حال ہی میں یہاں کے ۲۵ دیہات میں کیا گیا' بخاری شریف مترجم اردو کے تین سو سے زائد پارے اور نماز کی کتابیں دو سو اور کئی متفرق تبلیغی رسائل دو سو سے بھی زائد تعداد میں بطور تحائف و تبلیغ تقسیم کئے گئے۔ اللہ پاک قبول فرمائے۔ اور جملہ حصہ لینے والے حضرات کو اس کی بہتر سے بہتر جزائیں عطا کرے۔ کتابی تبلیغ آج کے دور میں ایک ٹھوس تبلیغ ہے جس کے نتائج بہت دور رس ہو سکتے ہیں وباللہ التوفیق۔

١٤٢ - بَابُ الأُسَارَى فِي السَّلاَسِلِ

باب قیدیوں کو زنجیروں میں باندھنا

٢٢٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((عَجِبَ اللهُ

(۲۲۸) ہم سے محمد بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے' کہا ہم سے شعبہ نے' ان سے محمد بن زیاد نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' ایسے لوگوں پر اللہ کو تعجب ہو گا' جو جنت میں داخل ہونگے حالانکہ (دنیا میں اپنے کفر کی وجہ سے)

مِنْ قَوْمٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ فِي السَّلَاسِلِ))۔

وہ بیڑیوں میں تھے۔ لیکن بعد میں اسلام لائے اور فوراً ہی شہید ہو کر جنت میں داخل ہو گئے)

یعنی اللہ نے ان لوگوں پر تعجب کیا جو بہشت میں داخل ہوں گے اور دنیا میں زنجیریں پہنتے تھے یعنی پہلے لڑائی میں قید ہو کر پا بہ زنجیر آئے پھر خوشی سے مسلمان ہو گئے اور بہشت پائی۔ اس حدیث سے حضرت امام بخاریؒ نے قیدیوں کے لئے زنجیروں کا پہننا ثابت فرمایا۔ ای الذين اسروا في الحرب وجاد بهم المسلمون بالسلاسل فاسلموا او انهم المسلمون الذين اساروا في ايدى الكفار مسلسلين فيموتون او يقتلون على هذه الحالة فيحشرون عليها ويدخلون الجنة كذلك كذا في الخير الجارى ❶ عبارت ہذا کا خلاصہ مطلب وہی ہے جو اوپر بیان ہوا۔

۱۴۳ - بَابُ فَضْلِ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ

باب یہود یا نصاریٰ مسلمان ہو جائیں تو ان کے ثواب کا بیان

۲۲۹ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ حَيٍّ أَبُو حَسَنٍ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُولُ: حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ: الرَّجُلُ تَكُونُ لَهُ الْأَمَةُ فَيُعَلِّمُهَا فَيُحْسِنُ تَعْلِيمَهَا، وَيُؤَدِّبُهَا فَيُحْسِنُ أَدَبَهَا، ثُمَّ يُعْتِقُهَا فَيَتَزَوَّجُهَا، فَلَهُ أَجْرَانِ. وَمُؤْمِنُ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِي كَانَ مُؤْمِنًا ثُمَّ آمَنَ بِالنَّبِيِّ

(۲۲۹) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے' ان سے صالح بن حی ابو حسن نے' کہا کہ میں نے شعبی سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ مجھ سے ابو بردہ نے بیان کیا' انہوں نے اپنے والد (ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' تین طرح کے آدمی ایسے ہیں جنہیں دو گنا ثواب ملتا ہے۔ اول وہ شخص جس کی کوئی لونڈی ہو' وہ اسے تعلیم دے اور تعلیم دینے میں اچھا طریقہ اختیار کرے' اسے ادب سکھائے اور اس میں اچھے طریقے سے کام لے' پھر اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لے تو اسے دہرا اجر ملے گا۔ دوسرا وہ مومن جو اہل کتاب میں سے ہو کہ

❶ حاشیہ صحیح بخاری ۱/ ۴۲۲ حاشیہ نمبر ۶ قدیمی کتب خانہ کراچی۔ (ابوالحسن)

ﷺ ، فَلَهُ أَجْرَانِ. وَالْعَبْدُ الَّذِي يُؤَدِّي حَقَّ اللهِ وَيَنْصَحُ لِسَيِّدِهِ لَهُ)). ثُمَّ قَالَ الشَّعْبِيُّ: وَأَعْطَيْتُكَهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ، وَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِي أَهْوَنَ مِنْهَا إِلَى الْمَدِينَةِ.

پہلے ایمان لایا تھا' پھر نبی کریم ﷺ پر بھی ایمان لایا تو اسے بھی دہرا اجر ملے گا' تیسرا وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کے حقوق کی بھی ادائیگی کرتا ہے اور اپنے آقا کے ساتھ بھی بھلائی کرتا ہے۔ اس کے بعد شعبی نے کہا کہ میں نے تمہیں یہ حدیث بلا کسی محنت و مشقت کے دے دی ہے۔ ایک زمانہ وہ بھی تھا جب اس سے بھی کم حدیث کے لئے مدینہ منورہ تک کا سفر کرنا پڑتا تھا۔

مقصد امام بخاریؒ کا یہ ہے کہ جنگ سے قبل یہود و نصاریٰ کو اسلام کی دعوت دی جائے اور ان کو یہ بشارت بھی پیش کی جائے کہ وہ اسلام قبول کر لیں گے تو ان کو دوگنا ثواب ملے گا۔ یعنی پہلے نبی پر ایمان لانا اور پھر اسلام قبول کر لینا' یہ دوگنے ثواب کا موجب ہو گا۔ بہر صورت لڑائی نہ ہو تو بہتر ہے۔

۱۴۴ - بَابُ أَهْلِ الدَّارِ يُبَيَّتُونَ، فَيُصَابُ الْوِلْدَانُ وَالذَّرَارِيُّ

باب اگر کافروں پر رات کو چھاپہ ماریں اور بغیر ارادہ کے عورتیں' بچے بھی زخمی ہو جائیں تو پھر کچھ قباحت نہیں ہے

﴿بَيَاتًا﴾ [الأعراف: ٤، ٩٧، يونس: ٥٠]: لَيْلاً. ﴿لَنُبَيِّتَنَّهُ﴾ [النمل: ٤٩]: لَيْلاً ﴿بَيَّتَ﴾ [النساء: ٨١]: لَيْلاً.

قرآن مجید کی سورۂ اعراف میں لفظ بیاتا اور سورۂ نمل میں لفظ لنبیتنه اور سورۂ نساء میں لفظ بیت آیا ہے۔ ان سب لفظوں کا وہی مادہ ہے جو یبیتون کا ہے۔ مراد سب سے رات کا وقت ہے۔

یبیتون باب کی حدیث میں ہے' حضرت امام بخاریؒ کی عادت ہے کہ جب کوئی لفظ ایسا حدیث میں آتا ہے جس کے مشتقات یا مواد قرآن مجید میں بھی ہوں تو قرآن شریف کے لفظوں کی بھی تفسیر کر دیتے ہیں۔ ان کی غرض یہ ہے کہ جو آدمی صحیح بخاری سمجھ کر پڑھے وہ قرآن کے الفاظ بھی بخوبی سمجھ لے۔ روایت میں مذکورہ جگہ ابواء نامی مدینہ سے ۲۳ میل پر اور ودان نامی جگہ ابواء سے آگے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے۔

۲۳۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُمْ قَالَ: مَرَّ بِي النَّبِيُّ ﷺ بِالأَبْوَاءِ - أَوْ بِوَدَّانَ - وَسُئِلَ عَنْ أَهْلِ الدَّارِ يُبَيَّتُونَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَيُصَابُ مِنْ نِسَائِهِمْ وَذَرَارِيهِمْ، قَالَ: ((هُمْ مِنْهُمْ)). وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((لاَ حِمَى إِلاَّ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ ﷺ)).

(۲۳۰) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے' کہا ہم سے زہری نے' ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے' ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور ان سے صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ مقام ابواء یا ودان میں میرے پاس سے گزرے تو آپ سے پوچھا گیا کہ مشرکین کے جس قبیلے پر شب خون مارا جائے گا کیا ان کی عورتوں اور بچوں کو بھی قتل کرنا درست ہو گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ بھی انہیں میں سے ہیں اور میں نے آپؐ سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سوا اور کسی کی چراگاہ نہیں ہے۔

۲۳۱- وَعَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا الصَّعْبُ فِي الذَّرَارِيِّ. كَانَ عَمْرٌو يُحَدِّثُنَا عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، فَسَمِعْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: ((عَنِ الصَّعْبِ قَالَ: هُمْ مِنْهُمْ، وَلَمْ يَقُلْ كَمَا قَالَ عَمْرٌو: هُمْ مِنْ آبَائِهِمْ)).

(۲۳۱) سابقہ سند کے ساتھ' زہری سے روایت ہے کہ انہوں نے عبیداللہ سے سنا بواسطہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ان سے صعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' اور صرف ذراری (بچوں) کا ذکر کیا' سفیان نے کہا کہ عمرو ہم سے حدیث بیان کرتے تھے۔ ان سے ابن شہاب' نبی اکرم ﷺ سے' (سفیان نے) بیان کیا کہ پھر ہم نے حدیث خود زہری (ابن شہاب) سے سنی۔ انہوں نے بیان کیا کہ مجھے عبیداللہ نے خبر دی' انہیں ابن عباسؓ نے اور انہیں صعبؓ نے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا وہ بھی انہیں میں سے ہیں۔ (زہری کے واسطہ سے) جس طرح عمرو نے بیان کیا تھا کہ وہ بھی انہیں کے باپ دادوں کی نسل

ہیں۔ زہری نے خود ہم سے ان الفاظ کے ساتھ بیان نہیں کیا (یعنی ہم من اٰبائہم نہیں کہا بلکہ ہم منہم کہا)

تشریح اسلام کا حکم یہ ہے کہ لڑائی میں عورتوں بچوں یا بوڑھوں کو کوئی تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر رات کے وقت مسلمان ان پر حملہ آور ہوں تو ظاہر ہے کہ اندھیرے میں عورتوں بچوں کی تمیز مشکل ہو جائے گی۔ اب اگر یہ قتل ہو جاتے ہیں تو یہ کوئی گناہ نہیں ہو گا۔ شریعت کا مقصد صرف یہ ہے کہ قصداً اور ارادہ کر کے عورتوں' بچوں یا لڑائی وغیرہ سے عاجز بوڑھوں کو لڑائی میں کوئی تکلیف نہ پہنچائی جائے اور نہ انہیں قتل کیا جائے لیکن اگر حالت مجبوری ہو تو ظاہر ہے کہ اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔

چراگاہ سے متعلق عربوں کا قاعدہ تھا' کہیں آباد اور سرسبز جنگل میں پہنچتے تو کتے کو اشارہ کرتے وہ بھونکتا جہاں تک اس کے بھونکنے کی آواز جاتی وہ جنگل بطور چراگاہ اپنے لئے محفوظ کر لیتے' کوئی دوسرا اپنا جانور اس میں نہ چرا سکتا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ طریق جو سراسر ظلم ہے موقوف کیا اور فرمایا کہ محفوظ چراگاہ اللہ یا اس کے رسول ﷺ کا ہو سکتا ہے۔ اور امام یا حاکم بھی رسول کا قائم مقام ہے' دوسرے لوگ کوئی چراگاہ محفوظ نہیں کر سکتے' یہ اسلامی عہد کی بات ہے۔ آج کل حکومتیں چراگاہوں کے لئے خود قطعات چھوڑ دیتی ہیں جو عام پبلک کے لئے ہوتی ہیں کہ وہ ان میں مقررہ ٹیکس ادا کر کے اپنے جانوروں کو چراتے ہیں۔ اسلام کی یہ اہم خوبی ہے کہ اس نے تمدنی' معاشرتی' اقتصادی' سیاسی زندگی کا ایک مکمل ترین ضابطہ حیات پیش کیا ہے۔ دین کامل کی یہی شان تھی۔ سچ ہے ﴿ ومن يبتغ غير الاسلام دينًا فلن يقبل منه وهو في الآخرة من الخاسرين ﴾ (آل عمران : ۸۵) صدق الله تبارك وتعالى

قال النووی اطفالهم فیما یتعلق بالاخرة فیهم ثلاث مذاهب قال الاکثرون هم فی النار تبع لآبائهم وتوقف طائفة والثالث وهو الصحيح انهم من اهل الجنة قاله الكرماني (نووی)

یعنی مشرکین کے بچوں کے بارے میں اکثر علماء کا خیال ہے کہ اپنے والدین کے تابع ہونے کی وجہ سے دوزخی ہیں۔ ایک جماعت اس میں توقف کرتی ہے اور تیسرا مذہب یہ ہے کہ وہ جنتی ہیں اور یہی صحیح ہے واللہ اعلم۔

۱۴۵ - بَابُ قَتْلِ الصِّبْيَانِ فِي الْحَرْبِ

باب جنگ میں بچوں کا قتل کرنا کیسا ہے؟

۲۳۲ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ

(۲۳۲) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا' انہوں

قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ ((أَنَّ امْرَأَةً وُجِدَتْ فِي بَعْضِ مَغَازِي النَّبِيِّ ﷺ مَقْتُولَةً فَأَنْكَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَتْلَ النِّسَاءِ وَ الصِّبْيَانِ)).

نے کہا ہم کو لیث نے خبر دی' انہیں نافع نے اور انہیں عبداللہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غزوہ (غزوہ فتح) میں ایک عورت مقتول پائی گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کے قتل پر انکار کا اظہار فرمایا۔

جنگ میں قصداً عورتوں یا بچوں کا مارنا اسلام میں ناپسندیدہ کام ہے۔ صد افسوس کہ یہ نوٹ ایسے وقت میں لکھ رہا ہوں کہ ملک بنگال مشرقی پاکستان میں خود مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمان مرد' عورت' بچے بکریوں کی طرح ذبح کئے جا رہے ہیں۔ بنگالیوں اور بہاریوں اور پنجابیوں کے ناموں پر مسلمان اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے اسلامی بھائیوں کی خون ریزی کر رہے ہیں۔

آہ! فلیبک علی الاسلام من کان باکیا

۱۴٦- بَابُ قَتْلِ النِّسَاءِ فِي الْحَرْبِ

باب جنگ میں عورتوں کا قتل کرنا کیسا ہے؟

۲۳۳- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: قُلْتُ لأَبِي أُسَامَةَ: حَدَّثَكُمْ عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((وُجِدَتِ امْرَأَةٌ مَقْتُولَةً فِي بَعْضِ مَغَازِي رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَنَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَ الصِّبْيَانِ)).

(۲۳۳) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا کہ میں نے ابو اسامہ سے پوچھا' کیا عبیداللہ نے آپ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کسی غزوے میں مقتول پائی گئی تو نبی کریم ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا۔ (تو انہوں نے اس کا اقرار کیا)

ابو اسامہ کا یہ جواب امام بخاری کی روایت میں مذکور نہیں ہے لیکن اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں یہ حدیث نکالی اس میں صاف مذکور ہے کہ ابو اسامہ نے اقرار کیا ہاں! (تیسیر الباری ۳/ ۲۲۰ فتح الباری ٦/ ۱۴۹)

١٤٧- بَابُ لَا يُعَذَّبُ بِعَذَابِ اللهِ

باب اللہ کے عذاب (آگ) سے کسی کو عذاب نہ کرنا

٢٣٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِي بَعْثٍ فَقَالَ: ((إِنْ وَجَدْتُمْ فُلَانًا وَفُلَانًا فَأَحْرِقُوْهُمَا بِالنَّارِ)). ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ حِيْنَ أَرَدْنَا الْخُرُوْجَ: ((إِنِّي أَمَرْتُكُمْ أَنْ تُحَرِّقُوا فُلَانًا وَفُلَانًا، وَإِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا إِلَّا اللهُ، فَإِنْ وَجَدْتُمُوْهُمَا فَاقْتُلُوْهُمَا)).

(۲۳۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے بکیر نے' ان سے سلیمان بن یسار نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک مہم پر روانہ فرمایا اور یہ ہدایت فرمائی کہ اگر تمہیں فلاں اور فلاں مل جائیں تو انہیں آگ میں جلا دینا' پھر جب ہم نے روانگی کا ارادہ کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ فلاں اور فلاں کو جلا دینا۔ لیکن آگ ایک ایسی چیز ہے جس کی سزا صرف اللہ تعالیٰ ہی دے سکتا ہے۔ اس لئے اگر وہ تمہیں ملیں تو انہیں قتل کرنا۔ (آگ میں نہ جلانا)

تشریح بعض صحابہؓ نے اس کو مطلقاً منع جانا ہے گو بطور قصاص کے ہو' بعضوں نے جائز رکھا ہے جیسے حضرت علیؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ سے منقول ہے۔ مہلب نے کہا یہ ممانعت تحریمی نہیں' بلکہ بطور تواضع کے ہے ہمارے زمانہ میں تو آلات حرب توپ اور بندوق اور ڈائنامیٹ تار پیڈو وغیرہ سب انگار ہی انگار ہیں اور چونکہ کافروں نے ان کا استعمال شروع کر دیا ہے' لہٰذا مسلمانوں کو بھی ان کا استعمال درست ہے۔ (تیسیر الباری ۴/ ۲۲۰)

مترجم کے خیال ناقص میں ان جدید ہتھیاروں کا استعمال امر دیگر ہے اور مطلق آگ میں جلانا امر دیگر ہے جسے شرعاً واخلاقاً پسند نہیں کیا جا سکتا۔

٢٣٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ

(۲۳۵) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے ایوب نے' ان سے عکرمہ نے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ایک قوم کو جلا

عَنْهُ حَرَّقَ قَوْمًا، فَبَلَغَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أُحَرِّقْهُمْ، لأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللهِ))، وَلَقَتَلْتُهُمْ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ)).

دیا تھا۔ جب یہ خبر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ملی تو آپ نے کہا کہ اگر میں ہوتا تو کبھی انہیں نہ جلاتا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے عذاب کی سزا کسی کو نہ دو' البتہ میں انہیں قتل ضرور کرتا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص اپنا دین تبدیل کر دے اسے قتل کر دو۔

یہ لوگ سبائیہ تھے۔ عبداللہ بن سبا یہودی کے تابعدار جو مسلمانوں کو خراب کر ڈالنے کے لئے بظاہر مسلمان ہو گیا تھا اور اندر سے کافر تھا۔ اس مردود نے اپنے تابعداروں کو یہ تعلیم کی تھی کہ حضرت علیؓ معاذ اللہ آدمی نہیں ہیں بلکہ خدا ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ رافضیوں میں ایک فرقہ نصیری ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خدائے بزرگ اور امام جعفر صادق کو خدائے خورد کہتا ہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ (وحیدی)

۱۴۸- بَابُ ﴿فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً﴾ [محمد: ٤]

باب کہ قیدیوں کو مفت احسان رکھ کر چھوڑ دو یا فدیہ لے کر

فِيْهِ حَدِيْثُ ثُمَامَةَ. وَقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُوْنَ لَهُ أَسْرَى﴾ الآيَةَ. [الأنفال: ٦٧]

اس باب میں ثمامہ کی حدیث ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ "نبی کے لئے مناسب نہیں کہ قیدی اپنے پاس رکھے' جب تک کافروں کا خوب ستیاناس نہ کر دے۔"

پوری آیت یوں ہے۔ جب تم کافروں کو خوب قتل کر چکو (ان کا زور توڑ دو) اب قیدیوں کے باب میں تم کو اختیار ہے خواہ احسان رکھ کر چھوڑ دو خواہ فدیہ لے کر۔ بعض سلف کہتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہے اس آیت سے ﴿ فاقتلوا المشركين حيث وجدتموهم ﴾ اور اکثر یہ کہتے ہیں کہ منسوخ نہیں ہے۔ اب ان میں بعض یوں کہتے ہیں کہ قیدیوں کا قتل کرنا درست نہیں یا مفت چھوڑ دیئے جائیں یا فدیہ لے کر۔ لیکن جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ امام کو تین باتوں میں اختیار ہے۔ جیسا مناسب سمجھے ویسا کرے' یا قیدیوں کو قتل کرے یا فدیہ لے کر چھوڑ دے۔ یا مفت احسان رکھ کر چھوڑ دے۔ (تیسیر الباری ۳/۲۲۱)

يقول الجمهور ان الامر في اسرى الكفرة من الرجال الى الامام يفعل ماهو الا حسظ للاسلام

والمسلمين (فتح الباری ۶/ ۱۵۱‘ ۱۵۲) یعنی کافر قیدیوں کے بارے میں امام جس میں اسلام اور مسلمانوں کا فائدہ دیکھے وہ کام کرے۔ جمہور کا یہی قول ہے۔ ثمامہ کی حدیث کو حضرت امام بخاری نے کئی جگہ نقل فرمایا ہے‘ اس نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا تھا کہ اگر آپ مجھ کو مار ڈالیں گے تو میرے خون کا بدلہ دوسرے لوگ لیں گے۔ اگر احسان رکھ کر چھوڑ دیں گے تو میں شکر گزار رہوں گا۔ اگر آپ روپیہ چاہتے ہیں تو جتنا درکار ہو حاضر ہے‘ آنحضرت ﷺ نے ثمامہ کے بیان پر سکوت فرمایا‘ تو معلوم ہوا کہ قیدی کا قتل بھی درست ہے مگر بعد میں ثمامہ مسلمان ہو گئے تھے۔

۱۴۹- بَابُ هَلْ لِلأَسِيْرِ أَنْ يَقْتُلَ وَيَخْدَعَ الَّذِيْنَ أَسَرُوْهُ حَتَّى يَنْجُوَ مِنَ الْكَفَرَةِ؟ فِيْهِ الْمِسْوَرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

باب اگر کوئی مسلمان کافر کی قید میں ہو تو اس کا خون کرنا یا کافروں سے دغا اور فریب کر کے اپنے تئیں چھڑا لینا جائز ہے

اس باب میں مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے آنحضرت ﷺ سے۔

۱۵۰- بَابُ إِذَا حَرَّقَ الْمُشْرِكُ الْمُسْلِمَ هَلْ يُحَرَّقُ؟

باب اگر کوئی مشرک کسی مسلمان کو آگ سے جلائے تو کیا اسے بھی بدلہ میں جلایا جا سکتا ہے؟

۲۳۶- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَهْطًا مِنْ عُكْلٍ ثَمَانِيَةً قَدِمُوا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ، فَقَالُوا: يَا رَسُوْلَ اللهِ أَبْغِنَا رِسْلاً، قَالَ: ((مَا أَجِدُ لَكُمْ إِلاَّ أَنْ تَلْحَقُوا بِالذَّوْدِ))، فَانْطَلَقُوا فَشَرِبُوا مِنْ

(۲۳۶) ہم سے معلیٰ بن اسد نے بیان کیا‘ کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا‘ ان سے ایوب سختیانی نے‘ ان سے ابوقلابہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ قبیلہ عکل کے آٹھ آدمیوں کی جماعت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی لیکن مدینہ کی آب و ہوا انہیں موافق نہیں آئی‘ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہمارے لئے (اونٹ کے) دودھ کا انتظام کر دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے لئے دودھ نہیں

أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا حَتَّى صَحُّوا وَسَمِنُوا، وَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ، وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلاَمِهِمْ. فَأَتَى الصَّرِيْخُ النَّبِيَّ ﷺ، فَبَعَثَ الطَّلَبَ، فَمَا تَرَجَّلَ النَّهَارُ حَتَّى أُتِيَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ ثُمَّ أَمَرَ بِمَسَامِيْرَ فَأُحْمِيَتْ فَكَحَلَهُمْ بِهَا وَطَرَحَهُمْ بِالْحَرَّةِ يَسْتَسْقُوْنَ فَمَا يُسْقَوْنَ حَتَّى مَاتُوا. قَالَ أَبُو قِلاَبَةَ: قَتَلُوا وَسَرَقُوا وَحَارَبُوا اللهَ وَرَسُوْلَهُ وَسَعَوْا فِي الأَرْضِ فَسَادًا.

دے سکتا' تم (صدقہ کے) اونٹوں میں چلے جاؤ۔ ان کا دودھ اور پیشاب پیو' تاکہ تمہاری صحت ٹھیک ہو جائے۔ وہ لوگ وہاں چلے گئے اور ان کا دودھ اور پیشاب پی کر تندرست ہو گئے تو چرواہے کو قتل کر دیا' اور اونٹوں کو اپنے ساتھ لے کر بھاگ نکلے اور اسلام لانے کے بعد کفر کیا' ایک شخص نے اسکی خبر آنحضرت ﷺ کو دی' تو آپؐ نے ان کی تلاش کیلئے سوار دوڑائے' دوپہر سے بھی پہلے ہی وہ پکڑ کر لائے گئے۔ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے۔ پھر آپ کے حکم سے ان کی آنکھوں میں سلائی گرم کر کے پھیر دی گئی اور انہیں حرہ (مدینہ کی پتھریلی زمین) میں ڈال دیا گیا۔ وہ پانی مانگتے تھے لیکن انہیں نہیں دیا گیا۔ یہاں تک کہ وہ سب مر گئے۔ ابو قلابہ نے کہا کہ انہوں نے قتل کیا تھا' چوری کی تھی' اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کی تھی اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کی تھی۔

تشریح تو ایسے بے ایمان' شریر' پاجیوں' نمک حراموں کو سخت سزا دینا ہی چاہئے تاکہ دوسرے لوگوں کو عبرت ہو اور بندگان خدا ان کے ظلموں سے محفوظ رہیں۔ اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے۔ کیونکہ اس میں گرم گرم سلائیاں آنکھوں میں پھیرنے کا ذکر ہے جو آگ ہے مگر یہ کہاں مذکور ہے کہ انہوں نے بھی مسلمانوں کو آگ سے عذاب دیا تھا۔ اور شاید امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہے جس کو تیمی نے روایت کیا۔ اس میں یہ ہے کہ ان لوگوں نے بھی مسلمان چرواہوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا تھا۔ (تیسیر الباری ۴/ ۲۲۳)

۱۵۱ - بَابٌ

باب

۲۳۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((قَرَصَتْ نَمْلَةٌ نَبِيًّا مِنَ الأَنْبِيَاءِ، فَأَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَأُحْرِقَتْ، فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ أَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ أَحْرَقْتَ أُمَّةً مِنَ الأُمَمِ تُسَبِّحُ اللّٰهَ)).

(۲۳۷) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے' ان سے یونس نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے سعید بن مسیب اور ابو سلمہ نے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرما رہے تھے کہ ایک چیونٹی نے ایک نبی کو کاٹ لیا تھا۔ تو ان کے حکم سے چیونٹیوں کے سارے گھر جلا دیئے گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ اگر تمہیں ایک چیونٹی نے کاٹ لیا تھا تو تم نے ایک ایسی خلقت کو جلا کر خاک کر دیا جو اللہ کی تسبیح بیان کرتی تھی۔

کہتے ہیں کہ یہ پیغمبر (عزیر یا موسیٰ علیہما السلام) ایک ایسی بستی پر سے گزرے جس کو اللہ پاک نے بالکل تباہ کر دیا تھا۔ انہوں نے عرض کیا پروردگار! اس بستی میں تو قصور بے قصور ہر طرح کے لوگ' لڑکے' بچے' جانور سب ہی تھے' تو نے سب کو ہلاک کر دیا۔ پھر ایک درخت کے تلے اترے' ایک چیونٹی نے ان کو کاٹ لیا' انہوں نے غصہ ہو کر چیونٹیوں کا سارا بل جلا دیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان کے معروضہ کا جواب ادا کیا کہ تو نے کیوں بے قصور چیونٹیوں کو ہلاک کر دیا۔ حضرت امام بخاریؒ نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ آگ سے عذاب کرنا درست ہے' جیسے ان پیغمبر نے کیا۔ قسطلانی نے کہا اس حدیث سے دلیل لی اس نے جو موذی جانور کا جلانا جائز سمجھتا ہے۔ اور ہماری شریعت میں تو چیونٹی اور شہد کی مکھی کو مار ڈالنے سے ممانعت ہے۔ (تیسیر الباری ۳/ ۲۲۴)

۱۵۲- بَابُ حَرْقِ الدُّورِ وَالنَّخِيلِ

باب (حربی کافروں کے) گھروں اور باغوں کو جلانا

۲۳۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: قَالَ لِي جَرِيرٌ قَالَ لِي رَسُولُ

(۲۳۸) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے یحییٰ قطان نے' ان سے اسماعیل نے' کہا مجھ سے قیس بن ابی حازم نے' کہا کہ مجھ سے جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ

اللهِ ﷺ: ((أَلاَ تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ)) - وَكَانَ بَيْتًا فِي خَثْعَمَ يُسَمَّى كَعْبَةَ الْيَمَانِيَةَ - قَالَ فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ، وَكُنْتُ لاَ أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ، فَضَرَبَ فِي صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ: ((اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا)). فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا. ثُمَّ بَعَثَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ يُخْبِرُهُ فَقَالَ رَسُولُ جَرِيرٍ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُكَ حَتَّى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْوَفُ أَوْ أَجْرَبُ. قَالَ ((فَبَارَكَ فِي خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ)).

نے فرمایا' ذوالخلصہ کو (برباد کر کے) مجھے راحت کیوں نہیں دے دیتے۔ یہ ذوالخلصہ قبیلہ خثعم کا ایک بت خانہ تھا اور اسے کعبۃ الیمانیہ کہتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں قبیلہ احمس کے ایک سو پچاس سواروں کو لے کر چلا۔ یہ سب حضرات بڑے اچھے گھوڑ سوار تھے۔ لیکن میں گھوڑے کی سواری اچھی طرح نہیں کر پاتا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے میرے سینے پر (اپنے ہاتھ سے) مارا' میں نے انگشت ہائے مبارک کا نشان اپنے سینے پر دیکھا۔ فرمایا اے اللہ! گھوڑے کی پشت پر اسے ثبات عطا فرمائیو' اور اسے دوسروں کو ہدایت کی راہ دکھانے والا اور خود ہدایت پایا ہوا بنائیو' اس کے بعد جریر روانہ ہوئے' اور ذوالخلصہ کی عمارت کو گرا کر اس میں آگ لگا دی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر بھجوائی۔ جریر کے قاصد نے خدمت نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا' اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ میں اس وقت تک آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا' جب تک ہم نے ذوالخلصہ کو ایک خالی پیٹ والے اونٹ کی طرح نہیں بنا دیا' یا (کہا) خارش والے اونٹ کی طرح جریر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یہ سن کر آپ نے قبیلہ احمس کے سواروں اور قبیلہ کے تمام لوگوں کے لئے پانچ مرتبہ برکتوں کی دعا فرمائی۔

تشریح ذی الخلصہ نامی بت خانہ حربی کافروں کا مندر تھا' جہاں وہ جمع ہوتے' اور اسلام کی نہ صرف توہین کرتے بلکہ اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کی مختلف تدابیر سوچا کرتے تھے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے اسے ختم کرا کر ایک فساد کے مرکز کو ختم کرا دیا تاکہ عام مسلمان سکون حاصل کر سکیں۔ ذمی کافروں کے عبادت خانے مسلمانوں کی حفاظت میں آ جاتے ہیں۔ لہذا ان کے لئے ہر دور میں اسلامی سربراہوں نے بڑے بڑے اوقاف مقرر کئے ہیں اور ان کی حفاظت کو اپنا فرض سمجھا ہے جیسا کہ تاریخ شاہد ہے۔ باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

۲۳۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((حَرَّقَ النَّبِيُّ ﷺ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ)).

(۲۳۹) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبردی' انہیں موسیٰ بن عقبہ نے' انہیں نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے (یہود) بنو نضیر کے کھجور کے باغات جلوا دیئے تھے۔

حالات جنگ مختلف ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ جنگی ضروریات کے تحت دشمنوں کے کھیتوں یا باغات کو بھی جلانا پڑتا ہے۔ ورنہ ویسے عام حالات میں کھیتوں اور باغوں کو جلانا بہتر نہیں ہے۔

۱۵۳- بَابُ قَتْلِ النَّائِمِ الْمُشْرِكِ

باب (حربی) مشرک سو رہا ہو تو اس کا مار ڈالنا درست ہے

یہ جب ہے کہ اس کو دعوت اسلام پہنچ چکی ہو اور وہ کفر و شرک پر اڑا رہے یا اس کے ایمان لانے سے مایوسی ہو چکی ہو جیسے ابو رافع یہودی تھا' جو کعب بن اشرف کی طرح پیغمبر ﷺ کو ستاتا تھا' آپ کی ہجو کرتا اور مشرکین کو آپ سے لڑنے کے لئے برانگیختہ کرتا۔

۲۴۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَهْطًا مِنَ الأَنْصَارِ إِلَى أَبِي رَافِعٍ

(۲۴۰) ہم سے علی بن مسلم نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ نے' کہا مجھ سے میرے والد نے' ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے چند آدمیوں کو ابو رافع (یہودی) کو قتل کرنے کے لئے بھیجا' ان میں سے ایک صاحب (عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ) آگے چل کر اس کے قلعہ

لِيَقْتُلُوهُ، فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَدَخَلَ حِصْنَهُمْ، قَالَ: فَدَخَلْتُ فِي مَرْبِطِ دَوَابَّ لَهُمْ، قَالَ: وَأَغْلَقُوا بَابَ الْحِصْنِ، ثُمَّ إِنَّهُمْ فَقَدُوا حِمَارًا لَهُمْ فَخَرَجُوا يَطْلُبُونَهُ، فَخَرَجْتُ فِيمَنْ خَرَجَ أُرِيهِمْ أَنَّنِي أَطْلُبُهُ مَعَهُمْ، فَوَجَدُوا الْحِمَارَ، فَدَخَلُوا وَدَخَلْتُ، وَأَغْلَقُوا بَابَ الْحِصْنِ لَيْلًا، فَوَضَعُوا الْمَفَاتِيحَ فِي كُوَّةٍ حَيْثُ أَرَاهَا، فَلَمَّا نَامُوا أَخَذْتُ الْمَفَاتِيحَ فَفَتَحْتُ بَابَ الْحِصْنِ، ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ: يَا أَبَا رَافِعٍ، فَأَجَابَنِي، فَتَعَمَّدْتُ الصَّوْتَ فَضَرَبْتُهُ، فَصَاحَ، فَخَرَجْتُ، ثُمَّ جِئْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ كَأَنِّي مُغِيثٌ فَقُلْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ – وَغَيَّرْتُ صَوْتِي – فَقَالَ: مَا لَكَ لِأُمِّكَ الْوَيْلُ، قُلْتُ: مَا شَأْنُكَ؟ قَالَ: لَا أَدْرِي مَنْ دَخَلَ عَلَيَّ فَضَرَبَنِي، قَالَ: فَوَضَعْتُ سَيْفِي فِي بَطْنِهِ، ثُمَّ تَحَامَلْتُ عَلَيْهِ حَتَّى قَرَعَ الْعَظْمَ، ثُمَّ

کے اندر رداخل ہو گئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ اندر جانے کے بعد میں اس مکان میں گھس گیا' جہاں ان کے جانور بندھا کرتے تھے۔ بیان کیا کہ انہوں نے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا' لیکن اتفاق کہ ان کا ایک گدھا ان کے مویشیوں میں سے گم تھا۔ اس لئے وہ اسے تلاش کرنے کے لئے باہر نکلے۔ نکلنے والوں کے ساتھ میں بھی باہر آگیا' تاکہ ان پر یہ ظاہر کر دوں کہ میں بھی تلاش کرنے والوں میں شامل ہوں' آخر گدھا انہیں مل گیا' اور وہ پھر اندر آ گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ اندر آگیا اور انہوں نے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا' رات کا وقت تھا' کنجیوں کا گچھا انہوں نے ایک ایسے طاق میں رکھا' جسے میں نے دیکھ لیا تھا۔ جب وہ سب سو گئے تو میں نے چابیوں کا گچھا اٹھایا اور دروازہ کھول کر ابو رافع کے پاس پہنچا۔ میں نے اسے آواز دی' ابو رافع! اس نے جواب دیا اور میں فوراً اس کی آواز کی طرف بڑھا اور اس پر وار کر بیٹھا۔ وہ چیخنے لگا تو میں باہر چلا آیا۔ اس کے پاس سے واپس آکر میں پھر اس کے کمرہ میں داخل ہوا' گویا میں اس کی مدد کو پہنچا تھا۔ میں نے پھر آواز دی' ابو رافع! اس مرتبہ میں نے اپنی آواز بدل لی تھی' اس نے کہا کہ کیا کر رہا ہے' تیری ماں برباد ہو۔ میں نے پوچھا' کیا بات پیش آئی؟ وہ کہنے لگا' نہ معلوم کون شخص میرے کمرے میں آگیا' اور مجھ پر حملہ کر بیٹھا ہے' انہوں نے کہا کہ اب کی بار میں

خَرَجْتُ وَأَنَا دَهِشٌ، فَأَتَيْتُ سُلَّمًا لَهُمْ لأَنْزِلَ مِنْهُ فَوَقَعْتُ، فَوُثِئَتْ رِجْلِي، فَخَرَجْتُ إِلَى أَصْحَابِي فَقُلْتُ: مَا أَنَا بِبَارِحٍ حَتَّى أَسْمَعَ النَّاعِيَةَ، فَمَا بَرِحْتُ حَتَّى سَمِعْتُ نَعَايَا أَبِي رَافِعٍ تَاجِرِ أَهْلِ الْحِجَازِ. قَالَ: فَقُمْتُ وَمَا بِي قَلَبَةٌ حَتَّى أَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرْنَاهُ))

نے اپنی تلوار اس کے پیٹ پر رکھ کر اتنی زور سے دبائی کہ اس کی ہڈیوں میں اتر گئی' جب میں اس کے کمرہ سے نکلا تو بہت دہشت میں تھا۔ پھر قلعہ کی ایک سیڑھی پر میں آیا تاکہ اس سے نیچے اتر جاؤں مگر میں اس پر سے گر گیا' اور میرے پاؤں میں موچ آ گئی' پھر جب میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا تو میں نے ان سے کہا کہ میں تو اس وقت تک یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک اس کی موت کا اعلان خود نہ سن لوں۔ چنانچہ میں وہیں ٹھہر گیا۔ اور میں نے رونے والی عورتوں سے ابو رافع حجاز کے سوداگر کی موت کا اعلان بلند آواز سے سنا۔ انہوں نے کہا کہ پھر میں وہاں سے اٹھا' اور مجھے اس وقت کچھ بھی درد معلوم نہیں ہوا' پھر ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ کو اس کی بشارت دی۔

۲٤۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَهْطًا مِنَ الأَنْصَارِ إِلَى أَبِي رَافِعٍ، فدخلَ عليهِ عبدُ اللهِ بنُ عَتِيكٍ بيتَهُ ليلاً فقتلَهُ وهو نائم)).

(۲۴۱) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن ابی زائدہ نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے' ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے چند آدمیوں کو ابو رافع کے پاس (اسے قتل کرنے کے لئے) بھیجا تھا۔ چنانچہ رات میں عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ اس کے قلعہ میں داخل ہوئے اور اسے سوتے ہوئے قتل کیا۔

تشریح عبداللہ رضی اللہ عنہ ابو رافع کی آواز پہچانتے تھے' وہاں اندھیرا چھایا ہوا تھا' انہوں نے یہ خیال کیا' ایسا نہ ہو میں اور کسی کو مار ڈالوں' اس لئے انہوں نے ابو رافع کو پکارا اور اس کی آواز پر ضرب لگائی۔ گو ابو رافع کو عبداللہ نے جگا دیا مگر یہ جگانا صرف اس کی جگہ معلوم کرنے کیلئے تھا۔ ابو رافع وہیں پڑا رہا' تو گویا سوتا ہی رہا۔ اس لئے باب کی مطابقت حاصل ہوئی۔ بعضوں نے کہا کہ حضرت امام بخاری نے اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا' جس میں یہ صراحت ہے کہ عبداللہؓ نے ابو رافع کو سوتے میں مارا۔ (تیسیر الباری ۳/ ۲۲۶)

یہ ابو رافع (سلام بن ابی الحقیق یہودی) کافروں کو مسلمانوں کے ساتھ جنگ کے لئے ابھارتا اور ہر وقت فساد کرانے پر آمادہ رہتا تھا۔ اس لئے ملک میں قیام امن کے لئے اس کا ختم کرنا ضروری ہوا۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس ظالم کو نیست و نابود کرایا۔

۱۵۴- بَابُ لاَ تَمَنَّوا لِقَاءَ الْعَدُوِّ

باب دشمن سے مڈبھیڑ ہونے کی آرزو نہ کرنا

۲۴۲- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوسُفَ الْيَرْبُوعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ: ((حَدَّثَنِي سَالِمٌ أَبُو النَّضرِ مَولَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، كُنْتُ كَاتِبًا لَهُ قَالَ: كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى حِيْنَ خَرَجَ إِلَى الْحَرُورِيَّةِ فَقَرَأْتُهُ فَإِذَى فِيهِ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِي لَقِيَ فِيهَا الْعَدُوَّ انْتَظَرَ حَتَّى مَالَتِ الشَّمْسُ)).

(۲۴۲) ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عاصم بن یوسف یربوعی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابو اسحاق فزاری نے بیان کیا' ان سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا' کہ مجھ سے عمر بن عبیداللہ کے غلام سالم ابو النضر نے بیان کیا کہ میں عمر بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کا منشی تھا۔ سالم نے بیان کیا کہ جب وہ خوارج سے لڑنے کے لئے روانہ ہوئے تو انہیں عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما کا خط ملا۔ میں نے اسے پڑھا تو اس میں انہوں نے لکھا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑائی کے موقع پر انتظار کیا' پھر جب سورج ڈھل گیا۔

٢٤٣- ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَسَلُوا اللهَ الْعَافِيَةَ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا. وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ)). ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ، وَمُجْرِيَ السَّحَابِ، وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ، اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ)). وَقَالَ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ: قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ: كُنْتُ كَاتِبًا لِعُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، فَأَتَاهُ كِتَابُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ)).

(۲۴۳) تو آپؐ نے لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا اے لوگو! دشمن سے لڑائی بھڑائی کی تمنا نہ کرو، بلکہ اللہ تعالیٰ سے سلامتی مانگو۔ ہاں! جب جنگ چھڑ جائے تو پھر صبر کیے رہو اور ڈٹ کر مقابلہ کرو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔ پھر آپ نے یوں دعا کی، اے اللہ! کتاب (قرآن) کے نازل فرمانے والے، اے بادلوں کے چلانے والے! اے احزاب کو (یعنی کافروں کی جماعتوں کو غزوہ خندق کے موقع پر) شکست دینے والے! ہمارے دشمن کو شکست دے اور ان کے مقابلے میں ہماری مدد کر۔ اور موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ مجھ سے سالم ابو النضر نے بیان کیا کہ میں عمر بن عبید اللہ کا منشی تھا۔ ان کے پاس عبد اللہ بن ابی اوفیؓ کا خط آیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا دشمن سے لڑائی لڑنے کی تمنا نہ کرو۔

٢٤٤- وَقَالَ أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا)).

(۲۴۴) ابو عامر نے کہا، ہم سے مغیرہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دشمن سے لڑنے بھڑنے کی تمنا نہ کرو، ہاں! اگر جنگ شروع ہی ہو جائے تو پھر صبر سے کام لو۔

باب اور حدیث کا منشاء ظاہر ہے کہ دشمن سے برسرپیکار رہنے کی کوشش کوئی اچھی چیز نہیں

ہے۔ صلح صفائی' امن و امان بہرحال ضروری ہیں۔ اس لئے کبھی بھی خواہ مخواہ جنگ نہ چھیڑی جائے نہ اس کے لئے آرزو کی جائے۔ ہاں جب سر سے پانی گزر جائے اور جنگ بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو تو پھر صبر و استقامت کے ساتھ پوری قوت سے دشمن کا مقابلہ کرنا ضروری ہے۔

۱۵۵۔ بَابُ الْحَرْبُ خُدْعَةٌ — باب لڑائی مکرو فریب کا نام ہے

یعنی لڑائی میں مکر اور تدبیر ضروری ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ عہد توڑ دے یا دغابازی کرے وہ تو حرام ہے۔ غزوہ خندق میں مسلمانوں کے خلاف یہود اور قریش اور غطفان سب متفق ہو گئے تھے' آنحضرت ﷺ نے نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ کو بھیج کر ان میں نا اتفاقی کرا دی' اس وقت آپؐ نے یہ فرمایا کہ لڑائی مکر اور فریب ہی کا نام ہے۔ یعنی اس میں داؤ کرنا اور دشمن کو دھوکا دینا ضروری ہے۔ (وحیدی)

۳۰۲۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((هَلَكَ كِسْرَى، ثُمَّ لاَ يَكُونُ كِسْرَى بَعْدَهُ. وَقَيْصَرٌ لَيَهْلِكَنَّ، ثُمَّ لاَ يَكُونُ قَيْصَرٌ بَعْدَهُ. وَلَتُقْسَمَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللهِ)). ((وَسَمَّى الْحَرْبَ خَدْعَةً)).

(۳۰۲۷) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں ہمام نے اور انہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' کسریٰ (ایران کا بادشاہ) برباد و ہلاک ہو گیا' اب اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں آئے گا۔ اور قیصر (روم کا بادشاہ) بھی ہلاک و برباد ہو گیا' اور اس کے بعد (شام میں) کوئی قیصر باقی نہیں رہ جائے گا۔ اور ان کے خزانے اللہ کے راستے میں تقسیم ہوں گے۔ اور آپؐ نے لڑائی کو مکر اور فریب فرمایا۔

تشریح: اس زمانے میں روم اور ایران میں مستحکم حکومتیں قائم تھیں۔ ایرانی بادشاہ کو لفظ کسریٰ سے اور رومی بادشاہ کو لفظ قیصر سے ملقب کرتے تھے۔ ان ملکوں میں بادشاہوں کو خدا کے درجے میں سمجھا جاتا اور رعایا ان کی پرستش کیا کرتی تھی۔ آخر اسلام ایسے ہی مظالم اور انسانی دکھوں کو ختم کرنے آیا۔ اور اس نے لا الہ الا اللہ کا نعرہ بلند کیا کہ حقیقی بادشاہ صرف ایک اللہ رب العالمین ہے' دنیا میں بادشاہی کا غرور رکھنے والے اور رعایا کا خون چوسنے والے لوگ جھوٹے مکار ہیں۔ آخر ایسے مظالم کا ہمیشہ کے لئے ہر دو ملکوں سے خاتمہ ہو گیا اور عہد خلافت میں ہر دو ملکوں میں اسلامی پرچم

لہرانے لگا۔ جس کے نیچے لوگوں نے سکھ اور اطمینان کا سانس لیا اور یہ ظالمانہ شاہیت ہر دو ملکوں سے نیست و نابود ہو گئی۔

٢٤٦- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنِ أَصْرَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((سَمَّي النَّبِيُّ ﷺ الْحَرْبَ خِدْعَةً)).

(۲۴۶) ہم سے ابو بکر بن اصرم نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' انہوں نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں ہمام بن منبہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا لڑائی کیا ہے؟ ایک چال ہے۔

٢٤٧-حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((الْحَرْبُ خِدْعَةٌ)).

(۲۴۷) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی' انہیں عمرو نے' انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا تھا' جنگ تو ایک چالبازی کا نام ہے۔

مطلب یہ کہ جو فریق جنگ میں چستی چالاکی سے کام لے گا' جنگ کا پانسہ اس کے ہاتھ میں ہو گا۔ پس مسلمانوں کو ایسے موقع پر بہت زیادہ ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ جنگ میں چستی چالاکی بہرصورت ضروری ہے اور اسی شکل میں اللہ کی مدد شامل حال ہوتی ہے۔

١٥٦- بَابُ الْكَذِبِ فِي الْحَرْبِ

باب جنگ میں جھوٹ بولنا (مصلحت کے لئے) درست ہے۔

ترمذی کی روایت میں ہے کہ تین جگہ جھوٹ بولنا درست ہے۔ مرد کا اپنی بیوی سے اس کو راضی کرنے کو اور لڑائی میں اور دو آدمیوں میں صلح کرانے کو' اب اختلاف اس میں یہ ہے کہ یہ صریح جھوٹ بولنا ان مقاصد میں درست ہے یا تعریض یعنی ایسا کلام کہنا جس سے مخاطب ایک معنی سمجھے وہ جھوٹ ہو' لیکن متکلم دوسرا معنی مراد لے اور وہ سچ ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ ایسے مقاموں میں توریہ کرتے' مثلاً آپ کو ایک مقام میں چلنا ہوتا تو دوسرے مقام کا حال لوگوں سے دریافت فرماتے تاکہ لوگ سمجھیں کہ آپ وہاں جانا چاہتے ہیں۔ نووی نے کہا تعریض بہتر ہے

صریح جھوٹ سے۔ ●

۲۴۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ، فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللهَ وَرَسُولَهُ؟)) قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ: أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). قَالَ فَأَتَاهُ فَقَالَ: إِنَّ هَذَا - يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ - قَدْ عَنَّانَا وَسَأَلَنَا الصَّدَقَةَ. قَالَ: وَأَيْضًا وَاللهِ لَتَمَلُّنَّهُ. قَالَ :- فَإِنَّا اتَّبَعْنَاهُ فَنَكْرَهُ أَنْ نَدَعَهُ حَتَّى نَنْظُرَ إِلَى مَا يَصِيرُ أَمْرُهُ. قَالَ : فَلَمْ يَزَلْ يُكَلِّمُهُ حَتَّى اسْتَمْكَنَ مِنْهُ فَقَتَلَهُ.

(۲۴۸) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے' ان سے عمرو بن دینار نے اور ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کعب بن اشرف (یہودی) کا کام کون تمام کرے گا؟ وہ اللہ اور اس کے رسول کو بہت اذیتیں پہنچا چکا ہے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا آپ مجھے اجازت بخش دیں گے کہ میں اسے قتل کر آؤں؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہاں۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر محمد بن مسلمہؓ کعب کے پاس آئے اور اس سے کہنے لگے کہ نبی کریم ﷺ نے تو ہمیں تھکا دیا' اور وہ ہم سے زکوٰۃ مانگتے ہیں۔ کعب نے کہا کہ قسم اللہ کی! ابھی کیا ہے ابھی اور مصیبت میں پڑو گے۔ محمد بن مسلمہؓ اس پر کہنے لگے کہ بات یہ ہے کہ ہم نے ان کی پیروی کر لی ہے۔ اس لئے اس وقت تک اس کا ساتھ چھوڑنا ہم مناسب بھی نہیں سمجھتے جب تک ان کی دعوت کا کوئی انجام ہمارے سامنے نہ آجائے۔ غرض محمد بن مسلمہؓ اس سے اسی طرح باتیں کرتے رہے۔ آخر موقع پا کر اسے قتل کر دیا۔

● (تیسیر الباری ۳ / ۲۳۰) ترمذی کتاب البر والصلہ باب ماجاء فی اصلاح ذات البین (۱۹۵۴) ابوداؤد کتاب الادب (۴۹۲۱) شرح السنہ (۳۵۲۵) مسند احمد ۶ / ۴۵۴' ۴۵۹' ۴۶۰' ۴۶۱' ۴۰۳ یہ حدیث صحیح ہے۔ (ابوالحسن)

تشریح کعب بن اشرف یہودی مدینہ میں مسلمانوں کا سخت ترین دشمن تھا جو روزانہ مسلمانوں کے خلاف نت نئی سازش کرتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ قریش مکہ کو بھی مسلمانوں کے خلاف ابھارتا اور ہمیشہ مسلمانوں کی گھات میں لگا رہتا لیکن اللہ پاک کو اسلام اور مسلمانوں کی بقا منظور تھی اس لئے بایں صورت اس فسادی کو ختم کر کے اسے جہنم رسید کیا گیا' سچ ہے ؎

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن   پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

ابو رافع کی طرح یہ مردود بھی مسلمانوں کی دشمنی پر تلا ہوا تھا۔ رسول کریم ﷺ کی ہجو کرتا اور شرک کو دین اسلام سے بہتر بتاتا' مشرکوں کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے اکساتا' ان کی روپے سے مدد کرتا۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ نے اس کے خاتمہ کے لئے اجازت مانگی کہ میں جو مناسب ہو گا آپ کی نسبت شکایت کے کلمے کہوں گا' آپؐ نے اجازت دے دی۔ محمد بن مسلمہؓ کی اس سے یہ غرض تھی کہ کعب کو میرا اعتبار پیدا ہو' ورنہ وہ پہلے ہی چونک جاتا اور اپنی حفاظت کا بندوبست کر لیتا۔ بعضوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ حدیث ترجمہ باب کے مطابق نہیں ہے کیونکہ محمد بن مسلمہؓ کا کوئی جھوٹ اس میں مذکور نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مجتہد مطلق حضرت امام بخاریؒ نے اپنی عادت کے موافق اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں صاف یہ مذکور ہے کہ انہوں نے چلتے وقت آنحضرت ﷺ سے اجازت لے لی تھی کہ میں آپ کی شکایت کروں گا' جو چاہوں وہ کہوں گا' آپؐ نے اجازت دی اس میں جھوٹ بولنا بھی آ گیا۔ آخر محمد بن مسلمہؓ نے کعب کو باتوں باتوں میں کہا یار تیرے سر سے کیا عمدہ خوشبو آتی ہے۔ وہ مردود کہنے لگا میرے پاس ایک عورت ہے جو سارے عرب میں افضل ہے۔ محمد بن مسلمہؓ نے کہا یار ذرا اپنے بال مجھ کو سونگھنے دو اس نے کہا سونگھو' محمد بن مسلمہؓ نے اس بہانے اس کے بال درمیان سر سے پکڑ کر مضبوط تھام لئے اور ساتھیوں کو اشارہ کر دیا' انہوں نے تلوار کے ایک ہی وار میں اس کا سر قلم کر دیا' اسی سے باب کا مضمون ثابت ہوا۔

۱۵۷- بَابُ الْفَتْكِ بِأَهْلِ الْحَرْبِ

باب جنگ میں حربی کافر کو اچانک دھوکے سے مار ڈالنا

اسی چالاکی ہوشیاری کا نام جنگ ہے جس کے بغیر چارہ نہیں۔ آج کے مشینی دور میں بھی دشمن کی گھات میں بیٹھنا اقوام عالم کا معمول ہے۔ اسلام میں یہ اجازت صرف حربی کافروں کے مقابلہ میں ہے ورنہ دھوکہ بازی کسی حالت میں جائز نہیں۔

۳۰۴۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

(۳۰۴۹) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے' ان سے عمرو بن دینار نے

عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ)) فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ: أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: فَأْذَنْ لِي فَأَقُولَ. قَالَ: ((قَدْ فَعَلْتُ)).

اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا' کعب بن اشرف کیلئے کون ہمت کرتا ہے؟ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا میں اسے قتل کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! انہوں نے عرض کیا کہ پھر آپ مجھے اجازت دیں (کہ میں جو چاہوں کہوں) آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری طرف سے اس کی اجازت ہے۔

یہاں چونکہ کعب بن اشرف پر دھوکہ سے اچانک حملہ کرنے کا ذکر ہے جو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کیا تھا' اسی سے باب کا مضمون ثابت ہوا۔ مزید تفصیل مذکور ہو چکی ہے۔

١٥٨ - بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الإِحْتِيَالِ، وَالْحَذَرِ مَعَ مَنْ يَخْشَى مَعَرَّتَهُ

باب اگر کسی سے فساد یا شرارت کا اندیشہ ہو تو اس سے مکر اور فریب کر سکتے ہیں

٢٥٠ - قَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: انْطَلَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَمَعَهُ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ - فَحُدِّثَ بِهِ فِي نَخْلٍ - فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ النَّخْلَ، طَفِقَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ وَابْنُ صَيَّادٍ فِي قَطِيفَةٍ لَهُ فِيهَا رَمْرَمَةٌ، فَرَأَتْ أُمُّ صَيَّادٍ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا

(٢٥٠) لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے عقیل نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' ان سے سالم بن عبداللہ نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ ابن صیاد (یہودی بچے) کی طرف جا رہے تھے۔ آپ کے ساتھ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بھی تھے آپ ﷺ کو اطلاع دی گئی تھی کہ ابن صیاد اس وقت کھجوروں کی آڑ میں موجود ہے۔ جب آپ ﷺ وہاں پہنچے تو شاخوں کی آڑ میں چلنے لگے۔ (تاکہ وہ آپ کو دیکھ نہ سکے) ابن صیاد اس وقت ایک چادر اوڑھے ہوئے چپکے چپکے کچھ گنگنا رہا تھا' اس کی ماں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھ لیا اور پکار اٹھی کہ اے ابن صیاد! یہ

صَافِ هَذَا مُحَمَّدٌ، فَوَثَبَ ابْنُ صَيَّادٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ)).

محمد ﷺ آ پہنچے۔ وہ چونک اٹھا' آپؐ نے فرمایا کہ اگر یہ اس کی خبر نہ کرتی تو وہ کھولتا۔ (یعنی اس کی باتوں سے اس کا حال کھل جاتا)

تشریح: ابن صیاد مدینہ میں ایک یہودی بچہ تھا' جو کاہن اور نجومیوں کی طرح لوگوں کو بہکایا کرتا اور اپنے آپ کو کبھی نبی اور رسول بھی کہنے لگتا' وہ بھی ایک قسم کا دجال ہی تھا' کیونکہ دجل و فریب اس کا کام تھا۔ حضرت عمرؓ کی رائے اس کے ختم کر دینے کی تھی' مگر آنحضرت ﷺ جو رحمۃ اللعالمین بن کر تشریف لائے تھے آپؐ نے بہت سی ملکی و ملی مصالح کی بنا پر اسے مناسب نہ سمجھا' سچ ہے ﴿ لا اکراہ فی الدین ﴾ (البقرۃ : ۲۵۶) دینی معاملات میں کسی پر زبردستی کرنا جائز نہیں ہے۔ راہ ہدایت دکھلا دینا اللہ و رسول ﷺ کا کام ہے اور اس پر چلانا صرف اللہ کا کام ہے۔ ﴿ انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء ﴾ (القصص :۵۶)

باب کا مطلب اس سے ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ شاخوں کی آڑ میں چل کر ابن صیاد تک پہنچے تاکہ وہ آپ کو دیکھ نہ سکے' ابن صیاد نے آپ کے امیوں کے رسول ہونے کی تصدیق کی' جس سے اس نے آپ کی رسالت عامہ سے انکار بھی کیا' امی کے معنی ان پڑھ کے ہیں۔ اہل عرب میں لکھنے پڑھنے کا رواج نہ تھا۔ اس کے باوجود وہ ہر فن کے ماہر تھے اور بے پناہ قوت حافظہ رکھتے تھے بلکہ ان کو اپنے امی ہونے پر فخر تھا۔ آنحضرت ﷺ بھی ان ہی میں پیدا ہوئے اور اللہ پاک نے آپ کو امی ہونے کے باوجود علوم الاولین والآخرین سے مالا مال فرمایا۔ (ﷺ)

۱۵۹ - بَابُ الرَّجَزِ فِي الْحَرْبِ

باب جنگ میں شعر پڑھنا اور کھائی کھودتے وقت آواز بلند کرنا

وَرَفْعِ الصَّوْتِ فِي حَفْرِ الْخَنْدَقِ فِيهِ سَهْلٌ وَأَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَفِيهِ يَزِيدُ عَنْ سَلَمَةَ

اس باب میں سہل اور انس ﷺ نے احادیث نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہیں اور یزید بن ابی عبید نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے بھی اس باب میں ایک حدیث روایت کی ہے۔

۲۵۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ

(۲۵۱) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو الاحوص نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہ میں

الله عَنْهُ قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ يَنْقُلُ التُّرَابَ حَتّٰى وَارَى التُّرَابُ شَعْرَ صَدْرِهِ - وَكَانَ رَجُلاً كَثِيْرَ الشَّعْرِ - وَهُوَ يَرْتَجِزُ بِرَجَزِ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَوَاحَةَ: وَيَقُوْلُ:

اَللّٰهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَأَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا
وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا
إِنَّ الْأَعْدَاءَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا
إِذَا أَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَيْنَا

يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ)).

نے دیکھا کہ غزوۂ احزاب میں (خندق کھودتے ہوئے) آپؐ خود مٹی اٹھا رہے تھے۔ یہاں تک کہ سینہ مبارک کے بال مٹی سے اٹ گئے تھے۔ آپؐ کے (جسم مبارک پر) بال بہت گھنے تھے۔ اس وقت آپؐ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا یہ شعر پڑھ رہے تھے (ترجمہ) "اے اللہ! اگر تیری ہدایت نہ ہوتی تو ہم کبھی سیدھا راستہ نہ پاتے' نہ صدقہ کر سکتے اور نہ نماز پڑھتے۔ اب تو یا اللہ! ہمارے دلوں کو سکون اور اطمینان عطا فرما' اور اگر (دشمن سے) مڈ بھیڑ ہو جائے تو ہمیں ثابت قدم رکھیو' دشمنوں نے ہمارے اوپر زیادتی کی ہے۔ جب بھی وہ ہم کو فتنہ فساد میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں تو ہم انکار کرتے ہیں"۔ آپ یہ شعر بلند آواز سے پڑھ رہے تھے۔

تشریح (حضرت مولانا وحید الزمان مرحوم نے ان اشعار کا ترجمہ اردو اشعار میں یوں کیا ہے)

تو ہدایت گر نہ کرتا تو کہاں ملتی نجات — کیسے پڑھتے ہم نمازیں کیسے دیتے ہم زکوٰۃ
اب اتار ہم پر تسلی اے شہ عالی صفات — پاؤں جموا دے ہمارے دے لڑائی میں ثبات
بے سبب ہم پر یہ دشمن ظلم سے چڑھ آئے ہیں — جب وہ بہکائیں ہمیں سنتے نہیں ہم ان کی بات

ترجمۃ الباب میں حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ وکان المصنف اشار فی الترجمة بقوله ورفع الصوت فی حفر الخندق الی ان کراهة رفع الصوت فی الحرب مختصة بحالة القتال وذلک فیما اخرجه ابو داوود من طریق قیس بن عباد قال کان اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم یکرهون الصوت عند القتال (فتح الباری ٦/ ٢٦١)

یعنی حضرت امامؒ نے اس میں اشارہ فرمایا ہے کہ عین لڑائی کے وقت آواز بلند کرنا مکروہ ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ اصحاب رسول لڑائی کے وقت آواز بلند کرنا مکروہ جانتے تھے۔ حالت قتال کے علاوہ مکروہ نہیں ہے جیسا کہ یہاں خندق کی کھدائی کے موقع پر مذکور ہے۔

١٦٠- بَابُ مَنْ لاَ يَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ

٢٥٢- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((مَا حَجَبَنِي النَّبِيُّ ﷺ مُنْذُ أَسْلَمْتُ، وَلاَ رَآنِي إِلاَّ تَبَسَّمَ فِي وَجْهِي)).

٢٥٣- وَلَقَدْ شَكَوْتُ أَنِّي لاَ أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ، فَضَرَبَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ ((اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا)).

باب جو گھوڑے پر اچھی طرح نہ جم سکتا ہو (اس کے لئے دعا کرنا)

(۲۵۲) ہم سے محمد بن عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن ادریس نے' ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے' ان سے قیس بن ابی حازم نے اور ان سے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب سے میں اسلام لایا' رسول کریم ﷺ نے مجھے (اپنے گھر سے) کبھی نہیں روکا اور جب بھی آپ مجھ کو دیکھتے' خوشی سے آپ مسکرانے لگتے۔

(۲۵۳) ایک دفعہ میں نے شکایت کی کہ میں گھوڑے کی سواری پر اچھی طرح نہیں جم پاتا ہوں' تو آپ نے میرے سینے پر اپنا دست مبارک مارا' اور دعا کی اے اللہ! اسے گھوڑے پر جما دے اور دوسروں کو سیدھا راستہ بتانے والا بنا دے اور خود اسے بھی سیدھے راستے پر قائم رکھیو۔

مجاہد کے لئے دعا کرنا ثابت ہوا۔ اس کی کسی بھی حاجت سے متعلق ہو۔ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ گھوڑے کی سواری میں پختہ نہیں تھے۔ اللہ نے اپنے حبیبؐ کی دعا سے ان کی اس کمزوری کو دور کر دیا۔ یہی بزرگ صحابی ہیں جنہوں نے یمن کے بت خانہ ذی الخلصہ کو ختم کیا تھا جو یمن میں کعبہ شریف کے مقابلہ پر بنایا گیا تھا۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

١٦١- بَابُ دَوَاءِ الْجُرْحِ بِإِحْرَاقِ الْحَصِيرِ وَغَسْلِ الْمَرْأَةِ عَنْ أَبِيهَا الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ، وَحَمْلِ الْمَاءِ فِي التُّرْسِ

باب بوریا جلا کر زخم کی دوا کرنا اور عورت کا اپنے باپ کے چہرے سے خون دھونا اور ڈھال میں پانی بھر بھر کر لانا

زخموں کو خشک کرنے کے لئے بوریا جلا کر اس کی راکھ استعمال کرنا زمانہ دراز سے معمول چلا آ رہا ہے۔ مجاہدین کے لئے ایسے موقع پر یہی ہدایت ہے اور یہ بھی کہ میدان جہاد وغیرہ میں اگر باپ زخمی ہو جائے تو اس کی لڑکی اس کی ہر ممکن خدمت کر سکتی ہے۔ یہی مقصد باب ہے۔

٢٥٤ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ قَالَ: ((سَأَلُوا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: بِأَيِّ شَيْءٍ دُووِيَ جُرْحُ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ فَقَالَ: مَا بَقِيَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ أَعْلَمَ بِهِ مِنِّي، كَانَ عَلِيٌّ يَجِيءُ بِالْمَاءِ فِي تُرْسِهِ، وَكَانَتْ - يَعْنِي فَاطِمَةَ - تَغْسِلُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ، وَأُخِذَ حَصِيرٌ فَأُحْرِقَ، ثُمَّ حُشِيَ بِهِ جُرْحُ رَسُولِ اللهِ ﷺ)).

(۲۵۴) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو حازم نے بیان کیا، کہا کہ سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے شاگردوں نے پوچھا کہ (جنگ احد میں) نبی کریم ﷺ کے زخموں کا علاج کس دوا سے کیا گیا تھا؟ سہل رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ اب صحابہ میں کوئی شخص بھی ایسا زندہ موجود نہیں ہے جو اس کے بارے میں مجھ سے زیادہ جانتا ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی ڈھال میں پانی بھر بھر کر لا رہے تھے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے چہرے سے خون کو دھو رہی تھیں۔ اور ایک بوریا جلایا گیا تھا اور آپ کے زخموں میں اسی کی راکھ کو بھر دیا گیا تھا۔

باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔ جنگ احد میں آنحضرت ﷺ کو کافی زخم آئے تھے، ایک بوریا جلا کر آپ کے زخموں میں اس کی راکھ کو بھرا گیا، اور چہرہ مبارک سے خون کو دھویا گیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان خدمتوں کو انجام دیا تھا، میدان جنگ میں عورتوں کا جنگی خدمات انجام دینا بھی ثابت ہوا۔

١٦٢ - بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَازُعِ وَالاخْتِلافِ فِي الْحَرْبِ، وَعُقُوبَةِ مَنْ عَصَى إِمَامَهُ

باب جنگ میں جھگڑا اور اختلاف کرنا مکروہ ہے اور جو سردار لشکر کی نافرمانی کرے، اس کی سزا کا بیان

وَقَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ انفال میں فرمایا "آپس میں پھوٹ نہ پیدا کرو کہ اس سے تم بزدل ہو جاؤ گے

-الأنفال: ٤٦]. وَقَالَ قَتَادَةُ: الرِّيحُ الْحَرْبُ.

اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ قتادہ نے کہا کہ (آیت میں) ریح سے مراد لڑائی ہے۔

یعنی اختلاف کرنے سے جنگی طاقت تباہ ہو جائے گی اور دشمن تم پر غالب ہو جائیں گے۔

٢٥٥- حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا وَأَبَا مُوسَى إِلَى الْيَمَنِ قَالَ: ((يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا، وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا، وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا)).

(۲۵۵) ہم سے یحییٰ بن جعفر نے بیان کیا' کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے' ان سے سعید بن ابی بردہ نے' ان سے ان کے باپ نے اور ان سے ان کے دادا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا' آپ ؐ نے اس موقع پر یہ ہدایت فرمائی تھی کہ آسانی پیدا کرنا' انہیں سختیوں میں مبتلا نہ کرنا' ان کو خوش رکھنا' نفرت نہ دلانا' اور تم دونوں آپس میں اتفاق رکھنا' اختلاف نہ پیدا کرنا۔

تشریح آیت مذکورہ فی الباب ایک ایسی کلیدی ہدایت پر مشتمل ہے جس پر پوری ملت کے تنزل و ترقی کا دار و مدار ہے۔ جب تک اس ہدایت پر عمل رہا' مسلمان دنیا پر حکمران رہے اور جب سے باہمی تنازع و افتراق شروع ہوا' امت کی قوت پارہ پارہ ہو کر رہ گئی۔ قرآن مجید کی بہت سی آیات اور احادیث نبوی کی بہت سی مرویات موجود ہیں' جن میں امت کو اتفاق باہمی کی تاکید کی گئی اور اتفاق و اتحاد اور مودت باہمی کے فوائد سے آگاہ کیا گیا ہے اور تنازع و افتراق کی خرابیوں سے خبر دی گئی ہے۔ خود آیت باب میں غیر معمولی تنبیہ موجود ہے کہ تنازع کا نتیجہ یہ ہے کہ تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور تم بزدل بن جاؤ گے۔ ہوا اکھڑنے کا مطلب ظاہر ہے کہ غیر اقوام کی نظروں میں بے وقعت ہو جاؤ گے اور جرأت و بہادری مفقود ہو کر تم پر بزدلی چھا جائے گی۔

دور حاضرہ میں عربوں کے باہمی تنازع کا نتیجہ سقوط بیت المقدس کی شکل میں موجود ہے کہ مٹھی بھر یہودی کروڑوں مسلمانوں کو نظر انداز کر کے مسجد اقصیٰ پر قابض بنے بیٹھے ہیں۔

حدیث معاذ کی ہدایات بھی بہت سے فوائد پر مشتمل ہیں۔ لوگوں کے لئے شرعی دائرہ کے اندر اندر ہر ممکن آسانی پیدا کرنا' سختی کے ہر پہلو سے بچنا' لوگوں کو خوش رکھنے کی کوشش کرنا' کوئی نفرت پیدا کرنے کا کام نہ کرنا' یہ وہ قیمتی ہدایات ہیں جو ہر عالم' مبلغ' خطیب' مدرس' مرشد' ہادی کے پیش نظر رہنی ضروری ہیں۔ ان علماء و مبلغین کے لئے بھی غور کا مقام ہے جو سختیوں اور نفرتوں کے پیکر

ہیں۔ هذا هم الله۔

٢٥٦- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ قَالَ: جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ أُحُدٍ - وَكَانُوا خَمْسِينَ رَجُلاً - عَبْدَ اللهِ بْنَ جُبَيْرٍ فَقَالَ: ((إِنْ رَأَيْتُمُونَا تَخْطَفُنَا الطَّيْرُ فَلاَ تَبْرَحُوا مَكَانَكُمْ هَذَا حَتَّى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ، وَإِنْ رَأَيْتُمُونَا هَزَمْنَا الْقَوْمَ وَأَوْطَأْنَاهُمْ فَلاَ تَبْرَحُوا حَتَّى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ)). فَهَزَمُوهُمْ. قَالَ: فَأَنَا وَاللهِ رَأَيْتُ النِّسَاءَ يَشْتَدِدْنَ، قَدْ بَدَتْ خَلاَخِلُهُنَّ وَأَسْوُقُهُنَّ، رَافِعَاتٍ ثِيَابَهُنَّ. فَقَالَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جُبَيْرٍ: الْغَنِيمَةَ أَيْ قَوْمِ الْغَنِيمَةَ، ظَهَرَ أَصْحَابُكُمْ فَمَا تَنْتَظِرُونَ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جُبَيْرٍ: أَنَسِيتُمْ مَا قَالَ لَكُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالُوا: وَاللهِ لَنَأْتِيَنَّ النَّاسَ فَلَنُصِيبَنَّ مِنَ

(۲۵۶) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا' کہا ہم سے زہیر نے' کہا ہم سے ابو اسحاق نے' کہا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ بیان کرتے تھے کہ رسول کریم ﷺ نے جنگ احد کے موقع پر پچاس آدمیوں کا افسر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو بنایا تھا۔ آپ نے انہیں تاکید کر دی تھی کہ اگر تم یہ بھی دیکھ لو کہ پرندے ہم پر ٹوٹ پڑے ہیں۔ پھر بھی اپنی اس جگہ سے مت ہٹنا' جب تک میں تم لوگوں کو کہلا نہ بھیجوں۔ اسی طرح اگر تم یہ دیکھو کہ کفار کو ہم نے شکست دے دی ہے اور انہیں پامال کر دیا ہے پھر بھی یہاں سے نہ ٹلنا' جب تک میں تمہیں خود بلا نہ بھیجوں۔ پھر اسلامی لشکر نے کفار کو شکست دے دی۔ براء بن عازب ؓ نے بیان کیا' کہ اللہ کی قسم! میں نے مشرک عورتوں کو دیکھا کہ تیزی کے ساتھ بھاگ رہی تھیں۔ ان کے پازیب اور پنڈلیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ اور وہ اپنے کپڑوں کو اٹھائے ہوئے تھیں۔ عبداللہ بن جبیر ؓ کے ساتھیوں نے کہا' کہ غنیمت لوٹو' اے قوم! غنیمت تمہارے سامنے ہے۔ تمہارے ساتھی غالب آ گئے ہیں۔ اب ڈر کس بات کا ہے۔ اس پر عبداللہ بن جبیر ؓ نے ان سے کہا کیا جو ہدایت رسول اللہ ﷺ نے کی تھی' تم اسے بھول گئے؟ لیکن وہ لوگ اسی پر اڑے رہے کہ دوسرے اصحاب کے ساتھ غنیمت جمع کرنے

الْغَنِيمَةِ فَلَمَّا أَتَوهُمْ صُرِفَتْ وُجُوهُهُمْ، فَأَقْبَلُوا مُنْهَزِمِينَ، فَذَاكَ إِذْ يَدْعُوهُمُ الرَّسُولُ فِي أُخْرَاهُمْ، فَلَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرُ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلاً، فَأَصَابُوا مِنَّا سَبْعِينَ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ أَصَابَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ بَدْرٍ أَرْبَعِينَ وَمِائَةً وَسَبْعِينَ أَسِيرًا وَسَبْعِينَ قَتِيلاً، فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: أَفِي الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ؟ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ. فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُجِيبُوهُ. ثُمَّ قَالَ: أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ؟ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ. ثُمَّ قَالَ: أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ الْخَطَّابِ؟ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: أَمَّا هَؤُلاَءِ فَقَدْ قُتِلُوا. فَمَا مَلَكَ عُمَرُ نَفْسَهُ فَقَالَ: كَذَبْتَ وَاللهِ يَا عَدُوَّ اللهِ، إِنَّ الَّذِينَ عَدَدْتَ لأَحْيَاءٌ كُلُّهُمْ، وَقَدْ بَقِيَ لَكَ مَا يَسُوءُكَ. قَالَ: يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ، وَالْحَرْبُ سِجَالٌ. إِنَّكُمْ سَتَجِدُونَ فِي الْقَوْمِ مُثْلَةً لَمْ آمُرْ بِهَا وَلَمْ تَسُؤْنِي. ثُمَّ أَخَذَ

میں شریک رہیں گے۔ جب یہ لوگ اپنی جگہ چھوڑ کر چلے آئے تو ان کے منہ کافروں نے پھیر دیئے' اور (مسلمانوں کو) شکست زدہ پا کر بھاگتے ہوئے آئے' یہی وہ گھڑی تھی "جب رسول کریم ﷺ تم کو پیچھے کھڑے ہوئے بلا رہے تھے"۔ اس سے یہی مراد ہے۔ اس وقت رسول کریم ﷺ کے ساتھ بارہ صحابہ کے سوا اور کوئی بھی باقی نہ رہ گیا تھا۔ آخر ہمارے ستر آدمی شہید ہو گئے۔ بدر کی لڑائی میں آنحضرت ﷺ نے اپنے صحابہ کے ساتھ مشرکین کے ایک سو چالیس آدمیوں کا نقصان کیا تھا' ستر ان میں سے قیدی تھے اور ستر مقتول' ابو سفیان نے کہا کیا محمد (ﷺ) اپنی قوم کے ساتھ موجود ہیں؟ تین مرتبہ انہوں نے یہی پوچھا۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے جواب دینے سے منع فرما دیا تھا۔ پھر انہوں نے پوچھا' کیا ابن ابی قحافہ (ابو بکر رضی اللہ عنہ) اپنی قوم میں موجود ہیں؟ یہ سوال بھی تین مرتبہ کیا' پھر پوچھا کیا ابن خطاب (عمر رضی اللہ عنہ) اپنی قوم میں موجود ہیں؟ یہ بھی تین مرتبہ پوچھا' پھر اپنے ساتھیوں کی طرف مڑ کر کہنے لگے کہ یہ تینوں قتل ہو چکے ہیں اس پر عمر رضی اللہ عنہ سے نہ رہا گیا اور آپ بول پڑے کہ اے خدا کے دشمن! خدا گواہ ہے کہ تو جھوٹ بول رہا ہے۔ جن کے تو نے ابھی نام لئے تھے وہ سب زندہ ہیں اور ابھی تیرا برا دن آنے والا ہے۔ ابو سفیان نے کہا اچھا! آج کا دن بدر کا بدلہ ہے۔ اور لڑائی بھی ایک ڈول کی طرح

يَرْتَجِزُ: أُعْلُ هُبَلْ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَلَا تُجِيبُونَهُ؟)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ مَا نَقُولُ؟ قَالَ: ((قُولُوا: اللهُ أَعْلَى وَأَجَلُّ)). قَالَ: إِنَّ لَنَا الْعُزَّى وَلَا عُزَّى لَكُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَلَا تُجِيبُونَهُ)) قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ مَا نَقُولُ؟ قَالَ: ((اللهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلَى لَكُمْ)).

(کبھی ادھر کبھی ادھر) تم لوگوں کو اپنی قوم کے بعض لوگ مثلہ کئے ہوئے ملیں گے۔ میں نے اس طرح کا کوئی حکم نہیں دیا تھا' لیکن مجھے ان کا یہ عمل برا بھی نہیں معلوم ہوا۔ اس کے بعد وہ فخریہ رجز پڑھنے لگا' ہبل بلند رہے۔ آپؐ نے فرمایا تم لوگ اس کا جواب کیوں نہیں دیتے۔ صحابہ نے پوچھا ہم اس کے جواب میں کیا کہیں یا رسول اللہ؟ آپؐ نے فرمایا کہو کہ اللہ سب سے بلند اور سب سے بڑا بزرگ ہے۔ ابو سفیان نے کہا ہمارا مددگار عزیٰ ہے اور تمہارا کوئی بھی نہیں' آپؐ نے فرمایا' جواب کیوں نہیں دیتے' صحابہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ! اس کا جواب کیا دیا جائے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' کہو کہ اللہ ہمارا حامی ہے اور تمہارا حامی کوئی نہیں۔

تشریح جنگ احد اسلامی تاریخ کا ایک بڑا حادثہ ہے جس میں مسلمانوں کو جانی اور مالی کافی نقصان برداشت کرنا پڑا۔ رسول کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کے ساتھیوں کو سخت تاکید کی تھی کہ ہم بھاگ جائیں یا مارے جائیں اور پرندے ہمارا گوشت اچک اچک کر کھا رہے ہوں' تم لوگ یہ درہ ہمارا حکم آئے بغیر ہرگز نہ چھوڑنا' یہ درہ بہت ہی نازک مقام تھا۔ وہاں سے مسلمانوں پر عقب سے حملہ ہو سکتا تھا' اگر حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھی اس درہ کو نہ چھوڑتے تو کافروں کا لشکر کبھی عقب سے حملہ نہ کر سکتا اور مسلمانوں کو شکست نہ ہوتی' مگر عبداللہ بن جبیرؓ کے ساتھیوں نے جب میدان مسلمانوں کے ہاتھ دیکھا تو وہ اموال غنیمت لوٹنے کے خیال سے درہ چھوڑ کر بھاگ نکلے' اور فرمان رسول اللہ ﷺ اپنی رائے قیاس کے آگے انہوں نے بالکل فراموش کر دیا' نتیجہ یہ کہ کافروں کے اس اچانک حملہ سے مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے' اور بیشتر مسلمان مجاہدین نے راہ فرار اختیار کی' رسول کریم ﷺ کے ساتھ صرف ابو بکر صدیق' عمر فاروق' علی مرتضیٰ' عبدالرحمن بن عوف' سعد بن ابی وقاص' طلحہ بن عبیداللہ' زبیر بن عوام' ابو عبیدہ بن جراح' خباب بن منذر' سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہم باقی تھے۔ ستر اکابر صحابہ شہید ہو گئے۔ جن میں حضرت امیر حمزہؓ کو سید

الشہداء کہا جاتا ہے۔ حضرت ابو سفیانؓ جو اس وقت کفار قریش کے لشکر کی کمان کر رہے تھے، جنگ کے خاتمہ پر انہوں نے فخریہ مسلمانوں کو للکارا اور یہ بھی کہا کہ مسلمانو! تمہارے کچھ شہداء مثلہ کئے ملیں گے، یعنی ان کے ناک کان کاٹ کر ان کی صورتوں کو مسخ کر دیا گیا ہے۔ میں نے ایسا حکم نہیں دیا، مگر میں اسے برا بھی نہیں سمجھتا۔

مشرکوں نے سب سے زیادہ گستاخی حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کی تھی۔ وحشی نامی ایک غلام نے ان پر چھپ کر وار کیا، وہ گر گئے۔ ابو سفیان کی بیوی ہندہ نے اپنے باپ اور بھائی کا مارا جانا یاد کر کے ان کی نعش کا مثلہ کر دیا اور ان کا کلیجہ نکال کر چبایا اور ان کی نعش پر کھڑی ہوئی اور فخریہ شعر پڑھے۔

ہبل ایک بت کا نام تھا جو کعبہ کے بتوں میں بڑا مانا جاتا تھا۔ گویا ابو سفیانؓ نے فتح جنگ پر ہبل کی جے کا نعرہ بلند کیا کہ آج تیرا غلبہ ہوا اور اللہ والے مغلوب ہوئے۔ اس کے جواب میں آنحضرت ﷺ نے حقیقت افروز نعرہ اللہ اعلیٰ و اجل کے لفظوں میں بلند فرمایا، جو اس لئے بلند اور برتر ثابت ہوا کہ بعد میں ہبل اور تمام بتوں کا کعبہ سے خاتمہ ہو گیا اور اللہ عزوجل کا نام وہاں ہمیشہ کے لئے بلند ہو رہا ہے۔

اس حدیث سے حضرت امام بخاریؒ نے باب کا مطلب یوں ثابت کیا کہ عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ والوں نے اپنے سردار سے اختلاف کیا اور ان کا کہنا نہ مانا، مورچہ سے ہٹ گئے، اس لئے سزا پائی، شکست اٹھائی۔ یہیں سے نص صریح کے سامنے رائے قیاس کرنے کی انتہائی مذمت ثابت ہوئی مگر صد افسوس کہ امت کے ایک کثیر طبقہ کو اس رائے و قیاس نے تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے، نیز افتراق امت کا اہم سبب تقلید جامد ہے جس نے مسلمانوں کو مختلف فرقوں میں تقسیم کر دیا۔

دین حق را چار مذہب ساختند ‏ ‏ ‏ رخنہ در دین نبی انداختند

١٦٣ - بَابُ إِذَا فَزِعُوا بِاللَّيْلِ

باب اگر رات کے وقت دشمن کا ڈر پیدا ہو (تو چاہیئے کہ حاکم اس کی خبر لے)

٢٥٧ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ أَحْسَنَ النَّاسِ، وَأَجْوَدَ النَّاسِ، وَأَشْجَعَ النَّاسِ.

(۲۵۷) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے، ان سے ثابت نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ حسین، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ کہا کہ ایک مرتبہ رات کے وقت اہل مدینہ گھبرا گئے

قَالَ وَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ لَيْلًا. سَمِعُوا صَوْتًا. قَالَ: فَتَلَقَّاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى فَرَسٍ لِأَبِي طَلْحَةَ عُرْيٍ وَهُوَ مُقَلِّدٌ سَيْفَهُ فَقَالَ: لَمْ تُرَاعُوا لَمْ تُرَاعُوا. ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((وَجَدْتُهُ بَحْرًا. يَعْنِي الْفَرَسَ)).

تھے' کیونکہ ایک آواز سنائی دی تھی۔ پھر ابو طلحہؓ کے ایک گھوڑے پر جس کی پیٹھ ننگی تھی رسول کریم ﷺ حقیقت حال معلوم کرنے کیلئے تنہا اطراف مدینہ میں سب سے آگے تشریف لے گئے۔ پھر آپؐ واپس آکر صحابہ سے ملے تو تلوار آپؐ کی گردن میں لٹک رہی تھی اور آپؐ فرما رہے تھے کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں' گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ اسکے بعد آپؐ نے فرمایا' میں نے تو اسے دریا کی طرح پایا۔ آپؐ کا اشارہ گھوڑے کی طرف تھا۔

بعض دشمن قبائل کی طرف سے مدینہ منورہ پر اچانک شب خونی کا خطرہ تھا' اور ایک دفعہ اندھیری رات میں کسی نامعلوم آواز پر ایسا شبہ ہو گیا تھا جس کی تحقیق کے لئے سب سے پہلے خود رسول کریم ﷺ نکلے اور آپ مدینہ کے چاروں طرف دور دور تک پتہ لے کر واپس لوٹے اور مسلمانوں کو تسلی دلائی کہ کوئی خطرہ نہیں ہے' اسی سے باب کا مضمون ثابت ہوا۔

١٦٤- بَابُ مَنْ رَأَى الْعَدُوَّ فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ يَا صَبَاحَاهُ. حَتَّى يُسْمِعَ النَّاسَ

باب دشمن کو دیکھ کر بلند آواز سے یا صباحاہ پکارنا تاکہ لوگ سن لیں اور مدد کو آئیں۔

﴿ قال ابن المنير موضع هذه الترجمة ان هذه الدعوة ليست من دعوى الجاهلية المنهي عنها لانها استغاثة على الكفار ﴾ (فتح الباری ۶ / ۱۶۴) یعنی اس طرح پکارنا منع نہیں ہے۔ کیونکہ یہ کفار کے خلاف استغاثہ ہے۔

٢٥٨- حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ قَالَ: ((خَرَجْتُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ ذَاهِبًا نَحْوَ الْغَابَةِ. حَتَّى إِذَا كُنْتُ

(۲۵۸) ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم کو یزید بن ابی عبید نے خبر دی' انہیں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے خبر دی' انہوں نے بیان کیا کہ میں مدینہ منورہ سے غابہ جا رہا تھا' غابہ کی پہاڑی پر ابھی میں پہنچا تھا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ایک غلام

بِثَنِيَّةِ الْغَابَةِ لَقِيَنِي غُلَامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوفٍ. قُلْتُ: وَيْحَكَ، مَا بِكَ؟ قَالَ: أُخِذَتْ لِقَاحُ النَّبِيِّ ﷺ. قُلْتُ: مَنْ أَخَذَهَا؟ قَالَ: غَطَفَانُ وَفَزَارَةُ. فَصَرَخْتُ ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ أَسْمَعْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا: يَا صَبَاحَاهْ، يَا صَبَاحَاهْ. ثُمَّ انْدَفَعْتُ حَتَّى أَلْقَاهُمْ وَقَدْ أَخَذُوهَا، فَجَعَلْتُ أَرْمِيهِمْ وَأَقُولُ: أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ، وَالْيَومَ يَومُ الرُّضَّعِ. فَاسْتَنْقَذْتُهَا مِنْهُمْ قَبْلَ أَنْ يَشْرَبُوا، فَأَقْبَلْتُ بِهَا أَسُوقُهَا، فَلَقِيَنِي النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ الْقَومَ عِطَاشٌ، وَإِنِّي أَعْجَلْتُهُمْ أَنْ يَشْرَبُوا سِقْيَهُمْ، فَابْعَثْ فِي إِثْرِهِمْ. فَقَالَ: ((يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ مَلَكْتَ فَأَسْجِحْ، إِنَّ الْقَومَ يُقْرَوْنَ فِي قَومِهِمْ)).

(رباح) مجھے ملا۔ میں نے کہا' کیا بات پیش آئی؟ کہنے لگا کہ رسول اللہ ﷺ کی دودھیل اونٹنیاں چھین لی گئیں ہیں۔ میں نے پوچھا کس نے چھینی ہیں؟ بتایا کہ قبیلہ غطفان اور فزارہ کے لوگوں نے۔ پھر میں نے تین مرتبہ بہت زور سے چیخ کر "یا صباحاہ' یا صباحاہ" کہا۔ اتنی زور سے کہ مدینہ کے چاروں طرف میری آواز پہنچ گئی۔ اس کے بعد میں بہت تیزی کے ساتھ آگے بڑھا' اور ڈاکوؤں کو جالیا' اونٹنیاں ان کے ساتھ تھیں' میں نے ان پر تیر برسانا شروع کر دیا' اور کہنے لگا' میں اکوع کا بیٹا سلمہ ہوں اور آج کا دن کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے۔ آخر تمام اونٹنیاں میں نے ان سے چھڑا لیں' ابھی وہ لوگ پانی نہ پینے پائے تھے اور انہیں ہانک کر واپس لا رہا تھا کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی مجھ کو مل گئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ڈاکو پیاسے ہیں اور میں نے مارے تیروں کے پانی بھی نہیں پینے دیا۔ اس لئے ان کے پیچھے کچھ لوگوں کو بھیج دیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' اے ابن الاکوع! تو ان پر غالب ہو چکا اب جانے دے' درگزر کر وہ تو اپنی قوم میں پہنچ گئے جہاں ان کی مہمانی ہو رہی ہے۔

تشریح لفظ رضع راضع کی جمع ہے بمعنی پاجی' کمینہ اور بدمعاش بعض نے کہا بخیل جو بخل کی وجہ سے اپنے جانور کا دودھ منہ سے چوستا ہے دوہتا نہیں کہ کہیں دوہنے کی آواز سن کر دوسرے لوگ نہ آ جائیں اور ان کو دودھ دینا پڑے' ایک بخیل کا ایسا ہی قصہ مشہور ہے۔ بعضوں نے کہا ترجمہ یوں ہے آج معلوم ہو جائے گا کس نے شریف ماں کا دودھ پیا ہے اور کس نے کمینی کا۔

عرب کا قاعدہ ہے کہ کوئی آفت آتی ہے تو زور سے پکارتے ہیں' یا صباحاہ! یعنی یہ صبح مصیبت کی ہے' جلد آؤ اور ہماری مدد کرو۔ غابہ ایک مقام کا نام ہے مدینہ سے کئی میل پر شام کی طرف۔ وہاں درخت بہت تھے' وہیں کے جھاؤ سے منبر نبوی بنایا گیا تھا۔ غطفان اور فزارہ دو قبیلوں کے نام ہیں۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ وہ ڈاکو پانی پینے کو ٹھہرے ہوں گے' فوج کے لوگ ان کو پالیں گے اور پکڑ لائیں گے۔ ابن سعد کی روایت میں ہے کہ میرے ساتھ سو آدمی دیجئے تو میں ان کو معہ ان کے اسباب کے گرفتار کرکے لاتا ہوں۔ آپؐ نے جو جواب دیا وہ آپ کا معجزہ تھا۔ واقعی وہ ڈاکو اپنے قبیلہ غطفان میں پہنچ چکے تھے۔

١٦٥ - بَابُ مَنْ قَالَ : خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ فُلَانٍ

وَقَالَ سَلَمَةُ: خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ.

باب حملہ کرتے وقت یوں کہنا اچھا لے میں فلاں کا بیٹا ہوں' سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے (ڈاکوؤں پر تیر چلائے اور) کہا' لے میں اکوع کا بیٹا ہوں

لڑائی کے وقت میں جب دشمن پر وار کرے ایسا کہنا جائز ہے' اور یہ اس فخر اور تکبر میں داخل نہیں ہے جو منع ہے قال ابن المنیر موقعها من الاحکام انها خارجة عن الافتخار المنهی عنه لا قتضاء الحال ذالک قلت وهو قریب من جواز الاختیال بالخاء المعجمة فی الحرب دون غیرها (فتح الباری ٦ / ۱۶۴' ۱۶۵)

٢٥٩ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: ((سَأَلَ رَجُلٌ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: يَا أَبَا عُمَارَةَ، أَوَلَّيْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ؟ قَالَ الْبَرَاءُ وَأَنَا أَسْمَعُ: أَمَّا رَسُولُ اللهِ ﷺ لَمْ يُوَلِّ يَوْمَئِذٍ، كَانَ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ آخِذًا بِعِنَانِ بَغْلَتِهِ، فَلَمَّا غَشِيَهُ الْمُشْرِكُونَ نَزَلَ

(۲۵۹) ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا' ان سے اسرائیل نے' ان سے ابو اسحاق نے' انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا' اے ابو عمارہ! کیا آپ لوگ حنین کی جنگ میں واقعی فرار ہو گئے تھے؟ ابو اسحاق نے کہا میں سن رہا تھا' براءؓ نے یہ جواب دیا کہ رسول کریم ﷺ اس دن اپنی جگہ سے بالکل نہیں ہٹے تھے۔ ابو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب آپ کے خچر کی لگام تھامے ہوئے تھے' جس وقت مشرکین نے آپ کو چاروں طرف سے

فَجَعَلَ يَقُولُ: ((أَنَا النَّبِيُّ لاَ كَذِبَ، أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ)). فَمَا رُئِيَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ أَشَدُّ مِنْهُ)).

گھیر لیا تو آپ سواری سے اترے اور فرمانے لگے میں اللہ کا نبی ہوں' اس میں بالکل جھوٹ نہیں۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ براءؓ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ سے زیادہ بہادر اس دن کوئی بھی نہیں تھا۔

تشریح جنگ حنین کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ ﴿ ویوم حنین اذا اعجبتکم کثرتکم ﴾ (التوبہ: ۲۵) یعنی حنین کی لڑائی میں تم کو تمہاری کثرت نے گھمنڈ و غرور میں ڈال دیا تھا جس کا نتیجہ یہ کہ تمہاری کثرت نے تم کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچایا اور قبیلہ ہوازن کے تیر اندازوں نے عام مسلمانوں کے منہ موڑ دیئے۔ بعد میں رسول کریم ﷺ کی استقامت و بہادری نے اکھڑے ہوئے مجاہدین کے دل بڑھا دیئے اور ذرا سی ہمت و بہادری نے میدان جنگ کا نقشہ بدل دیا' اس موقع پر آنحضرت ﷺ نے انا النبی لا کذب کا نعرہ بلند فرمایا' میدان جنگ میں ایسے قومی نعرے بلند کرنا مذموم نہیں ہے۔ حضرت امام بخاریؒ کا یہی مقصد ہے۔

١٦٦- بَابُ إِذَا نَزَلَ الْعَدُوُّ عَلَى حُكْمِ رَجُلٍ

اگر کافر لوگ ایک مسلمان کے فیصلے پر راضی ہو کر اپنے قلعے سے اتر آئیں؟

٢٦٠- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ هُوَ ابْنُ سَهْلِ ابْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ بَنُو قُرَيْظَةَ عَلَى حُكْمِ سَعْدٍ هُوَ بْنُ مُعَاذٍ بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ - وَكَانَ قَرِيبًا مِنْهُ - فَجَاءَ عَلَى حِمَارٍ، فَلَمَّا دَنَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

(۲۶۰) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے' ان سے سعد بن ابراہیم نے' ان سے ابوامامہ نے' جو سہل بن حنیف کے لڑکے تھے کہ ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا جب بنو قریظہ سعد بن معاذؓ کی ثالثی کی شرط پر ہتھیار ڈال کر قلعہ سے اتر آئے تو رسول کریم ﷺ نے انہیں (سعدؓ کو) بلایا۔ آپ وہیں قریب ہی ایک جگہ ٹھہرے ہوئے تھے حضرت سعدؓ گدھے پر سوار ہو کر آئے' جب وہ آپؐ کے قریب پہنچے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا' اپنے سردار کی طرف کھڑے ہو جاؤ آخر آپ اتر کر

((قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ))، فَجَاءَ فَجَلَسَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ لَهُ: ((إِنَّ هَؤُلَاءِ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِكَ)). قَالَ: فَإِنِّي أَحْكُمُ أَنْ تُقْتَلَ الْمُقَاتِلَةُ، وَأَنْ تُسْبَى الذُّرِّيَّةُ. قَالَ: ((لَقَدْ حَكَمْتَ فِيهِمْ بِحُكْمِ الْمَلِكِ)).

آنحضرت ﷺ کے قریب آ کر بیٹھ گئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ان لوگوں نے تمہاری ثالثی کی شرط پر ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پھر میرا فیصلہ یہ ہے کہ ان میں جتنے آدمی لڑنے والے ہیں' انہیں قتل کر دیا جائے' اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔

بعض نے کہا کہ حضرت سعدؓ کچھ بیمار تھے' ان کو سواری سے اتارنے کے لئے دوسرے کی مدد درکار تھی' اس لئے آپ نے صحابہؓ کو حکم دیا کہ کھڑے ہو کر ان کو اتار لو' ترجمہ باب کی مطابقت ظاہر ہے۔ ایک روایت میں یوں ہے' تو نے وہ حکم دیا جو اللہ نے سات آسمانوں کے اوپر سے دیا۔ (تیسیر الباری ۳/ ۲۴۰)

حضرت سعدؓ کا فیصلہ حالات حاضرہ کے تحت بالکل مناسب تھا' اور اس کے بغیر قیام امن ناممکن تھا۔ وہ بنو قریظہ کے یہودیوں کی فطرت سے واقف تھے' ان کا یہ فیصلہ یہودی شریعت کے مطابق تھا۔

۱۶۷- بَابُ قَتْلِ الْأَسِيْرِ، وَقَتْلِ الصَّبْرِ

باب قیدی کو قتل کرنا اور کسی کو کھڑا کر کے نشانہ بنانا

جس کو عربی میں قتل صبر کہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ جاندار آدمی ہو یا جانور اس کو کسی جھاڑ درخت وغیرہ سے باندھ دینا اور تیر یا گولی کا نشانہ بنانا' اس باب کو لا کر امام بخاریؒ نے ان لوگوں کا رد کیا جو قیدیوں کو قتل کرنا جائز نہیں رکھتے۔

۳۰۴۴- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ، فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ

(۳۰۴۴) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے اور ان سے انس بن مالکؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن جب شہر میں داخل ہوئے تو آپ کے سر مبارک پر خود تھا۔ آپ جب اسے اتار رہے تھے تو ایک شخص (ابو برزہ اسلمی) نے آ کر

ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ: ((اقْتُلُوهُ)).

آپ کو خبر دی کہ ابن خطل (اسلام کا بدترین دشمن) کعبہ کے پردے سے لٹکا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اسے وہیں قتل کر دو۔

یہ عبداللہ بن خطل کم بخت مرتد ہو کر ایک مسلمان کا خون کر کے کافروں میں مل گیا تھا اور آنحضرت ﷺ کی اور مسلمانوں کی ہجو رنڈیوں سے گواتا۔ یہ حدیث اس حدیث کی مخصص ہے کہ جو شخص مسجد حرام میں آ جائے وہ بے خوف ہے اور اس سے یہ نکلا کہ مسجد حرام میں حد قصاص لیا جا سکتا ہے۔ خود' لوہے کا ٹوپ جو میدان جنگ میں سر کے بچانے کے لئے استعمال ہوتا تھا جس طرح لوہے کا کرتہ زرہ نامی سے باقی بدن کو بچایا جاتا تھا۔

١٦٨ - بَابُ هَلْ يَسْتَأْسِرُ الرَّجُلُ؟ وَمَنْ لَمْ يَسْتَأْسِرْ، وَمَنْ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْقَتْلِ

باب اپنے تئیں قید کرا دینا اور جو شخص قید نہ کرائے اس کا حکم

اور قتل کے وقت دو رکعت نماز پڑھنا

٢٦٢ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ أَسِيْدِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ - وَهُوَ حَلِيْفٌ لِبَنِي زُهْرَةَ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ - أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَشَرَةَ رَهْطٍ سَرِيَّةً عَيْنًا، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ - جَدَّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ - فَانْطَلَقُوا، حَتَّى إِذَا كَانُوا

(۲۶۲) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہیں عمرو بن ابی سفیان بن اسید بن جاریہ ثقفی نے خبر دی' وہ بنی زہرہ کے حلیف تھے اور حضرت ابو ہریرہؓ کے دوست' انہوں نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دس صحابہ کی ایک جماعت کفار کی جاسوسی کے لئے بھیجی' اس جماعت کا امیر عاصم بن عمر بن خطاب کے نانا عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو بنایا اور جماعت روانہ ہو گئی۔ جب یہ لوگ مقام ہداۃ پر پہنچے جو عسفان اور مکہ کے درمیان میں ہے تو قبیلہ ہذیل کی ایک شاخ بنو لحیان کو کسی نے خبر دے دی اور اس قبیلہ کے دو سو تیر اندازوں کی ایک جماعت ان کی

بِالْهَدْأَةِ - وَهُوَ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ - وَذُكِرُوا لِحَيٍّ مِنْ هُذَيْلٍ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو لَحْيَانَ، فَنَفَرُوا لَهُمْ قَرِيبًا مِنْ مِائَتَيْ رَجُلٍ كُلُّهُمْ رَامٍ، فَاقْتَصُّوا آثَارَهُمْ حَتَّى وَجَدُوا مَأْكَلَهُمْ تَمْرًا تَزَوَّدُوهُ مِنَ الْمَدِينَةِ فَقَالُو هَذَا تَمْرُ يَثْرِبَ فَاقْتَصُّوا آثَارَهُمْ فَلَمَّا رَآهُمْ عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ لَجَؤُوا إِلَى فَدْفَدٍ، وَأَحَاطَ بِهِمُ الْقَوْمُ، فَقَالُوا لَهُمْ: انْزِلُوا وَأَعْطُونَا بِأَيْدِيكُمْ، وَلَكُمُ الْعَهْدُ الْمِيثَاقُ وَلَا نَقْتُلُ مِنْكُمْ أَحَدًا. قَالَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ أَمِيرُ السَّرِيَّةِ : أَمَّا أَنَا فَوَ اللهِ لَا أَنْزِلُ الْيَوْمَ فِي ذِمَّةِ كَافِرٍ، اللَّهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ، فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ، فَقَتَلُوا عَاصِمًا فِي سَبْعَةٍ. فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ بِالْعَهْدِ وَالْمِيثَاقِ، مِنْهُمْ خُبَيْبٌ الْأَنْصَارِيُّ وَابْنُ دَثِنَةَ وَرَجُلٌ آخَرُ، فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوا مِنْهُم أَطْلَقُوا أَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَأَوْثَقُوهُمْ، فَقَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ: هَذَا أَوَّلُ

تلاش میں نکلی' یہ لوگ صحابہ کے قدموں کے نشانات سے اندازہ لگاتے ہوئے چلتے چلتے آخر ایک ایسی جگہ پر پہنچ گئے جہاں صحابہ نے بیٹھ کر کھجوریں کھائی تھیں' جو وہ مدینہ منورہ سے اپنے ساتھ لے کر چلے تھے۔ پیچھا کرنے والوں نے کہا کہ یہ (گٹھلیاں) تو یثرب کی ہیں اور پھر قدم کے نشانوں سے اندازہ کرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ آخر عاصمؓ اور ان کے ساتھیوں نے جب انہیں دیکھا تو ان سب نے ایک پہاڑ کی چوٹی پر پناہ لی' مشرکین نے ان سے کہا کہ ہتھیار ڈال کر نیچے اتر آؤ' تم سے ہمارا عہد و پیمان ہے۔ ہم کسی شخص کو بھی قتل نہیں کریں گے۔ عاصم بن ثابتؓ مہم کے امیر نے کہا کہ میں تو آج کسی صورت میں بھی ایک کافر کی پناہ میں نہیں اتروں گا۔ اے اللہ! ہماری حالت سے اپنے نبی کو مطلع کر دے۔ اس پر ان کافروں نے تیر برسانے شروع کر دیئے اور عاصمؓ اور سات دوسرے صحابہ کو شہید کر ڈالا اور باقی تین صحابی ان کے عہد و پیمان پر اتر آئے' یہ خبیب انصاریؓ ابن دثنہؓ اور ایک تیسرے صحابی (عبداللہ بن طارق بلویؓ) تھے۔ جب یہ صحابی ان کے قابو میں آ گئے تو انہوں نے اپنی کمانوں کے تانت اتار کر ان کو ان سے باندھ لیا' حضرت عبداللہ بن طارق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! یہ تمہاری پہلی غداری ہے۔ میں تمہارے ساتھ ہرگز نہ جاؤں گا' بلکہ میں تو انہیں

الْغَدْرِ، وَاللهِ لاَ أَصْحَبُكُمْ، إِنَّ فِي هَؤُلَاءِ لَأُسْوَةً -يُرِيْدُ الْقَتْلَى- فَجَرَرُوهُ وَعَالَجُوهُ عَلَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَأَبَى، فَقَتَلُوهُ، فَانْطَلَقُوا بِخُبَيْبٍ وَابْنِ دَثِنَةَ حَتَّى بَاعُوهُمَا بِمَكَّةَ بَعْدَ وَقِيْعَةِ بَدْرٍ، فَابْتَاعَ خُبَيْبًا بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ، وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ بْنَ عَامِرٍ يَوْمَ بَدْرٍ، فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ أَسِيْرًا فَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عِيَاضٍ أَنَّ بِنْتَ الْحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُمْ حِيْنَ اجْتَمَعُوا اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوسَى يَسْتَحِدُّ بِهَا فَأَعَارَتْهُ، فَأَخَذَ ابْناً لِي وَأَنَا غَافِلَةٌ حِيْنَ أَتَاهُ، قَالَتْ: فَوَجَدْتُهُ مُجْلِسَهُ عَلَى فَخِذِهِ وَالْمُوسَى بِيَدِهِ، فَفَزِعْتُ فَزْعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ فِي وَجْهِي، فَقَالَ: تَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ؟ مَا كُنْتُ لأَفْعَلَ ذَلِكَ. وَاللهِ مَا رَأَيْتُ أَسِيْرًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ، وَاللهِ لَقَدْ وَجَدْتُهُ يَوْمًا يَأْكُلُ مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ فِي

حضرات کا اسوہ اختیار کروں گا' ان کی مراد شہداء سے تھی، مگر مشرکین انہیں کھینچنے لگے اور زبردستی اپنے ساتھ لے جانا چاہا۔ جب وہ کسی طرح نہ گئے تو ان کو بھی شہید کردیا۔ اب یہ خبیب اور ابن دثنہ رضی اللہ عنہما کو ساتھ لے کر چلے اور ان کو مکہ میں لے جاکر بیچ دیا۔ یہ جنگ بدر کے بعد کا واقعہ ہے۔ خبیبؓ کو حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف کے لڑکوں نے خرید لیا' خبیبؓ نے ہی بدر کی لڑائی میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا۔ آپ ان کے یہاں کچھ دنوں تک قیدی بن کر رہے' (زہری نے بیان کیا) کہ مجھے عبیداللہ بن عیاض نے خبردی اور انہیں حارث کی بیٹی (زینب) نے خبردی کہ جب لوگ آئے تو زینب سے انہوں نے موئے زیر ناف مونڈنے کے لئے استرا مانگا۔ انہوں نے استرا دے دیا' پھر انہوں نے میرے ایک بچے کو اپنے پاس بلالیا' جب وہ ان کے پاس گیا تو میں غافل تھی' زینب نے بیان کیا کہ پھر جب میں نے اپنے بچے کو ان کی ران پر بیٹھا ہوا دیکھا اور استرا ان کے ہاتھ میں تھا' تو میں اس بری طرح گھبرا گئی کہ خبیبؓ بھی میرے چہرے سے سمجھ گئے انہوں نے کہا' تمہیں اس کا خوف ہو گا کہ میں اسے قتل کرڈالوں گا' یقین کرو میں کبھی ایسا نہیں کر سکتا۔ اللہ کی قسم! کوئی قیدی میں نے خبیبؓ سے بہتر کبھی نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم! میں نے ایک دن دیکھا کہ انگور کا خوشہ ان کے ہاتھ میں ہے اور وہ

يَدِهِ وَإِنَّهُ لَمُوثَقٌ فِي الْحَدِيدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرٍ. وَكَانَتْ تَقُولُ إِنَّهُ لَرِزْقٌ مِنَ اللهِ رَزَقَهُ خُبَيْبًا. فَلَمَّا خَرَجُوا مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ فِي الْحِلِّ قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ: ذَرُونِي أَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ. فَتَرَكُوهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: لَوْ لَا أَنْ تَظُنُّوا أَنْ مَا بِي جَزَعٌ لَطَوَّلْتُهَا، اللَّهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا. وَقَالَ:

مَا أُبَالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلَى أَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلَّهِ مَصْرَعِي
وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ، وَإِنْ يَشَأْ
يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

فَقَتَلَهُ ابْنُ الْحَارِثِ، فَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَّ الرَّكْعَتَيْنِ لِكُلِّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ قُتِلَ صَبْرًا. فَاسْتَجَابَ اللهُ لِعَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ يَوْمَ أُصِيبَ، فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَصْحَابَهُ خَبَرَهُمْ وَمَا أُصِيبُوا، وَبَعَثَ نَاسٌ مِنْ كُفَّارِ قُرَيْشٍ إِلَى عَاصِمٍ حِينَ حُدِّثُوا أَنَّهُ قُتِلَ لِيُؤْتَوْا بِشَيْءٍ مِنْهُ يُعْرَفُ، وَكَانَ قَدْ قَتَلَ رَجُلًا مِنْ عُظَمَائِهِمْ يَوْمَ

اس میں سے کھا رہے ہیں۔ حالانکہ وہ لوہے کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور مکہ میں پھلوں کا موسم بھی نہیں تھا۔ کہا کرتی تھیں کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی روزی تھی جو اللہ نے خبیبؓ کو بھیجی تھی۔ پھر جب مشرکین انہیں حرم سے باہر لائے' تاکہ حرم کے حدود سے نکل کر انہیں شہید کر دیں تو خبیبؓ نے ان سے کہا کہ مجھے صرف دو رکعت نماز پڑھ لینے دو۔ انہوں نے ان کو اجازت دے دی۔ پھر خبیب نے دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا' اگر تم یہ خیال نہ کرنے لگتے کہ میں (قتل سے) گھبرا رہا ہوں تو میں ان رکعتوں کو اور لمبا کرتا۔ اے اللہ! ان ظالموں میں سے ایک ایک کو ختم کر دے' (پھر یہ اشعار پڑھے) "جبکہ میں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہوں' تو مجھے کسی قسم کی بھی پرواہ نہیں ہے۔ خواہ اللہ کے راستے میں مجھے کسی پہلو پر بھی پچھاڑا جائے' یہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہے اور اگر وہ چاہے تو اس جسم کے ٹکڑوں میں بھی برکت دے سکتا ہے جس کی بوٹی بوٹی کر دی گئی ہو۔ آخر حارث کے بیٹے (عقبہ) نے ان کو شہید کر دیا۔ حضرت خبیبؓ سے ہی ہر اس مسلمان کے لئے جسے قید کر کے قتل کیا جائے (قتل سے پہلے) دو رکعتیں مشروع ہوئی ہیں۔ ادھر حادثہ کے شروع ہی میں حضرت عاصم بن ثابتؓ کی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول کر لی تھی اور نبی کریم ﷺ نے

بَدْرٍ فَبُعِثَ عَلَى عَاصِمٍ مِثْلُ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ، فَحَمَتْهُ مِنْ رَسُوْلِهِمْ، فَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَى أَنْ يَقْطَعُوا مِنْ لَحْمِهِ شَيْئًا)).

اپنے صحابہ کو وہ سب حالات بتا دیئے تھے جن سے یہ مہم دوچار ہوئی تھی۔ کفار قریش کے کچھ لوگوں کو جب معلوم ہوا کہ حضرت عاصمؓ شہید کر دیئے گئے تو انہوں نے ان کی لاش کے لئے اپنے آدمی بھیجے تاکہ ان کی جسم کا کوئی ایسا حصہ کاٹ لائیں جس سے ان کی شناخت ہو سکتی ہو۔ عاصمؓ نے بدر کی جنگ میں کفار قریش کے ایک سردار (عقبہ بن ابی معیط) کو قتل کیا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بھڑوں کا ایک چھتہ عاصمؓ کی نعش پر قائم کر دیا انہوں نے قریش کے آدمیوں سے عاصم کی لاش کو بچالیا اور وہ ان کے بدن کا کوئی ٹکڑا نہ کاٹ سکے۔

تشریح عاصم بن عمرؓ کی والدہ جمیلہ عاصم بن ثابت کی بیٹی تھیں۔ بعضوں نے کہا یہ عاصم بن عمرؓ کے ماموں تھے اور جمیلہ ان کی بہن تھیں۔ خیر ان چھ آدمیوں کو آپؐ نے عضل اور قارہ والوں کی درخواست پر بھیجا تھا۔ وہ جنگ احد کے بعد آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے عرض کیا ہم مسلمان ہونا چاہتے ہیں۔ ہمارے ساتھ چند صحابہؓ کو کر دیجئے جو ہم کو دین کی تعلیم دیں۔ آپ نے مرثد بن ابی مرثد' خالد بن بکیر' خبیب بن عدی' زید بن دثنہ اور عبداللہ بن طارق کو ان کے ساتھ کر دیا' راستے میں بنو لحیان کے لوگوں نے ان پر حملہ کیا' اور دغا سے مار ڈالا۔ (تیسیر الباری ۴/ ۲۴۱'۲۴۲)

١٦٩ - بَابُ فَكَاكِ الأَسِيْرِ

باب (مسلمان) قیدیوں کو آزاد کرانا

فِيْهِ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

اس بارے میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی ایک حدیث نبی کریم ﷺ سے مروی ہے۔

٣٠٤٦ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى

(۳۰۴۶) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے جریر نے بیان کیا' ان سے منصور نے' ان سے ابو وائل نے اور ان سے ابو

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((فُكُّوا الْعَانِي - يَعْنِي الأَسِيرَ - وَأَطْعِمُوا الْجَائِعَ، وَعُودُوا الْمَرِيضَ)).

موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم رضی اللہ عنہ نے فرمایا "عانی" یعنی قیدی کو چھڑایا کرو' بھوکے کو کھلایا کرو' اور بیمار کی عیادت کیا کرو۔

یہ تینوں نیکیاں ایمان و اخلاق کی دنیا میں بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ مظلوم قیدی کو آزاد کرانا اتنی بڑی نیکی ہے جس کے ثواب کا کوئی اندازہ نہیں کیا جا سکتا' اسی طرح بھوکوں کو کھانا کھلانا وہ عمل ہے جس کی تعریف بہت سی آیات قرآنی و احادیث نبوی میں وارد ہے اور مریض کا مزاج پوچھنا بھی مسنون طریقہ ہے۔

٢٦٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ أَنَّ عَامِرًا حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((قُلْتُ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مِنَ الْوَحْيِ إِلاَّ مَا فِي كِتَابِ اللهِ؟ قَالَ: لاَ وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ، مَا أَعْلَمُهُ إِلاَّ فَهْمًا يُعْطِيهِ اللهُ رَجُلاً فِي الْقُرْآنِ، وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ. قُلْتُ: وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ قَالَ: الْعَقْلُ، وَفَكَاكُ الأَسِيرِ، وَأَنْ لاَ يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ)).

(۲۶۴) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا' کہا ہم سے زہیر نے' ان سے مطرف نے بیان کیا' ان سے عامر نے بیان کیا' اور ان سے ابو جحیفہؓ نے بیان کیا کہ میں نے علی بھٹیہ سے پوچھا' آپ حضرات (اہل بیت) کے پاس کتاب اللہ کے سوا اور بھی کوئی وحی ہے؟ آپ نے اس کا جواب دیا۔ اس ذات کی قسم! جس نے دانے کو (زمین) چیر کر (نکالا) اور جس نے روح کو پیدا کیا' مجھے تو کوئی ایسی وحی معلوم نہیں (جو قرآن میں نہ ہو) البتہ سمجھ ایک دوسری چیز ہے' جو اللہ کسی بندے کو قرآن میں عطا فرمائے یا جو اس ورق میں ہے۔ میں نے پوچھا' اس ورق میں کیا لکھا ہے؟ انہوں نے بتلایا کہ دیت کے احکام اور قیدی کا چھڑانا اور مسلمان کا کافر کے بدلے میں نہ مارا جانا۔

تشریح اس سے ان شیعہ لوگوں کا رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں معاذ اللہ قرآن کی اور بہت سی آیتیں تھیں جن کو آنحضرت ﷺ نے فاش نہیں کیا' بلکہ خاص حضرت علیؓ اور اپنے اہل بیت کو بتلائیں' یہ صریح جھوٹ ہے۔ آنحضرت ﷺ جب اکیلے بے یارومددگار مشرکوں میں پھنسے ہوئے تھے

اس وقت تو آپ نے کوئی بات چھپائی ہی نہیں ' اللہ کا پیغام بے خوف و خطر سنا دیا ' جس میں مشرکین کی اور ان کے معبودوں کی کھلی برائیاں تھیں۔ پھر جب آپ کے جانثار و فدائی صدہا صحابہ موجود تھے آپ کو کسی کا کچھ بھی ڈر نہ تھا ' آپ اللہ کا پیغام کیسے چھپا کر رکھتے۔ اب رہیں وہ روایتیں [1] جو شیعہ اپنی کتابوں میں اہل بیت" سے نقل کرتے ہیں تو ان میں اکثر جھوٹ اور غلط اور بنائی ہوئی ہیں۔

ترجمہ باب لفظ ولا یقتل مسلم بکافر سے نکلا۔ قسطلانی نے کہا جمہور علماء اور اہلحدیث کا یہی قول ہے کہ مسلمان کافر کے بدل قتل نہ کیا جائے گا ' اور صحیح حدیث سے یہی ثابت ہے لیکن امام ابو حنیفہ" نے ایک ضعیف روایت سے جس کو دار قطنی نے نکالا کہ مسلمان ذمی کافر کے بدل قتل کیا جائے گا فتویٰ دیا ہے۔ (تیسیر الباری ۳/ ۲۴۶)

١٧٠ - بَابُ فِدَاءِ الْمُشْرِكِينَ

باب مشرکین سے فدیہ لینا

٢٦٥ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رِجَالاً مِنَ الأَنْصَارِ اسْتَأْذَنُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ ائْذَنْ فَلْنَتْرُكْ لابْنِ أُخْتِنَا عَبَّاسٍ فِدَاءَهُ. فَقَالَ: ((لاَ تَدَعُونَ مِنْهَا دِرْهَمًا)).

(۲۶۵) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا ' انہوں نے کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے بیان کیا ' ان سے موسیٰ بن عقبہ نے ' ان سے ابن شہاب زہری نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ انصار کے بعض لوگوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی اور عرض کیا یارسول اللہ! آپ ہمیں اس کی اجازت دے دیں کہ ہم اپنے بھانجے عباس بن عبدالمطلب کا فدیہ معاف کر دیں ' لیکن آپ نے فرمایا ' ان کے فدیہ میں سے ایک درہم بھی نہ چھوڑو۔

٢٦٦ - وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَبْدِ

(۲۶۶) اور ابراہیم بن طہمان نے بیان کیا ' ان سے

---

[1] شیعہ حضرات کی تحریف قرآن پر ایک مستقل کتاب ہے جس کا نام "فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب ہے۔" جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ شیعہ کا قرآن پاک پر ایمان نہیں ہے۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمتہ اللہ علیہ رحمتہ واسعہ نے "الشیعہ والقرآن" میں اس مسئلہ پر مفصل بحث کی ہے۔

الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ، فَجَاءَهُ الْعَبَّاسُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَعْطِنِي، فَإِنِّي فَادَيْتُ نَفْسِي، وَفَادَيْتُ عَقِيلاً، فَقَالَ: ((خُذْ، فَأَعْطَاهُ فِي ثَوْبِهِ)).

عبدالعزیز بن صہیب نے اور ان سے انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بحرین کا خراج آیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا' یارسول اللہ! اس مال سے مجھے بھی دیجئے کیونکہ میں نے اپنا اور عقیل دونوں کا فدیہ ادا کیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا' پھر آپ لے لیں' چنانچہ آپ نے انہیں ان کے کپڑے میں نقدی کو بندھوادیا۔

والحق ان المال المذكور كان من الخراج او الجزية وهما من مال المصالح (فتح الباری ۶ / ۱۶۸)
یعنی وہ مال خراج یا جزیہ کا تھا اس لئے حضرت عباسؓ کو اس کا لینا جائز ہوا' تفصیلی بیان کتاب الجزیہ میں آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۳۰۶۷ - حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ - وَكَانَ جَاءَ فِي أُسَارَى بَدْرٍ - قَالَ: ((سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ)).

(۳۰۶۷) مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں محمد بن جبیر نے' انہیں ان کے باپ (جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ) نے وہ بدر کے قیدیوں کو چھڑانے آنحضرت ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے مغرب کی نماز میں سورۂ طور پڑھی۔

ہر دو احادیث میں مشرکین سے فدیہ لینے کا ذکر ہے' مشرکین خواہ اپنے عزیز رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں اصل رشتہ دین کا رشتہ ہے۔ یہ ہے تو سب کچھ ہے' یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ حضرت عباسؓ کے فدیہ کے بارے میں آپ کا ارشاد گرامی بہت سی مصلحتوں پر مبنی تھا۔ وہ آپ کے چچا تھے' ان سے ذرا سی بھی رعایت برتنا دوسرے لوگوں کے لئے سوء ظن کا ذریعہ بن سکتا تھا' اسی لئے آپ نے یہ فرمایا' جو حدیث میں مذکور ہے۔

۱۷۱ - بَابُ الْحَرْبِيِّ إِذَا

باب اگر حربی کافر مسلمانوں کے ملک میں

دَخَلَ دَارَ الإِسْلامِ بِغَيْرِ أَمَانٍ

بے امان چلا آئے

(تو اس کا مار ڈالنا درست ہے)

٢٦٨- حَدَّثَنَا أَبُونُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: أَتى النَّبِيَّ ﷺ عَيْنٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ - وَهُوَ فِي سَفَرٍ - فَجَلَسَ عِنْدَ أَصْحَابِهِ يَتَحَدَّثُ، ثُمَّ انْفَتَلَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اطْلُبُوهُ، وَاقْتُلُوهُ، فَقَتَلْتُهُ، فَنَفَلَهُ سَلَبَهُ)).

(۲۶۸) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عمیس عتبہ بن عبداللہ نے بیان کیا' ان سے ایاس بن سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے' ان سے ان کے باپ (سلمہؓ) نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سفر میں مشرکوں کا ایک جاسوس آیا۔ وہ جاسوس صحابہ کی جماعت میں بیٹھا' باتیں کیں' پھر وہ واپس چلا گیا' تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا' کہ اسے تلاش کر کے مار ڈالو۔ چنانچہ اسے (سلمہ بن اکوعؓ نے) قتل کر دیا اور آنحضرتؐ نے اس کے ہتھیار اور اوزار قتل کرنے والے کو دلوا دیئے۔

١٧٢- بَابٌ يُقَاتَلُ عَنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَلاَ يُسْتَرَقُّونَ

باب ذمی کافروں کو بچانے کے لئے لڑنا' ان کا غلام لونڈی نہ بنانا

ذمی وہ کافر جو مسلمانوں کی امان میں رہتے ہیں' ان کو جزیہ دیتے ہیں۔ ایسے کافروں کے جان و مال کی حفاظت مسلمانوں کے ذمہ ہے۔ اگر وہ عہد توڑ ڈالیں اور مسلمانوں کو دغا دیں تب تو ان کو مارنا اور ان کا لونڈی غلام بنانا درست ہے۔ (تیسیر الباری ۳ / ۲۴۸) [1]

---

[1] حنفیوں کے نزدیک اگر ذمی نبی ﷺ کو گالیاں دے تب بھی اس کا عہد نہیں ٹوٹتا۔ علامہ ابن نجیم حنفی کنز الدقائق کی شرح البحر الرائق ۵ / ۱۱۵ پر امام شافعی اور ابو حنیفہ کے درمیان اس مسئلہ پر بحث کر کے لکھتے ہیں۔

"نعم نفس المومن تميل الى قول المخالف فى مسئله السب لكن اتباعنا للمذهب واجب" ہاں گالی والے مسئلہ میں ایماندار آدمی کا نفس مخالف کے قول کی طرف مائل ہوتا ہے لیکن ہمارے لیے اپنے مذہب کی اتباع واجب ہے۔

ابن نجیم کی اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ حنفیہ کے نزدیک ذمی نبیؐ کو گالی بھی دے دے تو اس کا =

۲۶۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((وَأُوصِيهِ بِذِمَّةِ اللهِ وَذِمَّةِ رَسُولِهِ ﷺ أَنْ يُوفَى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ، وَأَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَرَائِهِمْ، وَلاَ يُكَلَّفُوا إِلاَّ طَاقَتَهُمْ)).

(۲۶۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عوانہ نے' انہیں حصین بن عبدالرحمٰن نے' ان سے عمرو بن میمون نے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو اس کی وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا (ذمیوں سے) جو عہد ہے اس کو وہ پورا کرے اور یہ کہ ان کی حمایت میں ان کے دشمنوں سے جنگ کرے اور ان کی طاقت سے زیادہ کوئی بوجھ ان پر نہ ڈالا جائے۔

ذمی ان غیر مسلموں کو کہتے ہیں جو اسلامی حکومت کے حدود میں رہتے ہیں۔ اسلام میں ایسے تمام غیر مسلموں کی جان و مال عزت و آبرو مسلمانوں کی طرح ہے اور اگر ان پر کسی طرف سے کوئی آنچ آتی ہو تو حکومت اسلامی کا فرض ہے کہ ان کی حفاظت کے لئے ان کے دشمنوں سے اگر جنگ بھی کرنی پڑے تو ضرور کریں اور ان سے کوئی بد عہدی نہ کریں۔ آخر میں جزیہ کی طرف اشارہ ہے کہ وہ اسی قدر لگایا جائے جسے وہ بخوشی برداشت کر سکیں۔

۱۷۳- بَابُ جَوَائِزِ الْوَفْدِ — باب جو کافر دوسرے ملکوں سے ایلچی بن کر آئیں ان سے اچھا سلوک کرنا

تشریح وفد یعنی وہ جماعت جو اپنے ملک والوں کی طرف سے بطور سفارت کے آتی ہے' اس باب میں حضرت امام بخاریؒ نے کوئی حدیث بیان نہیں کی' بعض نسخوں میں یہ باب مؤخر اور باب ہل یستشفع الخ مقدم ہے اور یہ زیادہ مناسب ہے کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث اس

= عہد برقرار ہے جب کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اس کا عہد ٹوٹ جاتا ہے۔
دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ احناف کو مسلم ہے کہ اس مسئلہ میں شافعی حق پر ہیں اور جس کے نفس میں ایمان ہے وہ شافعی کا موقف قبول کرتا ہے۔ چونکہ احناف کے نفس میں ایمان نہیں اس لیے شافعی کی بات چھوڑ کر اپنے باطل موقف پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ تقلید شخصی خرابیوں کی جڑ ہے۔ مقلد حق دیکھ کر بھی اسے قبول کرنے کو تیار نہیں اعاذنا اللہ من آفات التقلید والطغیان (ابوالحسن)

باب کے مطابق ہے اور باب ھل یستشفع سے اس کی مطابقت مشکل ہے۔ میں کہتا ہوں حضرت امام بخاریؒ نے ان دونوں ابواب کے لئے ابن عباسؓ کی حدیث بیان کی ہے۔ وفد کے ساتھ عمدہ سلوک کرنے کا تو اس میں صاف مذکور ہے' اب ذمیوں کی سفارش تو اس کی نفی امام بخاریؒ نے آپ کے اس فرمان سے نکالی کہ مشرکوں کو جزیرہ عرب کے باہر کر دینا' معلوم ہوا ان کی سفارش نہ سننا چاہئے اور ان کے ساتھ جو معاملہ آپ نے کیا یعنی اخراج اس کا بھی اس حدیث میں ذکر ہے۔ (تیسیر الباری ۲۴۹/۳)

۱۷٤ - بَابُ هَلْ يُسْتَشْفَعُ إِلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ؟ وَمُعَامَلَتِهِمْ

باب ذمیوں کی سفارش اور ان سے کیسا معاملہ کیا جائے

۲۷۰ - حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ الأَحْوَلِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: يَوْمَ الْخَمِيسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ. ثُمَّ بَكَى حَتَّى خَضَبَ دَمْعُهُ الْحَصْبَاءَ، فَقَالَ: اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَجَعُهُ يَوْمَ الْخَمِيسِ فَقَالَ: ((ائْتُونِي بِكِتَابٍ أَكْتُبُ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا)). فَتَنَازَعُوا، وَلاَ يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ. فَقَالُوا: هَجَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. قَالَ: ((دَعُونِي، فَالَّذِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونِي إِلَيْهِ)). وَأَوْصَى عِنْدَ مَوْتِهِ بِثَلاَثٍ:

(۲۷۰) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے' ان سے سلیمان احول نے' ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جمعرات کے دن' اور معلوم ہے جمعرات کا دن کیا ہے؟ پھر آپ اتنا روئے کہ کنکریاں تک بھیگ گئیں۔ آخر آپ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی بیماری میں شدت اسی جمعرات کے دن ہوئی تھی۔ تو آپؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ قلم دوات لاؤ' تاکہ میں تمہارے لئے ایک ایسی کتاب لکھوا جاؤں کہ تم کبھی گمراہ نہ ہو سکو۔ اس پر صحابہ میں اختلاف ہو گیا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ نبی کے سامنے جھگڑنا مناسب نہیں ہے۔ صحابہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ (بیماری کی شدت سے) برا رہے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اچھا' اب مجھے میری حالت پر چھوڑ دو' میں جس حال میں اس وقت ہوں وہ اس سے بہتر ہے جو تم کرانا چاہتے ہو۔ آخر

((أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ، وَأَجِيْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيْزُهُمْ، وَنَسِيْتُ الثَّالِثَةَ)). وَقَالَ يَعْقُوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ: سَأَلْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ فَقَالَ: مَكَّةُ وَالْمَدِيْنَةُ وَالْيَمَامَةُ وَالْيَمَنُ. وَقَالَ يَعْقُوبُ: وَالْعَرْجُ أَوَّلُ تِهَامَةَ.

آپؐ نے اپنی وفات کے وقت تین وصیتیں فرمائی تھیں۔ یہ کہ مشرکین کو جزیرہ عرب سے باہر کر دینا۔ دوسرے یہ کہ وفود سے ایسا ہی (اچھا) سلوک کرتے رہنا' جیسے میں کرتا رہا اور تیسری ہدایت میں بھول گیا۔ اور یعقوب بن محمد نے بیان کیا کہ میں نے مغیرہ بن عبدالرحمٰن سے جزیرہ عرب کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ مکہ' مدینہ' یمامہ اور یمن (کا نام جزیرہ عرب) ہے۔ اور یعقوب نے کہا کہ عرج سے تہامہ شروع ہوتا ہے۔

تشریح ہجر کے معنی بیماری کی حالت میں ہذیانی کیفیت کا ہونا۔ آنحضرت ﷺ بیماری اور غیر بیماری ہر حالت میں ہذیان سے محفوظ تھے۔ بعض روایتوں میں اهجر استفهموه ہے۔ یعنی کیا پیغمبر صاحب ﷺ کی باتیں ہذیان ہیں ؟ آپ سے اچھی طرح پوچھ لو' سمجھ لو گویا یہ ان لوگوں کا کلام ہے جو کتاب لکھوانے کے حق میں تھے۔ بعضوں نے کہا یہ کلام حضرت عمرؓ نے کہا تھا اور قرینہ بھی یہی ہے کیونکہ وہ کتاب لکھے جانے کے مخالف تھے۔ اس صورت میں ہجر کے معنی یہ ہوں گے کہ کیا آپ دنیا کو چھوڑنے والے ہیں؟ [1] یعنی آپ کیا وفات پا جائیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گھبراہٹ اور رنج میں یہ خیال سما گیا تھا کہ آپ کو موت نہیں آسکتی' اس حالت میں کتاب لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔

قسطلانی نے کہا' ظاہر یہ ہے کہ آپ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت لکھوانا چاہتے تھے' جیسے امام مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا' تو اپنے باپ اور بھائی کو بلا لے۔ میں ڈرتا ہوں کہیں کوئی اور خلافت کی آرزو کرے' اللہ اور مسلمان سوائے ابو بکرؓ کے اور کسی کی خلافت نہیں مانتے۔ (تیسیر الباری ۴/ ۲۴۹' ۲۵۰)

وصایائے نبوی میں ایک اہم وصیت یہ تھی کہ جزیرۂ عرب میں سے مشرکین اور یہود و نصاریٰ کو نکال دیا جائے' عرب کا ملک طول میں عدن سے عراق تک اور عرض میں جدہ سے شام تک ہے۔ اور اس کو جزیرہ اس لئے فرمایا کہ تین طرف سے سمندر اس کو گھیرے ہوئے ہے۔ یہ وصیت حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت میں پوری کی۔ ملک عرب کو ہر چار جانب سے بحر ہند و بحر قلزم و بحر فارس و بحر

[1] یہاں پر یہی معنی درست ہے دوسرے معنی کی گنجائش نہیں۔

حبشہ نے گھیرا ہوا ہے اس لئے اسے جزیرہ کہا گیا ہے۔

حدیث کے جملہ ولا ینبغی عند نبی تنازع پر علامہ قسطلانی لکھتے ہیں۔ الظاهر انه من قوله صلى الله عليه وسلم لا من قول ابن عباس ؓ كما وقع التصريح به في كتاب العلم قال النبي صلى الله عليه وسلم قوموا عني ولا ينبغي عندي التنازع انتهى والظاهر ان هذا الكتاب الذي اراده انما هو في النص على خلافة ابي بكر ؓ لكنه عدل عنه معولا على ما هو اصله من استخلافه في الصلوٰة لتنازعهم واشتد مرضه صلى الله عليه وسلم ويدل عليه ما عند مسلم عن عائشة انه صلى الله عليه وسلم قال ادعي لي ابا بكرو اخاك اكتب كتاب فاني اخاف ان يتمنى متمن ويقول قائل انا اولى ويابى الله والمومنون الا ابا بكر و عند البزار من روايتها انه قال عند اشتداد مرضه ايتوني بدواة وكتف او قرطاس اكتب لابي بكر كتابا لا يختلف الناس عليه ثم قال معاذ الله ان يختلف الناس على ابي بكر فهذه النص صريح على تقديم خلافة ابي بكر (قسطلانی)

ظاہر ہے کہ الفاظ قوموا عنی الخ خود آنحضرت ﷺ ہی کے فرمودہ ہیں یہ ابن عباس ؓ کے لفظ نہیں ہیں جیسا کہ کتاب العلم میں صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' میرے پاس جھگڑنا مناسب نہیں لہذا یہاں سے کھڑے ہو جاؤ' اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جس کتاب کے لکھنے کا آنحضرت ﷺ نے ارادہ فرمایا تھا وہ کتاب خلافت ابو بکر صدیق ؓ کے متعلق آپ لکھنا چاہتے تھے۔ پھر آپ نے لوگوں کے تنازع اور اپنی تکلیف مرض دیکھ کر اس ارادہ کو ترک فرما دیا اور اس لئے بھی کہ آپ اپنی حیات طیبہ ہی میں حضرت صدیق اکبر ؓ کو نماز میں امام بنا کر اپنی گدی ان کے حوالے فرما چکے تھے جیسا کہ مسلم شریف کی روایت عائشہ صدیقہ ؓ میں ہے کہ آپ ؐ نے فرمایا' اپنے والد ابو بکر کو بلا لو اور اپنے بھائی کو بھی تاکہ میں ایک کتاب لکھوا دوں' میں ڈرتا ہوں کہ میرے بعد کوئی خلافت کی تمنا لے کر کھڑا ہو اور کہے کہ میں اس کا زیادہ مستحق ہوں' حالانکہ اللہ پاک نے اور جملہ ایمان والوں نے اس عظیم خدمت کے لئے ابو بکر ؓ ہی کو منتخب کر لیا ہے اور بزار میں انہی کی روایت سے یوں ہے کہ آپ نے شدت مرض میں فرمایا' میرے پاس دوات کاغذ وغیرہ لاؤ کہ میں ابوبکر ؓ کے لئے دستاویز لکھوا دوں' تاکہ لوگ اس پر اختلاف نہ کریں۔ پھر فرمایا کہ اللہ کی پناہ اس سے کہ لوگ خلافت ابو بکر ؓ میں اختلاف کریں۔ پس حضرت صدیق اکبر ؓ کی خلافت پر یہ نص صریح ہے۔

۱۷۵- بَابُ التَّجَمُّلِ لِلْوُفُودِ

باب وفود سے ملاقات کے لئے اپنے کو آراستہ کرنا

۲۷۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ

(۲۷۱) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے

قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: وَجَدَ عُمَرُ حُلَّةَ إِسْتَبْرَقٍ تُبَاعُ فِي السُّوقِ، فَأَتَى بِهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ ابْتَعْ هَذِهِ الْحُلَّةَ فَتَجَمَّلْ بِهَا لِلْعِيدِ وَالْوَفْدِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّمَا هَذِهِ لِبَاسُ مَنْ لاَ خَلاَقَ لَهُ - أَوْ إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لاَ خَلاَقَ لَهُ)) - فَلَبِثَ مَا شَاءَ اللهُ. ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ بِجُبَّةِ دِيبَاجٍ، فَأَقْبَلَ بِهَا عُمَرُ حَتَّى أَتَى بِهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، قُلْتَ إِنَّمَا هَذِهِ لِبَاسُ مَنْ لاَ خَلاَقَ لَهُ، أَوْ إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لاَ خَلاَقَ لَهُ، ثُمَّ أَرْسَلْتَ إِلَيَّ بِهَذِهِ. فَقَالَ: ((تَبِيعُهَا، أَوْ تُصِيبُ بِهَا بَعْضَ حَاجَتِكَ)).

لیث بن سعد نے' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے سالم بن عبداللہ نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عمرؓ نے دیکھا کہ بازار میں ایک ریشمی جوڑا فروخت ہو رہا ہے۔ پھر اسے وہ رسول خدا ﷺ کی خدمت میں لائے اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ جوڑا آپ خرید لیں اور عید اور وفود کی ملاقات پر اس سے اپنی زیبائش فرمایا کریں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ ان لوگوں کا لباس ہے جن کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں یا (یہ فرمایا) اسے تو وہی لوگ پہن سکتے ہیں جن کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں۔ پھر اللہ نے جتنے دنوں چاہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔ پھر جب ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس ایک ریشمی جبہ بھیجا تو حضرت عمرؓ اسے لے کر خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا' یا رسول اللہ: آپؐ نے تو یہ فرمایا تھا کہ یہ ان کا لباس ہے جن کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں' یا یہ فرمایا تھا اسے وہی لوگ پہن سکتے ہیں جن کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں۔ اور پھر آپؐ نے یہی میرے پاس ارسال فرمادیا۔ اس پر آپ نے فرمایا تاکہ تم اسے بیچ لو' یا (فرمایا کہ) اس سے اپنی کوئی ضرورت پوری کر سکو۔

۱۷۶- بَابُ كَيْفَ يُعْرَضُ الإِسْلاَمُ عَلَى الصَّبِيِّ؟

باب بچے پر اسلام کس طرح پیش کیا جائے

۲۷۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ انْطَلَقَ فِي رَهْطٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتَّى وَجَدُوهُ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ عِنْدَ أُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ يَوْمَئِذٍ ابْنُ صَيَّادٍ، لِيَحْتَلِمَ فَلَمْ يَشْعُرْ بِشَيْءٍ حَتَّى ضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ ﷺ؟)). فَنَظَرَ إِلَيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الأُمِّيِّينَ. فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ؟ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((آمَنْتُ بِاللهِ وَرُسُلِهِ)). قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَاذَا تَرَى؟)) قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ: يَأْتِينِي صَادِقٌ وَكَاذِبٌ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((خُلِطَ عَلَيْكَ الأَمْرُ)). قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي

(۲۷۲) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں سالم بن عبداللہ نے اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت جن میں حضرت عمرؓ بھی شامل تھے' ابن صیاد (یہودی لڑکا) کے یہاں جا رہی تھی۔ آخر بنو مغالہ (ایک انصاری قبیلے) کے ٹیلوں کے پاس بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے اسے ان لوگوں نے پا لیا' ابن صیاد بالغ ہونے کے قریب تھا۔ اسے (رسول کریم ﷺ کی آمد کا) پتہ نہیں ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے (اس کے قریب پہنچ کر) اپنا ہاتھ اس کی پیٹھ پر مارا' اور فرمایا کیا تو اس کی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ ابن صیاد نے آپ کی طرف دیکھا' پھر کہنے لگا۔ ہاں! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ان پڑھوں کے نبی ہیں۔ اس کے بعد اس نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ آپ نے اس کا جواب (صرف اتنا) دیا کہ میں اللہ اور اس کے (سچے) انبیاء پر ایمان لایا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا' تو کیا دیکھتا ہے؟ اس نے کہا کہ میرے پاس ایک خبر سچی آتی ہے تو دوسری جھوٹی بھی۔ آنحضرتؐ نے اس پر فرمایا کہ حقیقت حال تجھ پر مشتبہ ہو گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس

قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئاً)). قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ: هُوَ الدُّخُّ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اخْسَأْ، فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ)). قَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللهِ ائْذَنْ لِي فِيهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنْ يَكُنْهُ فَلَمْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَلاَ خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ)).

سے فرمایا' اچھا میں نے تیرے لئے اپنے دل میں ایک بات سوچی ہے (بتا وہ کیا ہے؟) ابن صیاد بولا کہ دھواں' حضور اکرم ﷺ نے فرمایا' ذلیل ہو' کمبخت! تو اپنی حیثیت سے آگے نہ بڑھ سکے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یارسول اللہ! مجھے اجازت ہو تو میں اس کی گردن مار دوں لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا' اگر یہ وہی (دجال) ہے تو تم اس پر قادر نہیں ہو سکتے اور اگر دجال نہیں ہے تو اس کی جان لینے میں کوئی خیر نہیں۔

٢٧٣- قَالَ ابْنُ عُمَرَ: انْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَأْتِيَانِ النَّخْلَ الَّذِي فِيهِ ابْنُ صَيَّادٍ، حَتَّى إِذَا دَخَلَ النَّخْلَ طَفِقَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ وَهُوَ يَخْتِلُ أَنْ يَسْمَعَ مِنَ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ، وَابْنُ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلَى فِرَاشِهِ فِي قَطِيفَةٍ لَهُ فِيهَا رَمْزَةٌ، فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ، فَقَالَتْ لاِبْنِ صَيَّادٍ: أَيْ صَافِ - وَهُوَ اسْمُهُ - فَثَارَ ابْنُ صَيَّادٍ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ)).

(۲۷۳) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر آنحضرت ﷺ اس کھجور کے باغ میں تشریف لائے جس میں ابن صیاد موجود تھا۔ جب آپ باغ میں داخل ہو گئے تو کھجور کے تنوں کی آڑ لیتے ہوئے آپ آگے بڑھنے لگے۔ آپ چاہتے یہ تھے کہ اسے آپکی موجودگی کا احساس نہ ہو سکے اور آپ اسکی باتیں سن لیں۔ ابن صیاد اس وقت اپنے بستر پر ایک چادر اوڑھے پڑا تھا اور کچھ گنگنا رہا تھا۔ اتنے میں اسکی ماں نے آنحضور ﷺ کو دیکھ لیا کہ آپ کھجور کے تنوں کی آڑ لے کر آ رہے ہیں اور اسے آگاہ کر دیا کہ اے صاف! یہ اس کا نام تھا۔ ابن صیاد یہ سنتے ہی اچھل پڑا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' اگر اس کی ماں نے اسے یوں ہی رہنے دیا ہوتا تو حقیقت کھل جاتی۔

٢٧٤- وَقَالَ سَالِمٌ : قَالَ ابْنُ

(۲۷۴) سالم نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن عمر

عُمَرَ ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فِي النَّاسِ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ: ((إِنِّي أُنْذِرُكُمُوهُ، وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلاَّ قَدْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ لَقَدْ أَنْذَرَ نُوحٌ قَوْمَهُ: وَلَكِنْ سَأَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلاً لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ: تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّ اللهَ لَيْسَ بِأَعْوَرٍ)).

رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو خطاب فرمایا' آپ نے اللہ تعالیٰ کی ثنا بیان کی' جو اسکی شان کے لائق تھی۔ پھر دجال کا ذکر فرمایا' اور فرمایا کہ میں بھی تمہیں اسکے (فتنوں سے) ڈراتا ہوں' کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو اس کے فتنوں سے نہ ڈرایا ہو' نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا تھا لیکن میں اسکے بارے میں تم سے ایک ایسی بات کہوں گا جو کسی نبی نے اپنی قوم سے نہیں کہی' اور وہ بات یہ ہے کہ دجال کانا ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔

تشریح ترجمۃ الباب الفاظ اتشهد انی رسول الله سے نکلتا ہے کہ بچے کے سامنے اسلام اس طرح پیش کیا جائے' آنحضرت ﷺ کو ابن صیاد سے چند باتیں دریافت کرنا منظور تھیں' آپ نے خیال کیا کہ اگر میں یہ کہہ دوں کہ تو جھوٹا ہے رسول کہاں سے ہوا' تو شاید وہ چڑ جائے اور ہمارا مقصد پورا نہ ہو' اس لئے ایسا جامع جواب دیا کہ ابن صیاد چڑا بھی نہیں اور اس کی پیغمبری کا انکار بھی نکل آیا۔ آنحضرت ﷺ نے آیت ﴿ یوم تاتی السماء بدخان مبین ﴾ (الدخان : ۱۰) کا تصور فرمایا تھا' ابن صیاد نے "دخان" کے لفظ سے صرف "دخ" بتلایا جیسے شیطانوں کی عادت ہوتی ہے۔ سنی سنائی ایک آدھ بات لے مرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے حقیقی دجال کے بارے میں بتلایا کہ وہ کانا ہو گا' یہ بڑے دجال کا ذکر ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ میری امت میں تیس جھوٹے دجال پیدا ہوں گے' جو نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ یہ دجال امت میں پیدا ہو چکے ہیں۔

ہندوستان پنجاب میں بھی ایک شخص نبوت کا مدعی بن کر کھڑا ہوا۔ جس نے ایک کثیر مخلوق کو گمراہ کر دیا اور اب تک اس کے مریدین ساری دنیا میں دجل پھیلانے میں مشغول ہیں جو بظاہر اسلام کا نام لیتے ہیں اور درپردہ اپنے فرضی نام نہاد رسول نبی کی رسالت کی تبلیغ کرتے ہیں اور بھی انہوں نے بہت سے غلط عقائد ایجاد کئے ہیں۔ جو سراسر قرآن و حدیث کے خلاف ہیں۔ علمائے اسلام نے بہت سی کتابوں میں اس فرقہ قادیانیہ کا قلع قمع کیا ہے۔ ہمارے مرحوم استاد حضرت مولانا ابو الوفا ثناء اللہ امرتسریؒ نے بھی اس فرقہ کی تردید میں بے نظیر قلمی خدمات انجام دی ہیں۔ اللھم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنه واکرم نزله آمین اس حدیث میں تین قصے ہیں۔ کتاب الجنائز میں یہ حدیث مفصل

گزر چکی ہے۔

۱۷۷- بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِلْيَهُودِ: أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا

باب رسول کریم ﷺ کا یہود سے یوں فرمانا کہ اسلام لاؤ تو سلامتی پاؤ گے

قَالَهُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

مقبری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

۱۷۸- بَابُ إِذَا أَسْلَمَ قَوْمٌ فِي دَارِ الْحَرْبِ وَلَهُمْ مَالٌ وَأَرَضُونَ فَهِيَ لَهُمْ

باب اگر کچھ لوگ جو دار الحرب میں مقیم ہیں اسلام لے آئیں اور وہ مال و جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے مالک ہیں تو وہ ان ہی کی ہوگی

یہ باب لا کر امام بخاریؒ نے حنفیہ کا رد کیا۔ وہ کہتے ہیں اگر حربی کافر مسلمان ہو کر دار الحرب میں رہے پھر مسلمان اس ملک کو فتح کریں تو جائداد غیر منقولہ یعنی زمین باغ وغیرہ اس کو نہ ملے گی مسلمانوں کی ملک ہو جائے گی۔

۲۷۵- حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: ((قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا - فِي حَجَّتِهِ - قَالَ: ((وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مَنْزِلاً؟)) ثُمَّ قَالَ: ((نَحْنُ نَازِلُونَ غَدًا بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ الْمُحَصَّبَ حَيْثُ قَاسَمَتْ قُرَيْشٌ عَلَى

(۲۷۵) ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی' کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہیں زہری نے' انہیں علی بن حسین نے' انہیں عمرو بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اور ان سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر عرض کیا' یارسول اللہ! کل آپ (مکہ میں) کہاں قیام فرمائیں گے؟ آپؐ نے فرمایا' اجی! عقیلؓ نے ہمارے لئے کوئی گھر چھوڑا ہی کب ہے۔ پھر فرمایا کہ کل ہمارا قیام خیف بنی کنانہ کے مقام محصب میں ہو گا' جہاں پر قریش نے کفر پر قسم کھائی تھی۔ واقعہ یہ ہوا تھا

الْكُفْرِ)). وَذَلِكَ أَنَّ بَنِي كِنَانَةَ حَالَفَتْ قُرَيْشًا عَلَى بَنِي هَاشِمٍ أَنْ لاَ يُبَايِعُوهُمْ وَلاَ يُؤْوُوهُمْ)) قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَالْخَيْفُ الْوَادِي.

کہ بنی کنانہ اور قریش نے (یہیں پر) بنی ہاشم کے خلاف اس بات کی قسمیں کھائی تھیں کہ ان سے خرید و فروخت کی جائے اور نہ انہیں اپنے گھروں میں آنے دیں۔ زہری نے کہا کہ خیف وادی کو کہتے ہیں۔

تشریح ہوا یہ تھا کہ ابو طالب عبدالمطلب کے بڑے بیٹے تھے۔ ان کی وفات کے بعد جاہلیت کی رسم کے موافق کل ملک املاک پر ابو طالب نے قبضہ کر لیا۔ جب ابو طالب کا انتقال ہوا تو ان کے انتقال کے کچھ دن بعد آنحضرت ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ تو مدینہ منورہ ہجرت کر آئے' عقیل اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے' وہ مکہ میں رہے۔ انہوں نے تمام جائداد اور مکانات بیچ کر اس کا روپیہ خوب اڑایا۔

اس حدیث سے باب کا مطلب امام بخاریؒ نے اس طرح نکالا کہ آنحضرت ﷺ نے مکہ فتح ہونے کے بعد بھی ان مکانوں اور جائداد کی بیع قائم رکھی اور عقیل کی ملکیت تسلیم کر لی' تو جب عقیل کے تصرفات اسلام سے پہلے نافذ ہوئے تو اسلام کے بعد بطریق اولیٰ نافذ رہیں گے۔

وقال القرطبی یحتمل ان یکون مراد البخاری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم من علی اهل مکة باموالهم ودورهم من قبل ان یسلموا (فتح الباری ۶/ ۱۷۶) یعنی شاید امام بخاریؒ کی مراد یہ ہو کہ رسول کریم ﷺ نے مکہ والوں پر ان کے اسلام سے پہلے ہی یہ احسان فرما دیا تھا کہ ان کے مال اور گھر ہر حالت میں ان کی ہی ملکیت تسلیم کر لئے' اس طرح حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کے لئے اپنے گھر سب پہلے ہی بخش دیئے تھے۔

٢٧٦- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ ((أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اسْتَعْمَلَ مَوْلًى لَهُ يُدْعَى هُنَيًّا عَلَى الْحِمَى فَقَالَ: يَا هُنَيُّ اضْمُمْ جَنَاحَكَ عَنِ الْمُسْلِمِينَ، وَاتَّقِ دَعْوَةَ

(۲۷۶) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے زید بن اسلم نے' ان سے ان کے والد نے کہ عمر بن خطابؓ نے ہنی نامی اپنے ایک غلام کو (سرکاری) چراگاہ کا حاکم بنایا' تو انہیں یہ ہدایت کی' اے ہنی! مسلمانوں سے اپنے ہاتھ روکے رکھنا (ان پر ظلم نہ کرنا) اور مظلوم کی بددعا سے ہر وقت بچتے رہنا'

الْمَظْلُومِ فَإِنَّ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ مُسْتَجَابَةٌ. وَأَدْخِلْ رَبَّ الصُّرَيْمَةِ وَرَبَّ الْغُنَيْمَةِ، وَإِيَّايَ وَنَعَمَ ابْنِ عَوْفٍ وَنَعَمَ ابْنِ عَفَّانَ، فَإِنَّهُمَا إِنْ تَهْلِكْ مَاشِيَتُهُمَا يَرْجِعَانِ إِلَى نَخْلٍ وَزَرْعٍ، وَإِنَّ رَبَّ الصُّرَيْمَةِ وَرَبَّ الْغُنَيْمَةِ إِنْ تَهْلِكْ مَاشِيَتُهُمَا يَأْتِنِي بِبَنِيهِ فَيَقُولُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، أَفَتَارِكُهُمْ أَنَا لَا أَبَا لَكَ؟ فَالْمَاءُ وَالْكَلَأُ أَيْسَرُ عَلَيَّ مِنَ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ، وَأَيْمُ اللهِ إِنَّهُمْ لَيَرَوْنَ أَنِّي قَدْ ظَلَمْتُهُمْ؛ إِنَّهَا لَبِلَادُهُمْ، فَقَاتَلُوا عَلَيْهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَأَسْلَمُوا عَلَيْهَا فِي الْإِسْلَامِ. وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لَا الْمَالُ الَّذِي أَحْمِلُ عَلَيْهِ فِي سَبِيلِ اللهِ مَا حَمَيْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ بِلَادِهِمْ شِبْرًا)).

کیونکہ مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اور ہاں ابن عوف ابن عفان اور ان جیسوں کے مویشیوں کے بارے میں تجھے ڈرتے رہنا چاہیے۔ کیونکہ اگر ان کے مویشی ہلاک بھی ہو جائیں گے تو یہ روسا اپنے کھجور کے باغات اور کھیتوں سے اپنی معاش حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن گنے چنے اونٹوں اور گنی چنی بکریوں کا مالک (غریب) کہ اگر اس کے مویشی ہلاک ہو گئے' تو وہ اپنے بچوں کو لے کر میرے پاس آئے گا' اور فریاد کرے گا یا امیر المؤمنین! یا امیر المؤمنین! تو کیا میں انہیں چھوڑ دوں گا؟ اس لئے ان کے لئے چارے اور پانی کا انتظام کر دینا میرے لئے اس سے زیادہ آسان ہے کہ میں ان کے لئے سونے چاندی کا انتظام کروں اور خدا کی قسم! وہ (اہل مدینہ) یہ سمجھتے ہوں گے کہ میں نے ان کے ساتھ زیادتی کی ہے کیونکہ یہ زمینیں انہیں کی ہیں۔ انہوں نے جاہلیت کے زمانہ میں اس کے لئے لڑائیاں لڑی ہیں اور اسلام لانے کے بعد بھی ان کی ملکیت کو بحال رکھا گیا ہے۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر وہ اموال (گھوڑے وغیرہ) نہ ہوتے جن پر جہاد میں لوگوں کو سوار کرتا ہوں تو ان کے علاقوں میں ایک بالشت زمین کو بھی میں چراگاہ نہ بناتا۔

تشریح حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ اور حضرت عثمان غنیؓ ہر دو مالدار تھے' حضرت عمرؓ کا مطلب یہ تھا کہ ان کے تمول سے مرعوب ہو کر ان کے جانوروں کو مقدم نہ کیا جائے بلکہ غریبوں

کے جانوروں کا حق پہلے ہے۔ اگر غریبوں کے جانور بھوکے مر گئے تو بیت المال سے ان کو نقد وظیفہ دینا پڑے گا۔

آخر حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جو قول مروی ہے اسی سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے زمین کی نسبت فرمایا کہ اسلام کی حالت میں بھی ان ہی کی رہی' تو معلوم ہوا کہ کافر کی جائیداد غیر منقولہ بھی اسلام لانے کے بعد اسی کی ملک میں رہتی ہے گو وہ کافر دار الحرب میں رہے۔ (تیسیر الباری ۳/ ۲۵۷)

۱۷۹- بَابُ كِتَابَةِ الإِمَامِ النَّاسَ

باب خلیفہ اسلام کی طرف سے مردم شماری کرانا

کہتے ہیں کہ یہ مردم شماری جنگ احد یا جنگ خندق یا صلح حدیبیہ کے موقع پر کی گئی۔

۲۷۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اكْتُبُوا لِي مَنْ تَلَفَّظَ بِالإِسْلاَمِ مِنَ النَّاسِ)). فَكَتَبْنَا لَهُ أَلْفًا وَخَمْسَمِائَةِ رَجُلٍ. فَقُلْنَا: نَخَافُ وَنَحْنُ أَلْفٌ وَخَمْسُمِائَةٍ؟ فَلَقَدْ رَأَيْتُنَا ابْتُلِينَا حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ لَيُصَلِّي وَحْدَهُ وَهُوَ خَائِفٌ)).

(۲۷۷) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے' ان سے اعمش نے' ان سے ابو وائل نے اور ان سے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو لوگ اسلام کا کلمہ پڑھ چکے ہیں ان کے نام لکھ کر میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ ہم نے ڈیڑھ ہزار مردوں کے نام لکھ کر آپؐ کی خدمت میں پیش کیے اور ہم نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا ہماری تعداد ڈیڑھ ہزار ہو گئی ہے۔ اب ہم کو کیا ڈر ہے۔ لیکن تم دیکھ رہے ہو کہ ہم فتنوں میں اس طرح گھر گئے کہ اب مسلمان تنہا نماز پڑھتے ہوئے بھی ڈرنے لگا ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الأَعْمَشِ ((فَوَجَدْنَاهُمْ خَمْسَمِائَةَ)). قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ: ((مَا بَيْنَ سِتِّمِائَةٍ إِلَى

ہم سے عبدان نے بیان کیا' ان سے ابو حمزہ نے اور ان سے اعمش نے (مذکورہ بالا سند کے ساتھ) کہ ہم نے پانچ سو مسلمانوں کی تعداد لکھی (ہزار کا ذکر اس روایت میں نہیں ہوا) اور ابو معاویہ نے یوں بیان

سَبْعِمِائَةِ)). کیا کہ چھ سو سے سات سو تک۔

ابو معاویہ کی روایت کو امام مسلم اور احمد اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا ہے۔ وسلک الداودی الشارح طریق الجمع فقال لعلھم کتبوا مرات فی مواطن یعنی تعداد میں اختلاف اس لئے ہوا کہ شاید ان لوگوں نے کئی جگہ مردم شماری کی ہو' بعض نے یہ بھی کہا کہ ڈیڑھ ہزار سے مراد مرد عورت بچے غلام جو بھی مسلمان ہوئے سب مراد ہیں اور چھ سو سے سات سو تک خاص مرد مراد ہیں اور پانچ سو سے خالص لڑنے والے مراد ہیں۔ وفی الحدیث مشروعیة کتابة دواوین الجیوش وقد یتعین ذالک عند الاحتیاج الی تمیز من یصلح للمقاتلة بمن لا یصلح (فتح الباری ۶/ ۱۷۸'۱۷۹)

حذیفہؓ کا مطلب یہ تھا کہ آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں تو ہم ڈیڑھ ہزار کا شمار پورے ہونے پر بے ڈر ہو گئے تھے اور اب ہزاروں لاکھوں مسلمان موجود ہیں' پر حق بات کہتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ کوئی کوئی تو ڈر کے مارے اپنی نماز اکیلے پڑھ لیتا ہے اور منہ سے کچھ نہیں نکال سکتا۔ یہ حذیفہؓ نے اس زمانے میں کہا جب ولید بن عقبہ حضرت عثمانؓ کی طرف سے کوفہ کا حاکم تھا اور نمازیں اتنی دیر کر کے پڑھتا کہ معاذ اللہ۔ آخر بعض متقی لوگ اول وقت نماز پڑھ لیتے پھر جماعت میں بھی اس کے ڈر سے شریک ہو جاتے۔

۲۷۸- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي كُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا، وَامْرَأَتِي حَاجَّةٌ، قَالَ: ((ارْجِعْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ)).

(۲۷۸) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے ابن جریج نے' ان سے عمرو بن دینار نے' ان سے ابو معبد نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ! میرا نام فلاں جہاد میں جانے کے لئے لکھا گیا ہے۔ ادھر میری بیوی حج کرنے جا رہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ پھر جا اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کر آ۔

اس سے بھی اسم نویسی کا ثبوت ہوا' یہی ترجمہ باب ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی عورت حج کو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا خاوند یا کوئی محرم اس کے ساتھ ہو۔

۱۸۲- بَابُ إِنَّ اللهَ يُؤَيِّدُ باب اللہ تعالیٰ کبھی اپنے دین کی مدد ایک

الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ

فاجر شخص سے بھی کرا لیتا ہے

٢٩١- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ.ح. وَحَدَّثَنِي مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: شَهِدْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ، فَقَالَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ يَدَّعِي الإِسْلَامَ: ((هٰذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ)). فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ قِتَالاً شَدِيْدًا فَأَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ. فَقِيْلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، الَّذِيْ قُلْتَ إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَاتَلَ الْيَوْمَ قِتَالاً شَدِيْدًا وَقَدْ مَاتَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((إِلَي النَّارِ)). قَالَ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ أَنْ يَرْتَابَ. فَبَيْنَمَاهُمْ عَلَى ذٰلِكَ إِذْ قِيْلَ إِنَّهُ لَمْ يَمُتْ، وَلٰكِنْ بِهِ جِرَاحًا شَدِيْدًا. فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ لَمْ يَصْبِرْ عَلَى الْجِرَاحِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ ﷺ بِذٰلِكَ فَقَالَ: ((اللهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ

(۲۷۹) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' انہیں زہری نے (دوسری سند) مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے' انہیں معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں ابن مسیب نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں موجود تھے۔ آپؐ نے ایک شخص کے متعلق جو اپنے کو مسلمان کہتا تھا' فرمایا کہ یہ شخص دوزخ والوں میں سے ہے۔ جب جنگ شروع ہوئی تو وہ شخص بڑی بہادری کے ساتھ لڑا اور وہ زخمی بھی ہو گیا۔ صحابہ نے عرض کیا' یارسول اللہ! جس کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ وہ دوزخ میں جائے گا۔ آج تو وہ بڑی بے جگری کے ساتھ لڑا ہے اور مر بھی گیا ہے۔ آپؐ نے اب بھی وہی جواب دیا کہ جہنم میں گیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا' کہ ممکن تھا کہ بعض لوگوں کے دل میں کچھ شبہ پیدا ہو جاتا۔ لیکن ابھی لوگ اسی غور و فکر میں تھے کہ کسی نے بتایا کہ ابھی وہ مرا نہیں ہے۔ البتہ زخم کاری ہے۔ پھر جب رات آئی تو اس نے زخموں کی تاب نہ لا کر خود کشی کر لی۔ جب آنحضرت ﷺ کو اس کی خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا اللہ اکبر! میں گواہی دیتا

أَنِّي عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ)). ثُمَّ أَمَرَ بِلاَلاً فَنَادَى فِي النَّاسِ: ((أَنَّهُ لاَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلاَّ نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ، وَأَنَّ اللهَ لَيُؤَيِّدُ هَذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ)).

ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ پھر آپ نے بلال ؓ کو حکم دیا' اور انہوں نے لوگوں میں یہ اعلان کر دیا کہ مسلمان کے سوا جنت میں کوئی اور داخل نہیں ہو گا اور اللہ تعالیٰ کبھی اپنے دین کی امداد کسی فاجر شخص سے بھی کرا لیتا ہے۔

تشریح کہتے ہیں اس شخص کا نام قزمان تھا جو بظاہر مسلمان ہو گیا تھا' اس کی مجاہدانہ کیفیت دیکھ کر شیطان نے بظاہر تو لوگوں کو یوں بہکایا کہ ایسا شخص جو اللہ کی راہ میں اس طرح لڑ کر مارا جائے کیونکر دوزخی ہو سکتا ہے۔ یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں ہے کہ ہم مشرک سے مدد نہ لیں گے۔ کیونکہ وہ ایک موقع کے ساتھ خاص ہے اور جنگ حنین میں صفوان بن امیہ آپ کے ساتھ تھے۔ حالانکہ وہ مشرک تھے' دوسرے یہ کہ یہ شخص بظاہر تو مسلمان تھا۔ مگر آپ کو وحی سے معلوم ہو گیا کہ یہ منافق ہے اور اس کا خاتمہ برا ہو گا۔ (تیسیر الباری ۳/ ۲۵۹)

۱۸۱ - بَابُ مَنْ تَأَمَّرَ فِي الْحَرْبِ مِنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ إِذَا خَافَ الْعَدُوَّ

باب جو شخص میدان جنگ میں جبکہ دشمن کا خوف ہو امام کے کسی نئے حکم کے بغیر امیر لشکر بن جائے

اسلام پر کوئی نازک وقت آ جائے کہ میدان جنگ مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل رہا ہو اور قیادت بھی ختم ہو رہی ہو تو کوئی بھی دانا آدمی فوری طور پر کنٹرول کر لے تو یہ جائز ہے جیسا کہ حدیث ذیل میں حضرت خالد بن ولید بناٹھ کے امیر لشکر بن جانے کا ذکر ہے۔

۲۸۰ - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلاَلٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَهَا جَعْفَرٌ

(۲۸۰) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن علیہ نے' ان سے ایوب نے' ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے انس بن مالک بناٹھ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے (مدینہ میں) غزوہ موتہ کے موقع پر خطبہ دیا' آپ نے فرمایا' اب اسلامی علم زید نے سنبھالا اور انہیں شہید کر دیا گیا' پھر جعفر نے اسے اٹھا لیا اور وہ بھی شہید کر دیئے

فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَهَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ فَفُتِحَ عَلَيْهِ، وَمَا يَسُرُّنِي - أَوْ قَالَ: مَا يَسُرُّهُمْ - أَنَّهُمْ عِنْدَنَا. وَقَالَ : وَإِنَّ عَيْنَيْهِ لَتَذْرِفَانِ)).

گئے۔ اب عبداللہ بن رواحہ نے علم تھاما' یہ بھی شہید کردیئے گئے۔ آخر خالد بن ولید نے کسی نئی ہدایت کے بغیر اسلامی علم اٹھالیا ہے۔ اور ان کے ہاتھ پر فتح حاصل ہوگئی' اور میرے لئے اس میں کوئی خوشی کی بات نہیں تھی یا آپ نے یہ فرمایا' کہ ان کے لئے کوئی خوشی کی بات نہیں تھی کہ وہ (شہداء) ہمارے پاس زندہ ہوتے۔ (کیونکہ وہ جنت میں عیش کررہے ہیں) اور انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس وقت آنحضرت ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

۱۸۲ - بَابُ الْعَوْنِ بِالْمَدَدِ

باب مدد کے لیے فوج روانہ کرنا

۲۸۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَسَهْلُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَاهُ رِعْلٌ وَذَكْوَانُ وَعُصَيَّةُ وَبَنُو لِحْيَانَ فَزَعَمُوا أَنَّهُمْ قَدْ أَسْلَمُوا، وَاسْتَمَدُّوهُ عَلَى قَوْمِهِمْ، فَأَمَدَّهُمُ النَّبِيُّ ﷺ بِسَبْعِيْنَ مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ أَنَسٌ: كُنَّا نُسَمِّيْهِمُ الْقُرَّاءَ، يَحْطِبُوْنَ بِالنَّهَارِ وَيُصَلُّوْنَ بِاللَّيْلِ.

(۲۸۱) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن ابی عدی اور سہل بن یوسف نے' ان سے سعید بن ابی عروبہ نے' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں رعل' ذکوان' عصیہ اور بنولحیان قبائل کے کچھ لوگ آئے اور یقین دلایا کہ وہ لوگ اسلام لاچکے ہیں اور انہوں نے اپنی کافر قوم کے مقابل امداد اور تعلیم و تبلیغ کے لئے آپ سے مدد چاہی۔ تو نبی کریم ﷺ نے ستر انصاریوں کو ان کے ساتھ کردیا۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' کہ ہم انہیں قاری کہا کرتے تھے۔ وہ لوگ دن میں جنگل سے لکڑیاں جمع کرتے اور رات میں نماز پڑھتے رہتے۔ یہ حضرات ان قبیلہ والوں

فَانْطَلَقُوا بِهِمْ حَتّٰى بَلَغُوا بِئْرَ مَعُونَةَ غَدَرُوا بِهِمْ وَقَتَلُوهُمْ. فَقَنَتَ شَهْرًا يَدْعُو عَلٰى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَبَنِي لِحْيَانَ. قَالَ قَتَادَةُ: وَحَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّهُمْ قَرَؤُوا بِهِمْ قُرْآنًا: أَلاَّ بَلِّغُوا قَوْمَنَا، بِأَنَّا قَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا، فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا. ثُمَّ رُفِعَ ذٰلِكَ بَعْدُ)).

کے ساتھ چلے گئے' لیکن جب بئر معونہ پر پہنچے تو ان قبیلہ والوں نے ان صحابہ کے ساتھ دغا کی اور انہیں شہید کر ڈالا۔ حضور اکرم ﷺ نے ایک مہینہ تک (نماز میں) قنوت پڑھی اور رعل وذکوان اور بنولحیان کے لئے بد دعا کرتے رہے۔ قتادہ نے کہا کہ ہم سے انس ؓ نے کہا کہ قرآن مجید میں ہم یہ آیت یوں پڑھتے رہے (ترجمہ) "ہاں! ہماری قوم (مسلم) کو بتادو کہ ہم اپنے رب سے جاملے۔ اور وہ ہم سے راضی ہو گیا ہے اور ہمیں بھی اس نے خوش کیا ہے۔ پھر یہ آیت منسوخ ہو گئی تھی۔

کہتے ہیں کہ ان قاریوں کو عامر بن طفیل نے قتل کیا' اس نے بنو سلیم کے آدمی ان پر جمع کئے اور رعل اور ذکوان اور بنی لحیان نے عاصم ؓ اور ان کے ساتھیوں کو قتل کیا' حضرت خبیب ؓ کو بیچا' آنحضرت ﷺ کو ہر دو کی اطلاع ہو گئی اس لئے آپ نے دونوں کے لئے بد دعا کی۔

١٨٥- بَابُ مَنْ غَلَبَ الْعَدُوَّ، فَأَقَامَ عَلٰى عَرْصَتِهِمْ ثَلاَثًا

باب جس نے دشمن پر فتح پائی اور پھر تین دن تک ان کے ملک میں ٹھہرا رہا

٢٨٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: ((ذَكَرَ لَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا ظَهَرَ عَلٰى قَوْمٍ أَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلاَثَ لَيَالٍ)). تَابَعَهُ مُعَاذٌ وَعَبْدُ الأَعْلٰى: ((حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ

(۲۸۲) ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا' کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا' ان سے سعید نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے انس بن مالک ؓ نے ابو طلحہ ؓ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کو جب کسی قوم پر فتح حاصل ہوتی' تو میدان جنگ میں تین رات قیام فرماتے۔ روح بن عبادہ کے ساتھ اس حدیث کو معاذ اور عبدالاعلیٰ نے بھی روایت کیا۔ دونوں نے کہا ہم سے سعید نے بیان کیا' انہوں نے قتادہ سے

قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ)).

انہوں نے انس سے' انہوں نے ابو طلحہ سے' انہوں نے آنحضرت ﷺ سے۔

١٨٤- بَابُ مَنْ قَسَمَ الْغَنِيْمَةَ فِي غَزْوِهِ وَسَفَرِهِ

باب سفر میں اور جہاد میں مال غنیمت کو تقسیم کرنا

وَقَالَ رَافِعٌ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَأَصَبْنَا غَنَمًا وَإِبِلاً، فَعَدَلَ عَشَرَةً مِنَ الْغَنَمِ بِبَعِيْرٍ.

اور رافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم ذوالحلیفہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے' ہم کو بکریاں اور اونٹ غنیمت میں ملے تھے اور نبی کریم ﷺ نے دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر قرار دے کر تقسیم کی تھی۔

٢٨٣- حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا أَخْبَرَهُ قَالَ: ((اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْجِعْرَانَةِ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ)).

(۲۸۳) ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے ان سے قتادہ نے اور انہیں انس رضی اللہ عنہ نے خبر دی' آپ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مقام جعرانہ سے' جہاں آپ نے جنگ حنین کا مال غنیمت تقسیم کیا تھا' عمرہ کا احرام باندھا تھا۔

حنین ایک وادی ہے مکہ سے تین میل پر جہاں پر بڑی لڑائی ہوئی تھی۔ باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ آپ نے جعرانہ میں عین سفر میں اموال غنیمت کو تقسیم فرمایا' آج کل ایام حج میں حرم شریف سے جعرانہ کو ہر وقت گاڑیاں ملتی ہیں۔ ۱۹۷۰ء کے حج میں مجھ کو بھی جعرانہ جانے کا اتفاق ہوا۔ جہاں ایک وسیع مسجد اور کنواں ہے' پر فضا جگہ ہے۔

١٨٥- بَابُ إِذَا غَنِمَ الْمُشْرِكُونَ مَالَ الْمُسْلِمِ ثُمَّ وَجَدَهُ الْمُسْلِمُ

باب کسی مسلمان کا مال مشرکین لوٹ کر لے جائیں پھر (مسلمانوں کے غلبہ کے بعد) وہ مال اس مسلمان کو مل گیا۔

٢٨٤- وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((ذَهَبَ

(۲۸۴) اور عبداللہ بن نمیر نے کہا' کہ ہم سے عبیداللہ نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ان کا ایک گھوڑا

فَرَسٌ لَهُ فَأَخَذَهُ الْعَدُوُّ، فَظَهَرَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ فَرُدَّ عَلَيْهِ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. وَأَبَقَ عَبْدٌ لَهُ فَلَحِقَ بِالرُّومِ، فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُونَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ)).

بھاگ گیا تھا اور دشمنوں نے اس کو پکڑ لیا تھا۔ پھر مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہوا تو ان کا گھوڑا انہیں واپس کر دیا گیا۔ یہ واقعہ رسول کریم ﷺ کے عہد مبارک کا ہے۔ اسی طرح ان کے ایک غلام نے بھاگ کر روم میں پناہ حاصل کر لی تھی۔ پھر جب مسلمانوں کو اس ملک پر غلبہ حاصل ہوا تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان کا غلام انہیں واپس کر دیا۔ یہ واقعہ نبی کریم ﷺ کے بعد کا ہے۔

تشریح اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ شافعیہ اور اہلحدیث یہی کہتے ہیں کہ کافر مسلمانوں کے کسی مال کے مالک نہیں ہو سکتے اور جب کسی مسلمان کا مال ان کے پاس ملے وہ اس مسلمان کو دلا دیا جائے گا خواہ مال تقسیم ہو چکا ہو یا نہ ہو چکا ہو۔ اور امام مالک اور احمد کے نزدیک تقسیم کے بعد ان کو نہیں دلایا جائے گا۔ اور امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ کافر جب مال لوٹ لے جائیں اور اپنے ملک میں پہنچ جائیں تو وہ اس کے مالک ہو جاتے ہیں اور امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب لا کر ان کا رد فرمایا ہے۔

٢٨٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ أَنَّ عَبْدًا لاِبْنِ عُمَرَ أَبَقَ فَلَحِقَ بِالرُّومِ، فَظَهَرَ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَرَدَّهُ عَلَى عَبْدِ اللهِ. وَأَنَّ فَرَسًا لاِبْنِ عُمَرَ عَارَ فَلَحِقَ بِالرُّومِ، فَظَهَرَ عَلَيْهِ فَرَدُّوهُ عَلَى عَبْدِ اللهِ)).

(۲۸۵) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ قطان نے' ان سے عبید اللہ عمری نے' انہیں نافع نے خبر دی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک غلام بھاگ کر روم کے کافروں میں مل گیا تھا۔ پھر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ان پر فتح پائی اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے وہ غلام ان کو واپس کر دیا۔ اور یہ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک گھوڑا بھاگ کر روم پہنچ گیا تھا۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو جب روم پر فتح ہوئی' تو انہوں نے یہ گھوڑا بھی عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو واپس کر دیا تھا۔

٢٨٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ مُوسَى بْنِ

(۲۸۶) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا' کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا' ان سے موسیٰ بن عقبہ نے'

عَقَبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّهُ كَانَ عَلَى فَرَسٍ يَوْمَ لَقِيَ الْمُسْلِمُونَ، وَأَمِيرُ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَئِذٍ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ بَعَثَهُ أَبُوبَكْرٍ، فَأَخَذَهُ الْعَدُوُّ، فَلَمَّا هُزِمَ الْعَدُوُّ رَدَّ خَالِدٌ فَرَسَهُ)).

ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جس دن اسلامی لشکر کی مڈ بھیڑ (رومیوں سے) ہوئی تو وہ ایک گھوڑے پر سوار تھے۔ سالار فوج حضرت ابو بکرؓ کی طرف سے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر گھوڑے کو دشمنوں نے پکڑ لیا' لیکن جب انہیں شکست ہوئی تو حضرت خالدؓ نے گھوڑا عبداللہ رضی اللہ عنہ کو واپس کر دیا۔

معلوم ہوا کہ کسی مسلمان کا کوئی مال کسی دشمن حربی کافر کے حوالہ پڑ جائے تو فتح اسلام کے بعد وہ مال اس کے اصلی مالک مسلمان ہی کو ملے گا وہ اموال غنیمت میں داخل نہ کیا جائے گا۔

١٨٦- بَابُ مَنْ تَكَلَّمَ بِالْفَارِسِيَّةِ وَالرَّطَانَةِ

باب فارسی یا اور کسی بھی عجمی زبان میں بولنا

وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَاخْتِلاَفُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ﴾ [الروم: ٢٢] وَقَالَ: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلاَّ بِلِسَانِ قَوْمِهِ﴾ [إبراهيم : ٤].

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ روم میں فرمایا کہ "(اللہ کی نشانیوں میں) تمہاری زبان اور رنگ کا اختلاف بھی ہے"۔ اور (اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ) "ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا' لیکن یہ کہ وہ اپنی قوم کا ہم زبان ہوتا تھا۔"

تشریح امام بخاریؒ کا اس باب کے لانے سے یہ مطلب ہے کہ ہر ایک زبان کا سیکھنا اور بولنا درست ہے کیونکہ سب زبانیں اللہ کی طرف سے ہیں۔ انگریزی' ہندی کا بھی یہی حکم ہے۔

اور دوسری آیت میں ہے ﴿ وان من امة الا خلافیها نذیر ﴾ تو معلوم ہوا کہ ہر ایک زبان پیغمبر کی زبان ہے' کیونکہ اس قوم میں جو پیغمبر آیا ہو گا وہ ان ہی کی زبان بولتا ہو گا۔ ان آیتوں سے یہ ثابت ہوا کہ انگریزی' ہندی' مرہٹی' روسی' جرمنی زبانیں سیکھنا اور بولنا درست ہے۔ زبانوں کا تعصب انسانی بدبختی کی دلیل ہے' ہر زبان سے محبت کرنا عین منشائے الٰہی ہے۔

لفظ رطانہ راء کی زیر و زبر کے ساتھ غیر عربی میں بولنا۔ آیت ﴿ وما ارسلنا الخ ﴾ میں مصنف کا اشارہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اقوام عالم کے لئے ہے۔ اس لئے بھی ضروری ہوا کہ آپ

دنیا کی ساری زبانوں کی حمایت کریں۔ ان کو خود یا بذریعہ ترجمان سمجھیں۔ ﷺ

۲۸۷- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَنَا وَطَحَنْتُ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ فَتَعَالَ أَنْتَ وَنَفَرٌ. فَصَاحَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((يَا أَهْلَ الْخَنْدَقِ، إِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُورًا، فَحَيَّهَلاً بِكُمْ)).

(۲۸۷) ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا' انہیں حنظلہ بن ابی سفیان نے خبر دی' انہیں سعید بن میناء نے خبر دی' کہا کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا۔ آپ نے بیان کیا' کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے ایک چھوٹا سا بکری کا بچہ ذبح کیا ہے۔ اور ایک صاع جو کا آٹا پکوایا ہے۔ اس لئے آپ دو چار آدمیوں کو ساتھ لے کر تشریف لائیں۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے باآواز بلند فرمایا اے خندق کھودنے والو! جابر نے دعوت کا کھانا تیار کر لیا ہے۔ آؤ چلو' جلدی چلو۔

تشریح لفظ سوراً فارسی ہے جو آپ نے استعمال فرمایا' اسی سے ترجمۃ الباب ثابت ہوا۔ فسادات انسانی میں ایک بڑا فساد خطرناک فساد لسانی تعصب بھی ہے۔ حالانکہ جملہ زبانیں اللہ پاک ہی کی پیدا کردہ ہیں۔ اسلام نے سختی کے ساتھ اس تعصب کا مقابلہ کیا ہے۔ آج کے دور میں زبانوں پر بھی دنیا میں بڑے بڑے فساد برپا ہیں جو سب انسانی جہالت و ضلالت و کج روی کے نتائج ہیں۔ جو لوگ کسی بھی زبان سے تعصب برتتے ہیں ان کی یہ انتہائی حماقت ہے۔

لفظ سوراً سے دعوت کا کھانا مراد ہے یہ فارسی لفظ ہے۔ حضرت امامؒ نے اس حدیث کے ضعف پر بھی اشارہ فرمایا ہے جس میں مذکور ہے کہ دوزخی لوگ فارسی زبان بولیں گے۔

۲۸۸- حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَتْ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَعَ أَبِي وَعَلَيَّ قَمِيصٌ أَصْفَرُ، قَالَ

(۲۸۸) ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' انہیں خالد بن سعید نے' انہیں ان کے والد نے اور ان سے ام خالد بنت خالد بن سعیدؓ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے والد کے ساتھ حاضر ہوئی' میں اس وقت ایک زرد رنگ کی قمیص پہنے

رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((سَنَهْ سَنَهْ)). قَالَ عَبْدُ اللهِ: وَهِيَ بِالْحَبَشِيَّةِ: حَسَنَةٌ. قَالَتْ: فَذَهَبْتُ أَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ، فَزَبَرَنِي أَبِي. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((دَعْهَا)). ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَبْلِي وَأَخْلِقِي، ثُمَّ أَبْلِي وَأَخْلِقِي، ثُمَّ أَبْلِي وَأَخْلِقِي)). قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَبَقِيَتْ حَتَّى ذَكَرَ.

ہوئے تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا "سنہ سنہ" عبداللہ نے کہا کہ یہ لفظ حبشی زبان میں عمدہ کے معنے میں بولا جاتا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں مہر نبوت کے ساتھ (جو آپ کی پشت پر تھی) کھیلنے لگی تو میرے والد نے مجھے ڈانٹا' لیکن آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اسے مت ڈانٹو' پھر آپ نے ام خالد کو دعا دی کہ اس قمیص کو خوب پہن اور پرانی کر' پھر پہن اور پرانی کر' اور پھر پہن اور پرانی کر۔ عبداللہ نے کہا کہ یہ قمیص اتنے دنوں تک باقی رہی کہ زبانوں پر اس کا چرچا آگیا۔

ترجمہ باب اس سے نکلا کہ آپؐ نے سنہ سنہ فرمایا جو حبشی زبان ہے۔ ام خالد اتنے دنوں زندہ رہی کہ وہ کپڑا پہنتے پہنتے کالا ہو گیا۔ یہ رسول کریم ﷺ کی دعا کی برکت تھی۔

۲۸۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخَذَ تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِي فِيهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْفَارِسِيَّةِ: ((كِخْ، كِخْ، أَمَا تَعْرِفُ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ؟)).

(۲۸۹) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے غندر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے محمد بن زیاد نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے صدقہ کی کھجور میں سے ایک کھجور اٹھالی اور اپنے منہ کے قریب لے گئے۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے انہیں فارسی زبان کا یہ لفظ کہہ کر روک دیا کہ "کخ کخ" کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھایا کرتے ہیں۔

تشریح کخ کخ فارسی زبان میں بچوں کو ڈانٹنے کے لئے کہتے ہیں جب وہ کوئی گندہ کام کریں۔ اس سے بھی عربی کے علاوہ دوسری زبانوں کا استعمال جائز ثابت ہوا۔ خصوصاً فارسی زبان جو عرصہ دراز سے مسلمانوں کی محبوب ترین زبان رہی ہے۔ جس میں اسلامیات کا ایک بڑا خزانہ محفوظ

ہے۔ میدان جنگ میں حسب ضرورت ہر زبان کا استعمال جائز ہے۔

فارسی کی وجہ تسمیہ حافظ صاحب بیان فرماتے ہیں : قيل انهم ينتسبون الى فارس بن كومرث واختلف في كومرث قيل انه من ذرية سام بن نوح وقيل من ذرية يافث بن نوح وقيل انه ولد أدم لصلبه وقيل انه أدم نفسه وقيل لهم الفرس لان جدهم الاعلى ولد له سبعة عشر ولداً كان كل منهم شجاعًا فارسا فسموا الفرس (فتح الباری ٦ / ١٨٤) یعنی اس ملک کے باشندے فارس بن کومرث کی طرف منسوب ہیں جو سام بن نوح یا یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہیں' بعض نے ان کو آدم کا بیٹا اور بعض نے خود آدم بھی کہا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کے مورث اعلیٰ کے سترہ لڑکے پیدا ہوئے جو سب بہادر شہسوار تھے اس لئے ان کی اولاد کو فارس کہا گیا' واللہ اعلم۔

١٨٧ - بَابُ الْغُلُول، وَقَولِ اللهِ تَعَالَى :

﴿وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ﴾ [آل عمران: ١٦١]

باب مال غنیمت میں سے تقسیم سے پہلے کچھ چرا لینا

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اور جو کوئی خیانت کرے گا وہ قیامت میں اسے لے کر آئے گا۔"

٢٩٠ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي حَيَّانَ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبُو زُرْعَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَامَ فِينَا النَّبِيُّ ﷺ فَذَكَرَ الْغُلُولَ فَعَظَّمَهُ وَعَظَّمَ أَمْرَهُ، قَالَ: ((لاَ أَلْفَيَنَّ أَحَدَكُمْ يَومَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ شَاةٌ لَهَا ثُغَاءٌ عَلَى رَقَبَتِهِ فَرَسٌ لَهُ حَمْحَمَةٌ، يَقُولُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَغِثْنِي، فَأَقُولُ : لاَ أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا، قَدْ أَبْلَغْتُكَ. وَعَلَى رَقَبَتِهِ بَعِيرٌ لَهُ رُغَاءٌ

(٢٩٠) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے' ان سے ابو حیان نے' ان سے ابو زرعہ نے' کہا کہ مجھ سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں خطاب فرمایا اور غلول (خیانت) کا ذکر فرمایا' اس جرم کی ہولناکی کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تم سے کسی کو بھی قیامت کے دن اس حالت میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر بکری لدی ہوئی ہو اور وہ چلا رہی ہو یا اس کی گردن پر گھوڑا لدا ہوا ہو اور وہ چلا رہا ہو اور وہ شخص مجھ سے کہے کہ یا رسول اللہ! میری مدد فرمایئے۔ لیکن میں یہ جواب دے دوں کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ میں تو (خدا کا پیغام) تم تک پہنچا چکا تھا۔

يَقُولُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَغِثْنِي، فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا، قَدْ أَبْلَغْتُكَ. وَعَلَى رَقَبَتِهِ صَامِتٌ فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَغِثْنِي، فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا، قَدْ أَبْلَغْتُكَ. أَوْ عَلَى رَقَبَتِهِ رِقَاعٌ تَخْفِقُ، فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَغِثْنِي، فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ)). وَقَالَ أَيُّوبُ عَنْ أَبِي حَيَّانَ فَرَسٌ لَهُ حَمْحَمَةٌ.

اور اس کی گردن پر اونٹ لدا ہوا اور چلا رہا ہو اور وہ شخص کہے کہ یا رسول اللہ! میری مدد فرمائیے۔ لیکن میں یہ جواب دے دوں کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا' میں تو خدا کا پیغام تمہیں پہنچا چکا تھا' یا وہ اپنی گردن پر سونا' چاندی' اسباب لادے ہوئے ہو اور مجھ سے کہے' یا رسول اللہ! میری مدد فرمائیے' لیکن میں اس سے یہ کہہ دوں کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا' میں اللہ تعالیٰ کا پیغام تمہیں پہنچا چکا تھا۔ یا اس کی گردن پر کپڑے کے ٹکڑے ہوا سے حرکت کر رہے ہوں اور وہ کہے کہ یا رسول اللہ! میری مدد کیجئے اور میں کہہ دوں کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا' میں تو (خدا کا پیغام) پہلے ہی پہنچا چکا تھا۔ اور ایوب سختیانی نے بھی ابو حیان سے روایت کیا ہے گھوڑا لادے دیکھوں جو ہنہنا رہا ہو۔

تشریح فتح اسلام کے بعد میدان جنگ میں جو بھی اموال ملیں وہ سب مال غنیمت کہلاتا ہے۔ اسے باضابطہ امیر اسلام کے ہاں جمع کرنا ہو گا۔ بعد میں شرعی تقسیم کے تحت وہ مال دیا جائے گا۔ اس میں خیانت کرنے : الا عنداللہ بہت بڑا مجرم ہے جیسا کہ حدیث ہذا میں بیان ہوا ہے۔ بکری' گھوڑا' اونٹ یہ سب چیزیں تمثیل کے طور پر بیان کی گئی ہیں۔ روایت میں اموال غنیمت میں سے ایک چادر کے چرانے والے کو بھی دوزخی کہا گیا ہے۔ چنانچہ وہ حدیث آگے مذکور ہے۔ قال المهلب هذا الحديث وعيد لمن انفذه الله عليه من اهل المعاصي ويحتمل ان يكون الحمل المذكور لا بد منه عقوبة له بذالك ليفتضح على روس الاشهاد و اما بعد ذلك فالى الله الامر فى تعذيبه او العفو عنه وقال غيره هذا الحديث يفسر قوله عزوجل يات بما غل يوم القيمة اى يات به حاملا له على رقبته (فتح الباری ۶/ ۱۸۶)

یعنی اس حدیث میں وعید ہے اہل معاصی کے لئے۔ احتمال ہے کہ یہ اٹھانا بطور عذاب اس کے لئے ضروری ہو' تاکہ وہ سب کے سامنے ذلیل ہو' بعد میں اللہ کو اختیار ہے چاہے اسے عذاب کرے' چاہے معاف کرے۔ یہ حدیث آیت کریمہ ﴿ يات بما غل يوم القيمة ﴾ (آل عمران : ۱۶۱) کی تفسیر بھی

ہے کہ وہ عاصی اس خیانت کو قیامت کے دن اپنی گردن پر اٹھا کر لائے گا۔

۱۸۸ - بَابُ الْقَلِيْلِ مِنَ الْغُلُولِ

باب مال غنیمت میں ذرا سی چوری کر لینا

وَلَمْ يَذْكُرْ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ حَرَّقَ مَتَاعَهُ، وَهَذَا أَصَحُّ.

اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے باب کی حدیث میں نبی کریم ﷺ سے یہ روایت نہیں کیا کہ آپ نے چرانے والے کا اسباب جلا دیا تھا اور یہ زیادہ صحیح ہے اس روایت سے جس میں جلانے کا ذکر ہے۔

۲۹۱ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: ((كَانَ عَلَى ثِقَلِ النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ كِرْكِرَةُ، فَمَاتَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((هُوَ فِي النَّارِ))، فَذَهَبُوا يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ فَوَجَدُوا عَبَاءَةً قَدْ غَلَّهَا)).

(۲۹۱) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' ان سے عمرو نے بیان کیا' ان سے سالم بن ابی الجعد نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے سامان و اسباب پر ایک صاحب مقرر تھے' جن کا نام کرکرہ تھا۔ ان کا انتقال ہو گیا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تو جہنم میں گیا۔ صحابہ انہیں دیکھنے گئے تو ایک عباء جسے خیانت کر کے انہوں نے چھپا لیا تھا ان کے یہاں ملی۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ قَالَ ابْنُ سَلَامٍ: كَرْكَرَةُ: يَعْنِي بِفَتْحِ الْكَافِ. وَهُوَ مَضْبُوطٌ كَذَا.

ابو عبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا کہ محمد بن سلام نے (ابن عیینہ سے نقل کیا اور) کہا یہ لفظ کرکرہ بفتح کاف ہے اور اسی طرح منقول ہے۔

معلوم ہوا کہ مال غنیمت میں سے ذرا سی چیز کی چوری بھی حرام ہے جس کی سزا یقیناً دوزخ ہو گی۔ اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوا جو کہتے ہیں کہ مومن گناہوں کی وجہ سے دوزخ نہیں جائے گا۔ قرآن پاک نے صاف اعلان کیا ہے۔ ﴿ ومن يغلل يات بما غل يوم القيمة ﴾ (آل عمران : ۱۶۱) خیانت کرنے والا خیانت کی چیز کو اپنے سر پر اٹھائے قیامت کے دن حاضر ہو گا۔ یہ وہ جرم ہے کہ اگر کسی مجاہد سے بھی سرزد ہو تو اس کا عمل جہاد اس سے باطل ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث ہذا سے ظاہر

ہوا۔ وفی الحدیث تحریم قلیل الغلول وکثیرہ وقولہ ھو فی النار ای یعذب علی معصیتہ او المراد ھو فی النار ان لم یعف اللہ عنہ (فتح الباری ۶/ ۱۸۸)

١٨٩ - بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ ذَبْحِ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ فِي الْمَغَانِمِ

باب مال غنیمت کے اونٹ بکریوں کو تقسیم سے پہلے ذبح کرنا مکروہ ہے

٢٩٢ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعٍ قَالَ: ((كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَأَصَابَ النَّاسَ جُوعٌ، وَأَصَبْنَا إِبِلاً وَغَنَماً - وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِي أُخْرَيَاتِ النَّاسِ - فَعَجِلُوا فَنَصَبُوا الْقُدُورَ، فَأَمَرَ بِالْقُدُورِ فَأُكْفِئَتْ ثُمَّ قَسَمَ، فَعَدَلَ عَشَرَةً مِنَ الْغَنَمِ بِبَعِيرٍ، فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيرٌ، وَفِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَسِيرٌ، فَطَلَبُوهُ فَأَعْيَاهُمْ، فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللهُ، فَقَالَ: ((هَذِهِ الْبَهَائِمُ لَهَا أَوَابِدُ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ، فَمَا نَدَّ عَلَيْكُمْ فَاصْنَعُوا بِهِ هَكَذَا)). فَقَالَ جَدِّي: إِنَّا نَرْجُوا - أَوْ نَخَافُ - أَنْ نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا، وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى؛ أَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ؟

(۲۹۲) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ وضاح یشکری نے، ان سے سعید بن مسروق نے، ان سے عبایہ بن رفاعہ نے اور ان سے ان کے دادا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مقام ذوالحلیفہ میں ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ پڑاؤ کیا۔ لوگ بھوکے تھے۔ ادھر غنیمت میں ہمیں اونٹ اور بکریاں ملی تھیں۔ آنحضرت ﷺ لشکر کے پیچھے کے حصے میں تھے۔ لوگوں نے جلدی کی ہانڈیاں چڑھا دیں۔ بعد میں نبی کریم ﷺ کے حکم سے ان ہانڈیوں کو اوندھا دیا گیا پھر آپ نے غنیمت کی تقسیم شروع کی دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر رکھا۔ اتفاق سے مال غنیمت کا ایک اونٹ بھاگ نکلا۔ لشکر میں گھوڑوں کی کمی تھی۔ لوگ اسے پکڑنے کے لئے دوڑے لیکن اونٹ نے سب کو تھکا دیا۔ آخر ایک صحابی (خود رافع) نے اسے تیر مارا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اونٹ جہاں تھا وہیں رہ گیا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان (پالتو) جانوروں میں بھی جنگلی جانوروں کی طرح بعض دفعہ وحشت ہو جاتی ہے۔ اس لئے اگر ان میں سے کوئی قابو میں نہ آئے تو اس کے ساتھ ایسا ہی کرو عبایہ کہتے ہیں کہ

فَقَالَ: مَا أَنْهَرَ الدَّمَ، وَذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ فَكُلْ، لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ. وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذَلِكَ: أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ، وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ)).

میرے دادا (رافع بنٹھ) نے خدمت نبوی میں عرض کیا' کہ ہمیں امید ہے یا (یہ کہا کہ) خوف ہے کہ کل کہیں ہماری دشمن سے مڈ بھیڑ نہ ہو جائے۔ ادھر ہمارے پاس چھری نہیں ہے۔ تو کیا ہم بانس کی کھپچیوں سے ذبح کر سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ جو چیز خون بہادے اور ذبح کرتے وقت اس پر اللہ تعالیٰ کا نام بھی لیا گیا ہو' تو اس کا گوشت کھانا حلال ہے۔ البتہ وہ چیز دانت اور ناخن نہ ہونا چاہئے۔ تمہارے سامنے میں اس کی وجہ بھی بیان کرتا ہوں دانت تو اس لئے نہیں کہ وہ ہڈی ہے اور ناخن اس لئے نہیں کہ وہ حبشیوں کی چھری ہیں۔

رافع بنٹھ کے کلام کا مطلب یہ ہے کہ تلوار سے ہم جانوروں کو اس لئے نہیں کاٹ سکتے کہ کل پرسوں جنگ کا اندیشہ ہے۔ ایسا نہ ہو تلواریں کند ہو جائیں۔ تو کیا ہم بانس کی کھپچیوں سے کاٹ لیں کہ ان میں بھی دھار ہوتی ہے۔ ہڈی جنوں کی خوراک ہوتی ہے ذبح کرنے سے نجس ہو جائے گی۔ ناخن حبشیوں کی چھریاں ہیں حبشی اس وقت کافر تھے تو آپ نے ان کی مشابہت سے منع فرمایا۔ باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ وموضع الترجمة منه امره صلى الله عليه وسلم باكفاء القدو رفانه مشعر بكراهة ماصنعوا من الذبح بغير اذن (ف) (فتح الباری ۶ / ۱۸۸) یعنی باب کا مطلب اس سے ظاہر ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ہانڈیوں کو الٹا کر دیا۔ اس لئے کہ بغیر اجازت ان کا ذبیحہ مکروہ تھا۔ شوربا بہا دیا گیا۔ واما نفس اللحم فلم يتلف بل يحمل على انه جمع ورد الى المغانم یعنی گوشت کو تلف کرنے کی بجائے جمع کر کے مال غنیمت میں شامل کر دیا گیا۔ واللہ اعلم بالصواب

۱۹۰- بَابُ الْبِشَارَةِ فِي الْفُتُوحِ

باب فتح کی خوش خبری دینا

۲۹۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ

(۲۹۳) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ قطان نے' کہا ہم سے اسماعیل بن ابو خالد نے'

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي قَيْسٌ قَالَ: قَالَ لِيْ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: قَالَ لِيْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَلاَ تُرِيْحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ؟)) وَكَانَ بَيْتًا فِيْهِ خَثْعَمُ يُسَمَّي كَعْبَةَ الْيَمَانِيَةِ. فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِيْنَ وَمِائَةٍ مِنْ أَحْمَسَ - وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ - فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنِّي لاَ أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ، فَضَرَبَ فِي صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهِ فِي صَدْرِي، فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ، وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًا)). فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا، فَأَرْسَلَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يُبَشِّرُهُ، فَقَالَ رَسُولُ جَرِيْرٍ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، مَا جِئْتُكَ حَتَّى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْرَبُ. ((فَبَارَكَ عَلَى خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ)). قَالَ مُسَدَّدٌ: ((بَيْتٌ فِي خَثْعَمَ)).

کہا کہ مجھ سے قیس بن ابی حازم نے کہا کہ مجھ سے جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول کریم ﷺ نے فرمایا' ذی الخلصہ کو تباہ کر کے مجھے کیوں خوش نہیں کرتے۔ یہ ذی الخلصہ خثعم کا بت کدہ تھا جسے کعبۃ الیمانیہ کہتے تھے۔ چنانچہ میں احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کو لے کر تیار ہو گیا۔ یہ سب اچھے شہسوار تھے۔ پھر میں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ میں گھوڑے پر اچھی طرح سے جم نہیں پاتا تو آپ نے میرے سینے پر (دست مبارک) مارا اور میں نے آپ کی انگلیوں کا نشان اپنے سینے پر دیکھا۔ آپؐ نے پھر یہ دعا دی' اے اللہ! اسے گھوڑے پر جمادے اور اسے صحیح راستہ دکھانے والا بنادے اور خود اسے بھی راہ پایا ہوا کر دے۔ پھر جریرؓ مہم پر روانہ ہوئے۔ اور ذی الخلصہ کو توڑ کر جلا دیا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں خوش خبری بھجوائی۔ جریرؓ کے قاصد نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! اس ذات پاک کی قسم! جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر مبعوث فرمایا۔ میں اس وقت تک آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا جب تک وہ بت کدہ جل کر ایسا (سیاہ) نہیں ہو گیا جیسا خارش والا بیمار اونٹ سیاہ ہوا کرتا ہے۔ یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے قبیلہ احمس کے سواروں اور ان کے پیدل جوانوں کے لئے پانچ مرتبہ برکت کی دعا فرمائی۔ مسدد نے اس حدیث میں یوں کہا ذی الخلصہ خثعم

قبیلے میں ایک گھر تھا۔

خارش زدہ اونٹ بال وغیرہ جھڑ کر کالا اور دبلا پڑ جاتا ہے۔ اسی طرح ذی الخلصہ جل بھن کر چھت وغیرہ گر کر کالا پڑ گیا تھا۔ باب کا مطلب اس طرح نکلا کہ جریرؓ نے کام پورا کر کے آپؐ کو خوش خبری بھیجی۔ فساد اور بد امنی کے مراکز کو ختم کرنا' قیام امن کے لئے ضروری ہے۔ خواہ وہ مراکز مذہب ہی کے نام پر بنائے جائیں۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے مدینہ میں ایک مسجد کو بھی گرا دیا جو مسجد ضرار کے نام سے مشہور ہوئی۔

١٩١- بَابُ مَا يُعْطِي الْبَشِيْرُ

وَأَعْطَى كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ ثَوبَيْنِ حِيْنَ بُشِّرَ بِالتَّوْبَةِ

باب خوش خبری دینے والے کو انعام دینا

اور کعب بن مالکؓ نے جب انہیں ان کی توبہ کے قبول ہونے کی خوش خبری سنائی گئی تو خوش خبری سنانے والے کو دو کپڑے انعام دیئے تھے۔

یہ خوش خبری سلمہ بن اکوع یا حمزہ بن عمرو اسلمی نے دی تھی۔ اس حدیث کو حضرت امام بخاری نے کتاب المغازی میں وصل کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ کسی بھی امر کی خوش خبری سنانے والے کو انعام دیا جانا مستحب ہے۔ پھر جنگ میں فتح کی بشارت تو بڑی اہم چیز ہے۔ اس کی بشارت دینے والا یقیناً انعام کا حقدار ہے۔

١٩٢- بَابُ لاَ هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ

باب فتح مکہ کے بعد وہاں سے ہجرت کرنے کی ضرورت نہیں رہی

٢٩٤- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ : ((لاَ هِجْرَةَ، وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ. وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا)).

(۲۹۴) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا' ان سے منصور نے' ان سے مجاہد نے' ان سے طاؤس نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا' اب ہجرت (مکہ سے مدینہ کے لئے) باقی نہیں رہی' البتہ حسن نیت اور جہاد باقی ہے۔ اس لئے جب تمہیں جہاد کے لئے بلایا جائے تو فوراً نکل جاؤ۔

تشریح: خاص مکہ سے مدینہ منورہ کی ہجرت مراد ہے۔ پہلے جب مکہ دارالاسلام نہیں تھا اور مسلمانوں کو وہاں آزادی نہیں تھی' تو وہاں سے ہجرت ضروری ہوئی۔ لیکن اب مکہ اسلامی حکومت کے تحت آ چکا۔ اس لئے یہاں سے ہجرت کا کوئی سوال ہی باقی نہیں رہا۔ یہ معنی ہرگز نہیں کہ سرے سے ہجرت کا حکم ہی ختم ہو گیا۔ کیونکہ جب تک دنیا قائم ہے اور جب تک کفر و اسلام کی کشمکش باقی ہے' اس وقت تک ہر اس خطہ سے جہاں مسلمانوں کو احکام اسلام پر عمل کرنے کی آزادی حاصل نہ ہو' دارالاسلام کی طرف ہجرت کرنا فرض ہے۔

ہجرت کے لغوی معنی چھوڑنا' اصطلاح میں اسلام کے لئے اپنا وطن چھوڑ کر دار الاسلام میں جا رہنا ہے۔ اگر یہ ہجرت رضائے الٰہی کے لئے مقررہ اصولوں کے تحت کی جائے تو اسلام میں اس کا بڑا درجہ ہے۔ اور اگر دنیا طلبی یا اور کوئی غرض فاسد ہو تو اس ہجرت کا عنداللہ کوئی ثواب نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت امام بخاریؒ شروع ہی میں حدیث انما الاعمال بالنیات نقل فرما چکے ہیں۔ اس دور پر فتن میں بھی یہی حکم ہے۔ جو لوگ کسی ملک میں مہاجر کے نام سے مشہور ہوں ان کو خود فیصلہ کرنا ہے وہ مہاجر کس قسم کے ہیں۔ ﴿ بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ ولو القی معاذیرہ ﴾ (القیامۃ : ۱۵' ۱۴) کا یہی مطلب ہے کہ لوگوں کو چاہئے کہ وہ خود گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھیں اور اپنے بارے میں خود فیصلہ کریں۔

۲۹۵، ۲۹۶- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: جَاءَ مُجَاشِعٌ بِأَخِيهِ مُجَالِدِ بْنِ مَسْعُودٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: هَذَا مُجَالِدٌ يُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ. فَقَالَ: ((لاَ هِجْرَةَ بَعْدَ فَتْحِ مَكَّةَ، وَلَكِنْ أُبَايِعُهُ عَلَى الإِسْلاَمِ)).

(۲۹۵' ۲۹۶) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو یزید بن زریع نے خبر دی' انہیں خالد نے' انہیں ابو عثمان نہدی نے اور ان سے مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجاشع اپنے بھائی مجالد بن مسعودؓ کو لے کر خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ مجالد ہیں۔ آپ سے ہجرت پر بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ فتح مکہ کے بعد اب ہجرت باقی نہیں رہی۔ ہاں میں اسلام پر ان سے بیعت لے لوں گا۔

اس حدیث میں ابتدائے اسلام کی ہجرت از مکہ برائے مدینہ مراد ہے۔ جب مکہ شریف فتح ہو گیا' تو وہاں تو سے ہجرت کا سوال ہی ختم ہو گیا۔ روایت کا یہی مطلب ہے۔

٢٩٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو وَابْنُ جُرَيْجٍ: سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُولُ: ذَهَبْتُ مَعَ عُبَيْدِ بْنُ عُمَيْرٍ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَهِيَ مُجَاوِرَةٌ بِثَبِيرٍ فَقَالَتْ لَنَا ((انْقَطَعَتِ الْهِجْرَةُ مُنْذُ فَتَحَ اللهُ عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ مَكَّةَ))

(٢٩٧) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے کہ عمرو اور ابن جریج بیان کرتے تھے کہ ہم نے عطاء سے سنا تھا' وہ کہتے تھے کہ میں عبید بن عمیر کے ساتھ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ ثبیر پہاڑ کے قریب قیام فرما تھیں۔ آپ نے ہم سے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو مکہ پر فتح دی تھی' اسی وقت سے ہجرت کا سلسلہ ختم ہو گیا تھا۔

١٩٣- بَابُ إِذَا اضْطُرَّ الرَّجُلَ إِلَى النَّظَرِ فِي شُعُورِ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَالْمُؤْمِنَاتِ إِذَا عَصَيْنَ اللهَ، وَتَجْرِيدِهِنَّ

باب ذمی یا مسلمان عورتوں کے ضرورت کے وقت بال دیکھنا درست ہے اس طرح ان کا ننگا کرنا بھی جب وہ اللہ کی نافرمانی کریں

٢٩٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَوْشَبٍ الطَّائِفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَكَانَ عُثْمَانِيًّا، فَقَالَ لاِبْنِ عَطِيَّةَ وَكَانَ عَلَوِيًّا: إِنِّي لأَعْلَمُ مَا الَّذِي جَرَّأَ صَاحِبَكَ عَلَى الدِّمَاءِ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ وَالزُّبَيْرَ فَقَالَ: ((ائْتُوا رَوْضَةَ كَذَا، وَتَجِدُونَ بِهَا امْرَأَةً أَعْطَاهَا

(٢٩٨) مجھ سے محمد بن عبداللہ بن حوشب الطائفی نے بیان کیا' ان سے ہشیم نے بیان کیا' انہیں حصین نے خبر دی' انہیں سعد بن عبیدہ نے اور انہیں ابی عبدالرحمٰن نے اور وہ عثمانی تھے' انہوں نے ابن عطیہ سے کہا' جو علوی تھے' کہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تمہارے صاحب (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کو کس چیز سے خون بہانے پر جرأت ہوئی' میں نے خود ان سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ مجھے اور زبیر بن عوامؓ کو نبی کریم ﷺ نے بھیجا۔ اور ہدایت فرمائی کہ روضہ خاخ پر جب تم پہنچو' تو تمہیں ایک عورت ملے گی۔ جسے حاطب ابن ابی بلتعہؓ نے ایک خط دے

حَاطِبِ كِتَابًا)). فَأَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَقُلْنَا: الْكِتَابَ. قَالَتْ: لَمْ يُعْطِنِي. فَقُلْنَا: لَتُخْرِجَنَّ أَوْ لَأُجَرِّدَنَّكِ. فَأَخْرَجَتْ مِنْ حُجْزَتِهَا. فَأَرْسَلَ إِلَى حَاطِبٍ. فَقَالَ: لَا تَعْجَلْ، وَاللهِ مَا كَفَرْتُ وَلَا ازْدَدْتُ لِلإِسْلَامِ إِلَّا حُبًّا، وَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِكَ إِلَّا وَلَهُ بِمَكَّةَ مَنْ يَدْفَعُ اللهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ، وَلَمْ يَكُنْ لِي أَحَدٌ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا.

فَصَدَّقَهُ النَّبِيُّ ﷺ . قَالَ عُمَرُ: دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَهُ، فَإِنَّهُ قَدْ نَافَقَ. فَقَالَ : ((وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللهَ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ)). فَهٰذَا الَّذِي جَرَّأَهُ.

کر بھیجا ہے چنانچہ جب ہم اس باغ تک پہنچے تو ہم نے اس سے کہا خط لا۔ اس نے کہا کہ حاطب ؓ نے مجھے کوئی خط نہیں دیا۔ ہم نے اس سے کہا کہ خط خود بخود نکال کر دے دے ورنہ تمہارے کپڑے اتار لئے جائیں گے۔ تب کہیں اس نے خط اپنے نیفے میں سے نکال کر دیا۔ آپ ؐ نے حاطب ؓ کو بلا بھیجا انہوں نے عرض کیا۔ حضور! میرے بارے میں جلدی نہ فرمائیں! اللہ کی قسم! میں نے نہ کفر کیا ہے اور نہ میں اسلام سے ہٹا ہوں' صرف اپنے خاندان کی محبت نے اس پر مجبور کیا تھا۔ آپ ؐ کے اصحاب (مہاجرین) میں کوئی شخص ایسا نہیں جس کے رشتہ دار وغیرہ مکہ میں نہ ہوں۔ جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ان کے خاندان والوں اور ان کی جائداد کی حمایت حفاظت نہ کراتا ہو۔ لیکن میرا وہاں کوئی بھی آدمی نہیں' اس لئے میں نے چاہا کہ ان مکہ والوں پر ایک احسان کر دوں' نبی کریم ﷺ نے بھی ان کی بات کی تصدیق فرمائی۔ حضرت عمر ؓ فرمانے لگے کہ مجھے اس کا سر اتارنے دیجئے' یہ تو منافق ہو گیا ہے۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہیں کیا معلوم! اللہ تعالیٰ اہل بدر کے حالات سے خوب واقف تھا اور وہ خود اہل بدر کے بارے میں فرما چکا ہے کہ "جو چاہو کرو"۔ ابو عبدالرحمٰن نے کہا' حضرت علی ؓ کو اسی ارشاد نے دلیر بنا دیا ہے۔

تشریح ابو عبدالرحمٰن کا کلام مبالغہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدا ترسی اور پرہیز گاری سے بعید ہے کہ وہ خون ناحق کریں۔ حضرت امام بخاریؒ نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ ضرورت کے وقت عورت کی تلاشی لینا' اس کا برہنہ کرنا درست ہے۔ بعض روایتوں میں یہ ہے کہ اس عورت نے وہ خط اپنی چوٹی میں سے نکال کر دیا۔ اس پر حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ وجمع بينهما بانها اخرجته من حجزتها فاخفته في عقيصتها ثم اضطرت الى اخراجه او بالعكس او بان تكون عقيصتها طويلة بحيث تصل الى حجزتها فربطته في عقيصتها وغرزته بحجزتها (فتح الباری ۶/ ۱۹۱) اس آخری احتمال کو ابن حجر راجح قرار دیتے ہیں) یعنی ہر دو روایتوں میں مطابقت یہ ہے کہ اس عورت کے سر کی چوٹی اتنی لمبی تھی کہ وہ ازار بند باندھنے کی جگہ تک لٹکی ہوئی تھی' اس عورت نے اس کو چٹیا کے اندر گوندھ کر نیچے مقعد کے پاس ازار میں ٹانک لیا تھا۔ چنانچہ اس جگہ سے نکال کر دیا۔ راویوں نے جیسا دیکھا بیان کر دیا۔

سلف امت میں جو لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتے انہیں عثمانی کہتے اور جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتے انہیں علوی کہتے تھے۔ یہ اصطلاح ایک زمانہ تک رہی' پھر ختم ہو گئی۔ اہل سنت میں یہ عقیدہ قرار پایا کہ کسی صحابی کو کسی پر فوقیت نہیں دینا چاہیے۔ وہ سب عنداللہ مقبول ہیں' ان میں فاضل کون ہے اور مفضول کون' یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ یوں خلفائے اربعہ کو حسب ترتیب خلافت اور صحابہ پر فوقیت حاصل ہے' پھر عشرہ مبشرہ کو رضی اللہ عنہم اجمعین۔

۱۹۴ – بَابُ اسْتِقْبَالِ الْغُزَاةِ

باب غازیوں کے استقبال کو جانا (جب وہ جہاد سے لوٹ کر آئیں)

۲۹۹ – حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الأَسْوَدِ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ وَحُمَيْدُ بْنُ الأَسْوَدِ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ الشَّهِيْدِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ: ((قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ لابْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ : أَتَذْكُرُ إِذْ تَلَقَّيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنَا وَأَنْتَ

(۲۹۹) ہم سے عبداللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن زریع اور حمید بن الاسود نے بیان کیا' ان سے حبیب بن شہید نے اور ان سے ابن ابی ملیکہ نے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے عبداللہ بن جعفرؓ سے کہا' تمہیں وہ قصہ یاد ہے جب میں اور تم اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم تینوں آگے جا کر رسول اللہ ﷺ سے ملے تھے عبداللہ بن جعفر نے

وَابْنُ عَبَّاسٍ ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَحَمَلَنَا وَتَرَكَكَ)). کہا' ہاں یاد ہے۔ اور آنحضرت ﷺ نے مجھ کو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے ساتھ سوار کر لیا تھا' اور تمہیں چھوڑ دیا تھا۔

تشریح حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ ظاهره ان القائل فحملنا هو عبدالله بن جعفر وان المتروك هو ابن الزبير (فتح الباری ۶ / ۱۹۲) یعنی ظاہر ہے کہ سوار ہونے والے حضرت عبداللہ بن جعفر رحمہ اللہ ہیں اور متروک حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ہیں۔ مگر مسلم میں اس کے برعکس مذکور ہے۔ وقد نبه عياض على ان الذى وقع فى البخارى هو الصواب یعنی قاضی عیاض نے تنبیہ کی ہے کہ بخاری کا بیان زیادہ صحیح ہے۔ اس سے غازیوں کا آگے بڑھ کر استقبال کرنا ثابت ہوا۔

نیز اس سے یتیموں کا زیادہ خیال رکھنا بھی ثابت ہوا۔ کیونکہ حضرت عبداللہ کے والد جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ انتقال کر چکے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے یتیم بچے عبداللہ رضی اللہ عنہ کا دل خوش کرنے کے لئے سواری پر ان کو مقدم کیا' اگر کسی صحابی پر آنحضرت ﷺ نے کبھی کسی امر میں نظر عنایت فرمائی تو اس پر اس صحابی کے فخر کرنے کا جواز بھی ثابت ہوا' کسی بزرگ کی طرف سے کسی پر نظر عنایت ہو تو وہ آج بھی بطور فخر اسے بیان کر سکتے ہیں۔

۳۰۰- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: ((قَالَ السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، ذَهَبْنَا نَتَلَقَّى رَسُولَ اللهِ ﷺ مَعَ الصِّبْيَانِ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ)).

(۳۰۰) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے زہری نے بیان کیا کہ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے کہا' (جب رسول کریم ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے تو) ہم سب بچے ثنیۃ الوداع تک آپ کا استقبال کرنے گئے تھے۔

مجاہدین کا واپسی پر پر خلوص استقبال کرنا سنت ہے۔ حضرت امام رحمہ اللہ اسی مقصد کو بیان فرما رہے ہیں۔ مدینہ کے قریب ایک گھاٹی تک لوگ اپنے مہمانوں کو رخصت کرنے جایا کرتے تھے۔ اسی کا نام ثنیۃ الوداع قرار دیا۔ غزوہ تبوک کی تفصیلات کتاب المغازی میں آئیں گی۔

۱۹۵- بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَجَعَ مِنَ الْغَزْوِ

باب جہاد سے واپس ہوتے ہوئے کیا کہے

۳۰۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ

(۳۰۱) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم

إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَفَلَ كَبَّرَ ثَلَاثًا قَالَ: ((آيِبُونَ إِنْ شَاءَ اللهُ، تَائِبُونَ، عَابِدُونَ، حَامِدُونَ، لِرَبِّنَا سَاجِدُونَ. صَدَقَ اللهُ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ)).

سے جویریہ نے' ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ جب رسول اللہ ﷺ (جہاد سے) واپس ہوتے تو تین بار اللہ اکبر کہتے' اور یہ دعا پڑھتے "ان شاء اللہ ہم اللہ کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ہم توبہ کرنے والے ہیں۔ اپنے رب کی عبادت کرنے والے ہیں۔ تعریف کرنے والے اور اسکے لئے سجدہ کرنے والے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا' اپنے بندے کی مدد کی' اور کافروں کے لشکر کو اسی اکیلے نے شکست دے دی"۔

آئبون کا مطلب ای نحن راجعون الی اللہ یعنی ہم اللہ کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔

٣٠٢- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مَقْفَلَهُ مِنْ عُسْفَانَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى رَاحِلَتِهِ، وَقَدْ أَرْدَفَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ، فَعَثَرَتْ نَاقَتُهُ فَصُرِعَا جَمِيعًا، فَاقْتَحَمَ أَبُو طَلْحَةَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ. قَالَ: ((عَلَيْكَ الْمَرْأَةَ)). فَقَلَبَ ثَوْبًا عَلَى وَجْهِهِ وَأَتَاهَا فَأَلْقَاهُ عَلَيْهَا، وَأَصْلَحَ لَهُمَا مَرْكَبَهُمَا فَرَكِبَا،

(۳۰۲) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوارث نے' کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن ابی اسحاق نے' اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عسفان سے واپس ہوتے ہوئے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور آپ نے سواری پر پیچھے صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو بٹھالیا تھا۔ اتفاق سے آپ کی اونٹنی پھسل گئی اور آپ دونوں گر گئے۔ یہ حال دیکھ کر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بھی فوراً اپنی سواری سے کود پڑے اور کہا' یا رسول اللہ! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے' کچھ چوٹ تو نہیں لگی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پہلے عورت کی خبر لو۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ایک کپڑا اپنے چہرے پر ڈال لیا' پھر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے قریب آئے اور وہی کپڑا ان کے اوپر ڈال دیا۔ اس کے بعد دونوں حضرات کی سواری درست کی' جب آپ

وَاكْتَنَفْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ. فَلَمَّا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ: ((آيِبُونَ، تَائِبُونَ، عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ)). فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُ ذَلِكَ حَتَّى دَخَلَ الْمَدِينَةَ.

سوار ہو گئے تو ہم آنحضرت ﷺ کے چاروں طرف جمع ہو گئے۔ پھر جب مدینہ دکھائی دینے لگا تو آنحضرت ﷺ نے یہ دعا پڑھی۔ "ہم اللہ کی طرف واپس ہونے والے ہیں۔ توبہ کرنے والے' اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور اس کی حمد پڑھنے والے ہیں"۔ آنحضرت ﷺ یہ دعا برابر پڑھتے رہے یہاں تک کہ مدینہ میں داخل ہو گئے۔

تشریح روایت میں راوی سے سہو ہو گیا ہے۔ صحیح یوں ہے کہ جب آنحضرت ﷺ خیبر سے لوٹے اس وقت حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آپ کے ساتھ تھیں۔ کیونکہ یہ خاتون آپ کو جنگ خیبر ہی میں ملی تھیں۔ جو ۷ھ میں ہوئی۔ جنگ بنو لحیان ۶ھ میں ہوئی ہے۔ اس وقت حضرت صفیہؓ موجود نہ تھیں۔ حضرت ابو طلحہ اپنے منہ پر کپڑا ڈال کر اس لئے آئے کہ حضرت صفیہؓ پر نظر نہ پڑے۔ واپسی پر آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک پر الفاظ طیبہ "آیبون تایبون" جاری تھے۔ باب سے یہی وجہ مناسبت ہے۔ اب بھی سنت یہی ہے کہ سفر حج ہو یا اور کوئی سفر خیریت سے واپسی پر اس دعا کو پڑھا جائے۔ عورت کو اپنے مرد کے پیچھے اونٹنی پر سواری کرنا بھی اس حدیث سے ثابت ہوا۔ و فی الخیر الجاری انما قالت من عسفان لان غزوۃ خیبر کانت عقبھا کانہ لم یعتد بالاقامۃ المتخللۃ بینھما لتقار بھما یعنی عسفان کا لفظ لانے کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ غزوہ خیبر اس کے بعد ہی ہوا' اتنے قریب کہ راوی نے درمیانی عرصہ کو کوئی اہمیت نہیں دی اور ہر دو کو ایک ہی سطح پر رکھ لیا جیسا کہ حدیث سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ میں تحریم متعہ کے بارے میں غزوہ اوطاس کا ذکر آیا ہے۔ حالانکہ وہ مکہ ہی میں حرام ہو چکا تھا۔ مگر اوطاس اور مکہ میں تقارب کی وجہ سے وہ اس کی طرف منسوب کر دیا۔

٣٠٤٣ – حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، وَمَعَ النَّبِيِّ ﷺ صَفِيَّةُ مُرْدِفُهَا

(۳۰۴۳) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے بشر بن مفضل نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن ابی اسحاق نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ اور ابو طلحہؓ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے' ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا کو آنحضرت ﷺ نے اپنی سواری پر پیچھے بٹھا

عَلَى رَاحِلَتِهِ. فَلَمَّا كَانُوا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَثَرَتِ النَّاقَةُ فَصُرِعَ النَّبِيُّ ﷺ وَالْمَرْأَةُ، وَإِنَّ أَبَا طَلْحَةَ قَالَ أَحْسِبُ قَالَ: اقْتَحَمَ عَنْ بَعِيرِهِ فَأَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ، جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ، هَلْ أَصَابَكَ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالَ: ((لَا، وَلَكِنْ عَلَيْكَ بِالْمَرْأَةِ)). فَأَلْقَى أَبُو طَلْحَةَ ثَوْبَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَصَدَ قَصْدَهَا، فَأَلْقَى ثَوْبَهُ عَلَيْهَا، فَقَامَتِ الْمَرْأَةُ، فَشَدَّ لَهُمَا عَلَى رَاحِلَتِهِمَا فَرَكِبَا، فَسَارُوا، حَتَّى إِذَا كَانُوا بِظَهْرِ الْمَدِينَةِ - أَوْ قَالَ: أَشْرَفُوا عَلَى الْمَدِينَةِ - قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((آيِبُونَ، تَائِبُونَ، عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ)). فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُهَا حَتَّى دَخَلَ الْمَدِينَةَ.

رکھا تھا۔ راستے میں اتفاق سے آپ کی اونٹنی پھسل گئی اور آنحضرت ﷺ گر گئے اور ام المؤمنین بھی گر گئیں۔ ابو طلحہؓ نے یوں کہا کہ میں سمجھتا ہوں' انہوں نے بھی اپنے آپ کو اونٹ سے گرا دیا اور آنحضرت ﷺ کے قریب پہنچ کر عرض کیا' اے اللہ کے رسول! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے کوئی چوٹ تو حضور کو نہیں آئی؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں لیکن تم عورت کی خبر لو۔ چنانچہ انہوں نے ایک کپڑا اپنے چہرے پر ڈال لیا' پھر ام المؤمنین کی طرف بڑھے اور وہی کپڑا ان پر ڈال دیا۔ اب وہ کھڑی ہو گئیں۔ پھر ابو طلحہؓ نے آپ دونوں کے لئے اونٹنی کو مضبوط کیا۔ تو آپ سوار ہوئے اور سفر شروع کیا۔ جب مدینہ منورہ کے سامنے پہنچ گئے یا راوی نے یہ کہا کہ جب مدینہ دکھائی دینے لگا تو نبی کریم ﷺ نے یہ دعا پڑھی۔ "ہم اللہ کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ توبہ کرنے والے' اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور اس کی تعریف کرنے والے ہیں!" آپ یہ دعا برابر پڑھتے رہے' یہاں تک کہ مدینہ میں داخل ہو گئے۔

یہ بھی جنگ خیبر [illegible] سے متعلق ہے۔ ہر دو احادیث میں [illegible] ایک ہی واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ یہ بھی ہر دو میں متفق ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ حضرت صفیہ تھیں' غزوہ بنو لحیان سے اس واقعہ کا جوڑ نہیں ہے [illegible] اور حرم میں داخلہ کے وقت سے متعلق ہے۔

اصح الکتب بعد کتاب اللہ

صحیح بخاری

حضرت مولانا محمد داؤد راز رحمہ اللہ علیہ
کے قلم سے فرامین نبوی کے صحیح ترین مجموعے کی لاجواب تشریح

چند اہم خصوصیات

- تدوین حدیث، اصول حدیث، مقام حدیث اور حجیت حدیث کی وضاحت اور منکرین حدیث کے اشکالات کے رد میں جامع مقدمہ
- اختلافی مسائل میں فریقین کے دلائل اور ان کا انصاف پسندانہ تجزیہ
- فتح الباری، عون المعبود، تحفۃ الاحوذی اور مرعاۃ المفاتیح وغیرہ شروحات سے منتخب علمی فوائد۔
- احادیث اور ابواب کے نمبر فضیلۃ الشیخ محمد فواد عبدالباقی کے نسخے کے مطابق ہیں۔
- امام بخاری کے قائم کردہ ابواب الحدیث کی حدیث شریف سے مطابقت
- یہ وضاحت کہ ایک حدیث بخاری شریف میں کس کس جگہ بیان ہوئی ہے۔

مسلک سلف صالحین کی روشنی میں بہترین تشریح
عربی متن جلی خط میں اعراب کے ساتھ
ترجمہ نہایت آسان، بامحاورہ اور عام فہم
عوام اور خواص کے لئے یکساں مفید

مکمل سیٹ ۸ جلدوں پر مشتمل

عمدہ طباعت | معیاری جلد بندی | اعلیٰ کاغذ | مناسب قیمت





مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور
Ph: 7351124 - 7230585
Email: qadusia@brain.net.pk